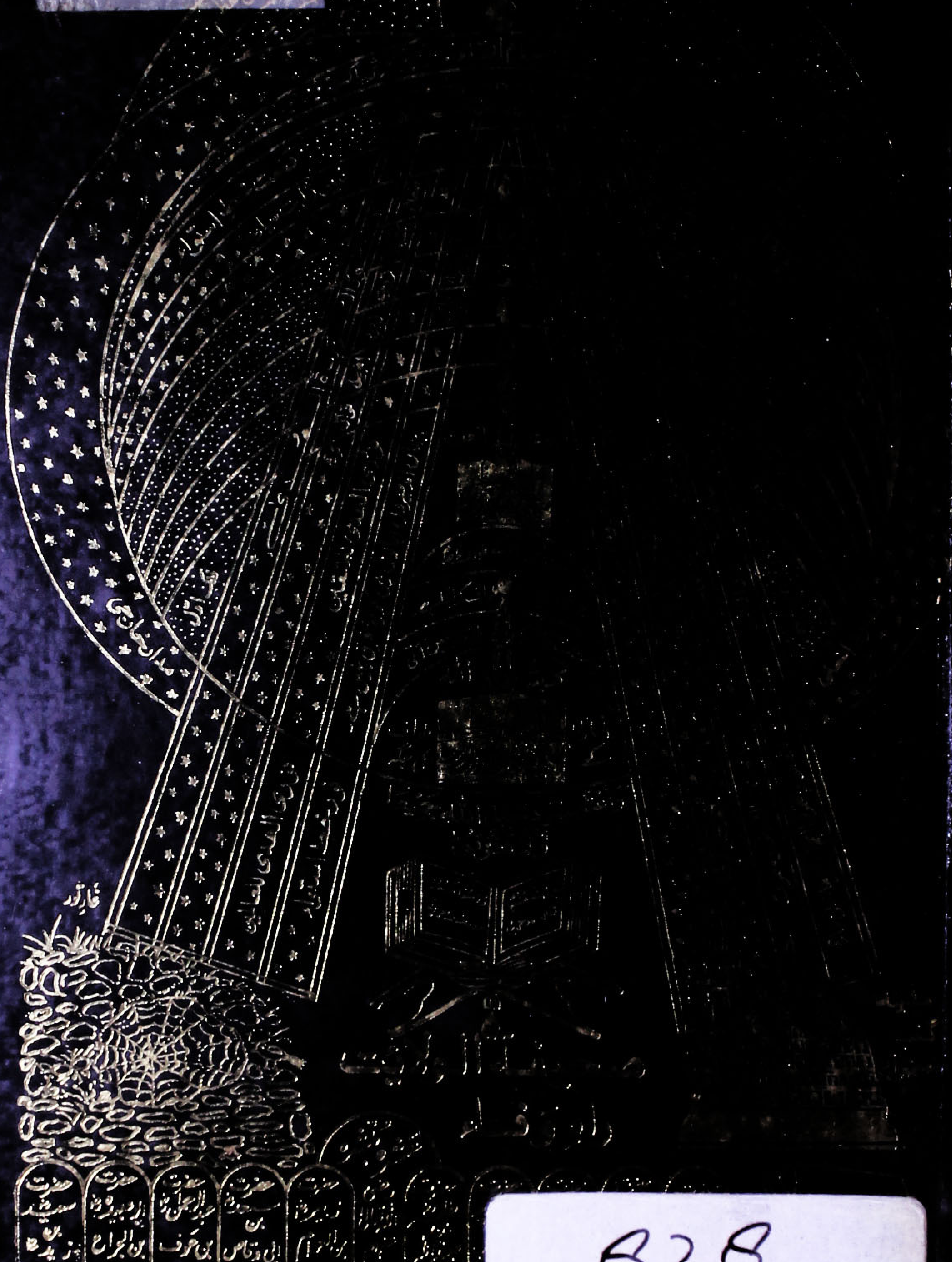

حضرت سعید بن زید
حضرت ابو عبیدہ بن الجراح
حضرت عبدالرحمن بن عوف
حضرت سعد بن ابی وقاص
حضرت زبیر بن العوام

628

صحیفۃ الولایت

راہِ وفاء

شیخ محمد نثار احمد القادری

Marfat.com

53574

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب : صحیفہ الولایت (راہ وفا)
مصنف : شیخ محمد نثار احمد القادری
صفحات : ۲۵۴
تعداد : ۱۰۰۰
مطبع : مکتبہ جدید پریس.
۹ - ریلوے روڈ۔ لاہور
قیمت : =/۹۰ روپے

ملنے کا پتہ : شیخ محمد نثار احمد القادری
گلی نمبر 8 BS مین آؤٹ فال روڈ،
شریف پارک۔ سنت نگر، لاہور
فون نمبر 213455

Marfat.com

نذرانہ عقیدت

بحضور محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

بِعَدَدِ مَا فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ صَلٰوۃً دَآئِمَۃً بِدَوَامِ مُلْکِ اللّٰہِ

Marfat.com

Marfat.com

82.8

فہرست

عرض مصنف	۱	نقشہ	۳۷
سوالات و جوابات	۵	المعراج المبارک	۳۸
مرشد حق کی بات	۹	القاب	۴۲
دعا	۱۳	نقشہ	۴۴
تعین اول	۱۶	عالم الغیب والشہادۃ	۴۵
خط استواء	۱۷	نقشہ	۵۰
حروف	۱۸	نقشہ	۵۱
عرش پاک	۱۹	علم لدنی	۵۲
ملائکہ	۱۹	اصل بات	۵۷
نور الہدیٰ	۲۰	علم لدنی	۶۰
نور الہدیٰ للعالمین	۲۲	توحید	۶۵
نقشہ	۲۴	نقشہ	۷۰
نور الہدیٰ للمتقین	۲۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	
نقشہ	۳۱	کے ۲۹ اسمائے گرامی کی تشریح	۷۱
نقشہ	۳۲	نقشہ	۷۵
فلک دوئم	۳۳	نور نبوت	۷۶
دریائے توحید	۳۳	عالم الغیب	۷۶
عالم الروحہ	۳۵	نور الاول	۸۰

Marfat.com

نور الوریٰ ۷۷
قسم الہام ۷۸
لوح محفوظ کا کھولنا اور بند کرنا ۷۸
نور حق ۸۱
ایجاد ۸۳
پیدائش ۸۴
حکم ربانی ۸۷
پیدائش ۸۷
کن فیکون ۸۹
انسانی جسم اور اشیاء کے اجسام وغیرہ ۹۰
مٹی ۹۱
پانی ۹۱
ہوا ۹۱
آگ ۹۱
نفس رحمانی ۹۲
حیاء ۹۳
حروف یعنی اسم ۹۴
شناخت ۹۴
عقل ۹۵
نفس کل ۹۶
دل ۹۸
دل اور عرش ۹۹
سورج، چاند، ستارے اور اولیاء ۱۰۰
اولیاء ۱۰۰
سورج، چاند ستارے ۱۰۱
نقشہ ۱۰۲
ثوابت اور غیر ثوابت ستارے ۱۰۳
انسانی عادات ۱۰۵
انسانی عادات اور اجزاء و کیفیات ۱۰۸
جان کا نظام ۱۱۱
روحوں کا تعلق جان و تن سے ۱۱۲
دل اور روح ۱۱۳
دل ۱۱۵
عرش ۱۱۵
خط استواء ۱۱۶
نقشہ ۱۱۸
روح کا مشاہدہ دل سے ۱۱۹
دل اور روح ۱۲۰
خط استواء ۱۲۲
آئینہ حق ۱۲۵
قرآن پاک یعنی کتاب
حق (حصہ اول) ۱۲۷

Marfat.com

ظہور نبوت اور سایہ	۱۳۰	شیخ کامل	۱۸۹
سایہ	۱۳۲	تصوف	۱۹۳
نقشہ	۱۳۵	قبلہ حق	۱۹۷
قرآن پاک (دوسرا حصہ)	۱۳۶	عبادت	۲۰۰
لیلتہ القدر	۱۳۷	توحید کیا ہے؟	۲۰۱
سورۃ البروج	۱۴۴	نور ولایت۔ لی مع اللہ	۲۰۳
لوح محفوظ کیا ہے؟	۱۴۵	لی مع اللہ۔ ساتھ ہے میرا اللہ	۲۰۳
تفکر	۱۴۶	ایمان	۲۰۶
فناء وبقا	۱۵۲	تقویٰ۔ قناعت	۲۰۹
صحو و سکر	۱۵۴	تقوی	۲۱۰
عین الیقین	۱۵۵	قناعت	۲۱۰
عشق	۱۵۸	توکل	۲۱۰
آخری بات	۱۶۸	روزہ	۲۱۰
نفس انسانی	۱۷۰	تقویٰ	۲۱۱
کردار	۱۷۰	قائم کرو نماز	۲۱۵
حکایت	۱۷۲	طہارت	۲۱۶
خودی	۱۷۵	واتوالزکوٰۃ	۲۱۹
تکبر اور غرور	۱۷۸	سخاوت	۲۲۲
استقلال وضد	۱۸۲	قربانی۔ شہادت	۲۲۳
بوجہ پیدائش ابلیس	۱۸۵	توبہ۔ توبتہ النصوح	۲۲۳

Marfat.com

مکہ مکرمہ	۲۳۱	تحریر۔ پیر صاحب دیول شریف	۲۳۹
تحریر شوال مدینہ منورہ	۲۳۳	اشعار	

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صحیفۃ الولایت

راہِ وفا

شیخ محمد نثار احمد القادری سکھو چکوی، لاہور

عرض کرتا ہوں کہ میں نے اس کتاب کو تقریباً" مکمل کرنے کے بعد استخارہ کیا کہ جو میں کر رہا ہوں اس کی سمت درست ہے اور خلق خدا کی خدمت ہے یا یہ جو میں نے کام کیا ہے یہ سیدھی راہ پر معین ہے۔ اگرچہ اس کتاب کی نیت تو بہت دنوں پہلے کی تھی مگر نہ جانے کیوں تاخیر ہوتی گئی۔ میرے خیال میں جب تک کسی کام کا وقت نہ آئے نہیں ہوتا۔ شاید ایسا ہی میرے ساتھ بھی ہوا۔

بہرحال میں نے استخارہ میں دیکھا کہ میں بہت بڑی سڑک تعمیر کر رہا ہوں اور سڑک تعمیر ہو گئی ہے جو کافی کشادہ ہے۔ درمیان میں ایک رسی بندھی ہے یعنی کہ افتتاح ہونا باقی ہے۔ تھوڑی دیر میں سیدنا غوث الاعظمؒ کو ایک براق نما گھوڑے پر جو سوار تھے رکنے کا کہہ رہے ہیں

جب میں نے دیکھا کہ غوث الاعظمؒ ہیں تو دائیں طرف داتا گنج بخش ہیں۔ بائیں طرف پیر صاحب دیولؒ شریف ہیں۔ سواری روکی گئی تو پیچھے ایک قافلہ زار تھا میں نے پیر صاحب سے دریافت کیا کہ حضرت یہ تمام اپنے اپنے ناموں اور القابات کی بڑی بڑی تختیاں اٹھائے کہاں جا رہے ہیں۔ تو سیدنا غوثؒ پاک نے مجھے اپنے

Marfat.com

قریب بلایا اور فرمایا کہ تم ہو نثار احمدؒ میں نے عرض کی جی حضور! تو انہوں نے فرمایا
کہ ہم سب سپاہی ہیں اور تم ہمارے ساتھی ہو اور ہم سب تیری اس راہ وفا کا
افتتاح کرنے آئے ہیں اور تجھے مبارک باد دینے آئے ہیں کہ جو تو نے شاہراہ تعمیر کی
ہے یہ عین مقام سدرۃ المنتہی کو جاتی ہے مگر تمہارا اپنا قیام صرف روضۃ الرسول
اللہ تک ہے اور جو تم نے عرش کے مقام کو رنگ برنگے نگینوں سے سجایا ہے اس
کے سلسلے میں حضور پاکؐ کے روضہ سے جو حکم صادر ہورہا ہے دیکھ لو میں نے سامنے
دیکھا تو روضۃ رسولؐ اللہ میرے سامنے ہے اور اس پر اس قدر لائیٹیں لگی ہیں جیسے
عید میلاد یا کسی کی شادی پر لائیٹیں لگائی جاتی ہیں۔ سامنے اندر ایک پردہ ہے۔ پردہ
ہٹا تو دیکھا کہ ایک تخت ہے جس پر حضور پرنور' سیدالانبیاء' شاہ امم تشریف فرما
ہیں۔ میری نگاہیں اوپر اٹھ نہیں رہی تھیں جب کہ میں بہت کوشش بھی کرتا ہوں
اور التجا کرتا ہوں کہ حضورؐ یا تو میری آنکھوں کی روشنی ختم ہو گئی ہے یا آپؐ کے
انوار کی جو تجلیات چہرہ پر پڑ رہی ہیں انہوں نے میری آنکھوں کو خیرہ کر دیا ہے۔
جناب سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی آواز سنائی دیتی ہے وہ فرما رہے ہیں کہ شیخ نثار احمد
تجھ میں ابھی تاب نہیں کہ تو دیدار کر سکے۔ لہٰذا نبی پاکؐ کی آواز آئی نہیں جیلانیؒ
نہیں یہ عاشق ہے اور عاشق شوق عشق سے دیدار تک پہنچ جاتا ہے مگر اس وقت
اس کی راہ کو زیادہ صاف اور شفاف اور پختہ کرنا اسی کا کام ہے اور یہ جو میرے
چہرے کا صحیح نظارہ نہیں کر پا رہا یہ اسی بات کی دلیل ہے کہ یہ اس راستے کو
پختہ اور مضبوط بنائے یعنی شاہراہ اعظم بنائے یہ جیسے جیسے راہ کو سنوارے گا ویسے ویسے
میرا اصل چہرہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبارک صاف اور واضح دکھائی دے گا۔
بہرحال اس کی اس شاہراہ کا افتتاح کرتے ہیں۔ سو اس طرح اس رسی یا فیتے کو کاٹ
کر افتتاح فرما دیا اور دعا فرمائی کہ اے اللہ میری اس شاہراہ کو پختہ اور مضبوط کرنے
کی توفیق دے۔ چونکہ تو سب توفیقوں کا مالک ہے۔ میں نے سب سنا بھی دیکھا بھی۔
مجھے نماز تہجد کی غرض سے اٹھنا تھا۔ اٹھا میرا دل بڑا مسرور تھا مگر غمگین بھی تھا۔
نماز تہجد ادا کرنے کے بعد یہ خیال بار بار میرے دل میں گردش کرتا رہا کہ یہ راہِ وفا

Marfat.com

ابھی پختہ اور شاہراہ اعظم نہیں ہے۔ لہٰذا میں پیر صاحب تک کتاب کا مسودہ لے گیا تھا۔ مگر انہوں نے اس کتاب کے کام کو دیکھ کر فرمایا کہ اے شیخ یہ تیری کتاب حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دربار میں' غوث کے دربار میں پڑھ دی گئی ہے۔ اس کی منظوری ہوگئی ہے۔ اس کو سندی اجازت عطا ہو گئی ہے۔ مگر اس کتاب کا حضور پاکؐ کے دربار میں نام صحیفتہ الولایت قرار پایا ہے۔ لہٰذا میں تجھے تحریراً لکھ کر دیتا ہوں کہ اس کتاب کو صحیفتہ الولایت کرو اور اس کا نام صحیفتہ الولایت رکھ دیا ہے۔ میں نے اس دن سے اس کتاب کو مزید بہتر بنانے کا قصد کیا ہے۔ اور یہ کاوش یا کوشش آپ کو جب پہنچے گی تو انشاء اللہ صحیفہ کی حیثیت میں پہنچے گی۔ یہ میرا دعویٰ نہیں بلکہ حضور کی نظر کرم کا نتیجہ ہو گا۔ انشاء اللہ

میں اپنے رب ذوالجلال کا جس قدر بھی شکریہ ادا کروں کم ہے اور بعد اس کا نبی پاک مرسلؐ پر جس قدر بھی درود بھیجوں کم ہے۔ بعد میں اس مرشد پاک کا شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھ جیسے عاصی و گناہگار کو اپنے دامن میں جگہ عنایت فرما کر کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا ہے۔ میں لاکھوں بار سلام بھیجتا ہوں اس غوث الاعظم دستگیر پر جس نے ہمیں یہ طریق عطا فرمایا اور اپنے لشکر پاک کے ساتھ ہماری رہنمائی فرمائی۔ میں لاکھوں بار صدقے اس ہجویری پر جس نے اپنی انگلی مجھے پکڑائی اور شاہراہ تک رہنمائی فرمائی اور اپنی محبت سے نوازا۔ (آمین ثم آمین)

نوٹ: دانستہ غلطی کرنے کی جسارت کرنے والا کفر کے زمرے میں آتا ہے جبکہ غیردانستہ غلطی معافی کے قابل ہوتی ہے۔ اس لئے معذرت قبول ہو۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض کر رہا ہوں کہ میں اس قابل نہیں کہ کوئی کتاب تحریر کروں اور لوگوں کو کوئی حیران کن باتیں سنا کر حیران کروں یا مصنف ہونے کے غرور کو لے کر اپنی شہرت کرنا چاہوں یا کوئی مالی فائدہ حاصل کروں۔ میرا یہ ہرگز ہرگز مقصد نہیں ہے اور نہ ہی اس قسم کا کوئی ارادہ ہے۔ میں صرف اگر کچھ لالچ رکھتا ہوں تو وہ یہ ہے کہ اپنے رب ذوالجلال کے حضور اپنے آپ کو سرخرو کرسکوں اور اپنے دل کی بات من و عن آپ تک پہنچا سکوں۔

یعنی جو مجھے میرے رب نے عطا فرمایا ہے وہ سب حضور پاک کا صدقہ ہے یہ سب انہی کی طفیل ہے یا ان کے اصحاب پاک کا صدقہ ہے اور تمام اولیاء کرام کا' رب کا بہت شکر گزار ہوں۔

میں صرف اور صرف یہ چاہتا ہوں کہ جو میرے پاس ہے وہ اپنے تمام بھائیوں تک پہنچا دوں اور اپنے پروردگار پاک سے اس فرمان کی سُرخروئی حاصل کروں یعنی جو رب تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جتنا تجھے علم دیا اس پر تو نے کتنا عمل کیا اور کہاں تک اس کو لوگوں میں پہنچانے میں کامیاب ہوئے۔ لہٰذا یہ میری کوشش ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اس کو پہنچاؤں انشاء اللہ! باقی تمام توفیقیں اللہ ہی کو ہیں۔

لہٰذا میں نے اس کتاب کو تحریر کرنے کا قصد کیا۔ (یعنی نیت کی)

اب رہی بات کہ میری یہ کوشش کہاں تک کامیاب ہے! یہ سب آگے آپ کا کام ہے بہرحال اصل مضمون کی طرف آتے ہیں۔ سو عرض ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں یہ بات بہت زیادہ محسوس کی ہے اور دیکھی ہے کہ ہر شخص پڑھا لکھا ہو یا

Marfat.com

ان پڑھ اس بات پر بہت سارے سوالات کر دیتا ہے۔ للذا میں نے جو بنیادی سوال ہیں ان کو یہاں پر درج کیا ہے جن کی تعداد صرف پانچ ہے۔

سوالات سے پہلے عرض ہے کہ ہر انسان میں اک تجسّس مشترک ہے اور میرے رب نے ہر انسان کو تجسّس اور تخلیق کاری کا ذہن بھی عطا کیا ہے اگر وہ چاہے تو کچھ نہ کچھ تخلیق کر سکتا ہے۔

ایک اور بات ہے کہ ہمارے علامہ اور عالم فاضل سب جنت دوزخ کا تاثر ڈر اور خوف یا پھر آرام و آسائش سے ہی بیان کرتے ہیں۔ مگر جو انسانی دماغ میں سوالات گھومتے یا گردش کرتے ہیں وہ ہمارے عالم و فاضل نہیں بتاتے۔ اس وجہ سے انسان دوراہے پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ للذا میں نے کوشش کی ہے کہ دلوں کو سکون میسر آ سکے۔ اور جوابات کو پیش نظر رکھا جائے۔

سوالات و جوابات

سوال - اللہ تبارک و تعالیٰ کیا ہے؟ اور اگر ہے تو وہ واحد کیوں ہے؟ اسی میں ایک سوال اور ہے یعنی کیسے پیدا ہوا ہے؟

جواب۔ پہلی بات تو یہ کہ اس سوال کو اگر کوئی شخص دل میں سوچتا ہے تو اس کو یہ بھی چاہئے کہ اپنے اندر اور باہر کو بھی ٹٹول کر اچھی طرح سے دیکھ لے کہ میں کیا ہوں اور کس طرح ہوں اور کیوں ہوں؟

جب ذہن اچھی طرح سے صاف اور شفاف ہو جائے تو پھر آگے چلے یعنی پہلے اپنے اصل کی خبر کو تو پہنچے پھر بڑی بات کرے۔ جب کہ انسان کو صرف یہی پتہ ہے کہ میں مٹی' پانی' آگ' ہوا سے بنایا گیا ہوں اور اس کا اصل جو ہے وہ کہاں سے آیا ہے؟ کسی کو اس کی خبر ہے کہ پانی کیسے پیدا ہوا کہاں سے آیا؟ آگ کہاں سے پیدا ہوئی اور کہاں سے آئی اور ہوا کیسے پیدا ہوئی اور کہاں سے آئی؟ مٹی کا وجود کہاں سے آیا اور کیسے پیدا ہوئی؟ کیا ان تمام باتوں کا جواب اس شخص کے پاس

Marfat.com

۷

موجود ہے اگر ہے تو ہر سوال میں ازخود جواب موجود ہوتا ہے۔ یعنی سوال کرنے میں ہی جواب موجود ہوتا ہے۔ بہرحال ان سب چیزوں میں بھی کوئی ایک چیز ہے جو یہ موجود ہیں اور وہ کیا ہو سکتی ہیں۔ جیسا کہ انسانی آنکھ بہت حد تک دیکھ سکتی ہے۔ اسی طرح دماغ کا زاویہ بھی صرف چار کروڑ رُخ پر مشتمل ہے جو صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی کام کرتی تھیں۔ باقی تمام انسان صرف لاکھوں تک ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا اپنا شعور جہاں تک ہے رسائی آ جاتی ہے۔ آگے پھر دکھائی نہیں دیتا۔ لہٰذا جوابات کی محدود حد تک جوابدہ ہو سکتے ہیں۔ آگے تک نہیں۔ بہرحال آگے دیکھیں آگے کیا ہے؟

سوال - انسان کیا ہے اور اس کا اصل کیا ہے؟ اور رب ذوالجلال کے واحد ہونے کا مقصد کیا اور کیونکر ہے؟

جواب - اول ایک حکم ہے دوم اس کا نظام ہے جس کو ہم روح کہتے ہیں۔ ان کی تفصیل نقشے میں بھی درج ہے اور تفصیلات میں بھی اب وہی بات رب کے ایک ہونے کی دلیل ہے۔ اس لئے تو بہت سی دلیلیں موجود ہیں۔ کیوں ہے کی بھی بہت سی دلیلوں سے وضاحت ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اصل بات ہے دو ہونے میں دوئی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور عدل قائم نہیں رہ سکتا۔ ایک سورج اگر صبح کو طلوع ہوتا ہے تو دوسرا شام کو طلوع ہوتا تو پھر کیا ہوتا۔ ایک بات اور ہے کہ اگر خالق اپنی تخلیق کی پوری خبر نہ لے تو پھر کون لے سکتا ہے لہٰذا ہماری بات ہے کہ خالق کو اپنی تخلیق پر پورا پورا حق حاصل ہے کہ نہیں اگر ہے تو وہ ہوا مالک بات ختم ہو جاتی ہے اور ایک ہونا لازم ہوا۔ سو وہ واحد ہے۔ وحدت ہی کائنات کی بنیاد ہے۔

سوال - تیسرا سوال یہ ہے کہ جب خالق نے خلق کو یا کائنات کو تخلیق کیا اور ہر چیز اس میں آ جاتی ہے تو پھر مسلمان اور کفر میں کیسی تفریق؟

جواب - ایک ہیرا ہے ایک سیر کا اس کے ساتھ مٹی ہے اور پتھر، کنکر وغیرہ بھی تو اس کو تراشنا چاہئے کہ نہیں؟ تو جواب ہو گا کہ ہاں مگر جب کہ وہ تو ہیرا ہی ہے اگر پتھر کنکر نہ بھی تراشے جائیں تو بھی وہ ہیرا ہی رہے گا لیکن تراشے ہوئے ہیرے کی

Marfat.com

قیمت اس پتھر والے ہیرے سے کئی سو گنا زیادہ ہوگی یا نہیں؟ تو جواب ہو گا ہاں! اس لئے مسلمان کو تراشا ہوا ہیرا تصور کریں۔ جس کے ساتھ لاگ لپٹ وغیرہ یا گندگی و میل کچیل نہیں ہو گی۔ ہونے کو تو وہ بھی ہیرا ہی ہو گا مگر اس کی دلکشی موہ لینے والی ہو گی۔ لاگ لپٹ والی چیز اگرچہ ہیرا ہی کیوں نہ ہو۔ دلکش نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اس کے رکھنے کی جگہ بھی خوبصورت ہو گی۔ لہٰذا الگ جگہ جنت بھی تو ہو سکتی ہے۔ (ا) آپ کی مراد تمام انسانوں کی یکسانیت بیان کرنا مقصود ہے جبکہ مثلیت میں دونوں ایک ہی ہیں یعنی ہیرے ہی مگر تراشے ہوئے ہیرے کی قیمت الگ ہے اور دوسرے کی الگ اور پھر کفر جبکہ ایک گندگی ہے۔

سوال - چوتھا سوال یہ ہے کہ جب اس کی مرضی کے خلاف پتہ بھی نہیں ہل سکتا تو پھر ہماری جدوجہد کی کیا حیثیت ہے یا حقیقت کیا ہے؟

جواب - جواب ہے کہ جدوجہد تمہاری وضاحت تو کرے گی کہ یہ تیری طرف رواں تھا کہ نہیں؟ اور پھر عدل اور ظلم میں کچھ تو فرق ہے کہ نہیں ہے۔ لہٰذا جدوجہد تیرا نکھاری وجود ہے۔ جیسے روح انسان کا روحانی وجود ہے۔ یعنی حیاتی کا روحانی حسن ایک الگ اور منفرد مقام رکھتا ہے۔ جہد سے حیاتی کے روحانی وجود میں نکھار پیدا ہوتا ہے اور تیری پیدائش کا مقصد تجھی سے نمایاں ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یعنی تخلیق کا ہر پہلو اپنی خوبصورتی ظاہر کرتا ہے۔ پھر قدرتی کارخانہ کامعیار بلند تو ہوتا ہے بے شک خالق کو کچھ مقصود ہو یا نہ ہو اگر ہو بھی تو یہ ہی ہو گا کہ اس کی تعریف کی جائے۔ لیکن یہ خالق تو کہتا ہے کہ جو تم اچھائی کرو گے وہ تم کو زیادہ کر کے دے دوں گا۔ لہٰذا اس بنک سے کسی کو خسارے کی رائی بھی نہ آئے گی چونکہ عدل سے وحدت خالق کی اصل مقصود ہے اور پھر ہر مقصود بھی تمہارے لئے ہی ہے۔ حاصل بھی تمہارے لئے تو خسارہ کہاں سے ہو گا؟ یعنی حاصل وصول سب تمہارے لئے ہے۔ یہ ہی اس پاک ذات کی محبت کو واضح اور روشن کرتی ہے۔

سوال - عبادات کا حقیقی وجود کیا ہے؟

جواب - جواب ہے کہ تیری جدوجہد کا نچوڑ ہے جس میں کچھ کچرا بھی ہے اور باقی

Marfat.com

مانده شفاف اور صاف جس میں دانائی بھی ہے بے وقوفی بھی۔ یعنی یہ ایک ایسی لیبارٹری ہے جس میں بہت سے کیمیا جات تیار کیے جاتے ہیں۔ اور پھر ان کیمیا جات کا تجھی کو خالق بنا دیا جاتا ہے تاکہ تو اپنی تخلیق کو صاف اور واضح دیکھ سکے۔ جب کہ تجھ سے اس مالک جیسا نکھار پیدا نہیں کیا جا سکتا تو نسخہ خاص لیبارٹری میں بھیج دیا جاتا ہے۔ پھر تجزا" ہو کر اس کی تحقیقی حقیقت سامنے آتی ہے تو بہت ہی خوش اور دلفریب لگتی ہے اسی طرح عبادات تمہاری اپنی تخلیق کہلاتی ہے اور اسفل السافلین کی تشریح بھی ہو جاتی ہے۔

پھر ایک بات اور ہے کہ اگر تجھے احسن مخلوق ہونے کا شرف عطا ہوا ہے تو تمہارے نکھار کو عبادات کو وجود دیا گیا ہے۔ پھر یہ بھی تصور کریں کہ اس معمولی بات کے بدلے میں ایک حسین ترین زندگی دی ہے۔ عبادت اس کا شکر ہے۔ اگر تم پھر شکر ادا کرتے ہو تو وہ بھی قسطوں میں۔ پھر جب اقساط جمع ہو جاتی ہیں تو اپنی چیز کے وجود سے لطف اندوز بھی تم ہی ہوتے ہو۔ یعنی جنت بھی تو ہو سکتی ہے تمہارے لطف کی بات یہ مدعا ہے کہ تم نہ ذلیل اور رسوا ہو بلکہ تم افضل ہو تو تمام کائنات کو جمع کرو تو تجھے اس کی کائنات میں کہیں جھول یا رخنہ دکھائی نہ دے گا۔ اور اس رب پاک کی شان بلند ہے اور بلند ہی رہے گی۔ انشاء اللہ اس کاوش کو بھی وہی ہے جو قبول کرنے والا ہے۔ (آمین)

لہٰذا بات کی تہہ اس کا اصل وجود ہوتی ہے۔ من میں اگر شعور ہو تو اس کو اور زیادہ وسیع کیا جا سکتا ہے اور پھر اپنی حیثیت کو منوایا جا سکتا ہے۔ لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ اپنے آپ کو منوانا کیا تم جانتے ہو کہ تم سب سے پہلے اپنے آپ کو منوا چکے ہو۔ یعنی رب تعالیٰ نے بنایا اور ملائکہ نے سجدہ کیا اور تجھے افضلیت پر فائز کر دیا گیا۔

لہٰذا بدگمانی اچھی بات نہیں ہے میرے مرشد فرماتے ہیں کہ جو میں نے محسوس کیا ہے وہ میں لکھ کر دے دیتا ہوں۔ اگلے صفحے پر دیکھیں۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرشد حق کی بات

(دیباچہ)

خلیفہ اعظم پیر نثار احمد قادری وہ فقید المثال فقیر باللہ ہیں جنہوں نے ارادتمند ہونے کے بعد مسلسل مدارج تصوف طے کئے اور بڑی سرعت سے منازل سلوک طے کیں۔ یہ وہبی ولی اللہ ہیں یعنی مادر فراز ولی ہیں۔ ان کو عالم ظاہر میں ایک عالم لاہوت اور فاضل روحانیت صاحب وقت عارف باللہ کی ضرورت تھی جس کی تکمیل مجھ فقیر کے دست شفقت پر ہوئی۔

مجھے بھی عالم کشف و الہام میں ان کی صورت سیرت دکھائی گئی۔ یہ عمران میں سے ایک فقیر ہے۔ عمران پوری دنیا میں چار ہزار ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اپنی ولایت کی بھی خبر نہیں ہوتی مگر جب بڑے اولیا کی جگہ خالی ہو جائے تو ان چار ہزار عمران میں سے ایک فقیر کو وقت کا غوث منتخب کر لیا جاتا ہے۔

چنانچہ ان کو بھی ایک قطب وقت کی جگہ خالی ہونے کی بنا پر قطب پر فائز کر دیا گیا۔

ہاتف سے ندا آئی تھی کہ اس جہاں پر جتنی زیادہ فیاضی کی جائے اتنا اہل دنیا کو زیادہ فائدہ پہنچے گا۔ چنانچہ میں نے ان کو بڑی اور بہت زیادہ فیاضی کے ساتھ قطبیت کے لئے چن لیا۔

مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ موصوف اللہ تعالیٰ کی پراسرار مخلوقات کے ترجمان ہیں۔ یہ ترجمانی ان کے عقل و دل و نگاہ میں موجود ہے اور عرفان الٰہی حاصل کرنے کی ان میں کامل صلاحیت موجود ہے۔ یہ رجال اللہ کے ایک فرد ہیں۔ رجال

Marfat.com

اللہ نے ان کا استقبال کیا اور ان کو سر پر اٹھا لیا اور ارض و سما میں ان کی ولایت کا اعلان کر دیا ہے۔

نوٹ :۔ اس مضمون کے آخر میں پیر صاحب کی تحریر بھی لگائی گئی ہے۔

پیر نثار احمد اس منزل پر ڈال دیئے گئے اس پر جس کا آخری سرا عالم لاہوت سے جا ملتا ہے۔ اس منزل والا آدمی ولایت کی معراج حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ولایت کا معراج جزوی بھی ہوتا ہے اور کلی بھی۔ جزوی صاحب معراج تو فنا فی الشیخ کی پہلی منزل پر نصب ہو جاتا ہے۔ مگر کلی معراج کے لئے عارف کی جملہ روحانی مادی صلاحیتیں بیدار ہو کر اسے معراج کلی دیتی ہیں۔ یہ معراج نبی پا کر ایسی ملاقات سے اور زیادہ کمال پاتا ہے جس میں دانی و دانا' فقد فکان قاب قوسین او ادنیٰ کے درمیان وہ نبی پاکؐ صاحب لولاک کی زیارت پاتا ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس فنا فی الرسول کے درجہ سے اٹھا کر بقا فی الرسول اللہ کا درجہ عطا فرماتے ہیں اور فوراً" اس کو فانی فی اللہ کا درجہ دے کر باقی باللہ کر دیتے ہیں۔ یہ عارف کا معراج کمال ہے۔ اس پر پہنچ کر اسے سفید قولی سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ اور علوم لدنی سے مالا مال کیا جاتا ہے یہ وہ ہے جس کو پیر نثار احمد نے اپنے طور پر روحانی معراج حاصل کیا۔ یہ علم ودیعت ربانی ہے۔ اس علم سے وہ وہ عقدے حل کئے جاتے ہیں جن کو دوسرا عالم حل نہیں کر سکتا۔ (یعنی عام عالم حل نہیں کر سکتا۔

چنانچہ اس قسم کے صوفی یا فقیر یا پیر کو عالم و فاضل لاہوت کی ڈگری ملتی ہے۔ یہ عالم بالا کی روحانی یونیورسٹی کا پی ایچ ڈی ہوتا ہے۔ اگر یہ کوئی کتاب لکھنا چاہے تو عالم لاہوت سے اسفل السافلین تک چیزوں کو اپنی تصنیف میں موتیوں کی طرح پرو دیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ولی نعمت اللہ شاہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ نے مستقبل کے متعلق آٹھ سو سال تک کے انکشافات کو فارسی نظم کی صورت میں لکھا اور اس کو پیش گوئی کا نام دیا۔ فرمایا کہ ۔

رازے کہ گفتہ ام من　　　　درے کہ سفتہ ام من

Marfat.com

باشد برائے وحدت استاد غائبانہ

میں نے جو راز کی باتیں کی ہیں گویا کہ میں نے موتیوں کی لڑی پرو کر رکھ دی ہے جو آنے والے لوگوں کے لئے استاد غیبی کا کام دے گی۔ (انشاء اللہ)

ایسے بھی پیر نثار احمد قادری نے اپنی تصنیف صحیفتہ الولایت میں وہ وہ ارض و سماوی روحانی، مادی کون و مکانی، تکوینیاتی موتی پرو دیئے ہیں کہ اسی ذات الروح سے لے کر سطح آور تک اور اسفل السافلین کے ربانی معجزات جن کو نبی پاک نے پا کر صاحب لولاک کے لئے نورانی موتی اکٹھے کر کے پرو دیئے ہیں۔ جس کو پڑھنے والے کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازلی ابدی سرمدی صورت نظر آئے گی۔ انشاء اللہ!

والسلام

پیر دیول شریف

Marfat.com

○

ایک ہی نسخہ بنا ہے کیمیائے قادری
چشمہ فیضان جاری ہے تا ابد قادری

منبع ہر دوسرا بنا ہے دیول قادری
اظہار مہر و وفا ہے جلوہ گاہ' قادری

تفسیر قرآن عشق کون و مکاں ہے قادری
درس ادراک کا ارضی نشان ہے قادری

والنور ابتدا ' والشمس انتہا شمع طیباں قادری
لباس مجاز ہے ناصر دیول ہستیاں قادری

پیر دیول شریفؒ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعا

شروع کرتے ہیں' اس بابرکت نام اقدس سے جو کائنات کا مالک ہے۔ بہتر تخلیق کرنے والا ہے۔ ارب ہا بار صد آفریں ہے اس مالک کل پر کہ جس نے جان عطا کی اور دل و دماغ کو اپنے نور حق سے روشن اور منور فرمایا اور فہم کو تفکر کی محبت سے نوازا اور شعور حق تک رہنمائی فرمائی۔ کروڑوں بار شکر کم ہے کہ دل و دماغ کو نور حق کی راہ کا تعین کرنے کا شعور عطا فرمایا۔ عاصی کو بندہ شکر گزار بنایا۔

الفاظات کے پاس وہ زندگی نہیں جس سے اس خالق حق کی تعریف بیان کی جائے۔ آفرین ہے جو دلوں کے بھید جان کر بھی کسی کو رسوا نہیں کرتا۔ جب کہ عزت اور ذلت کا مالک ہے۔ ہر ایک کا پردہ اپنے پاس محفوظ رکھے ہوئے ہے۔

اس با عظمت با جلال رب کمال کا شکر بجا لانے کو الفاظ اور سلیقہ نہیں مگر وہ خود ہی اپنے کرم مقدس سے ہمارے سارے بگڑے کام سنوار دے۔ ہم اگرچہ بھولے ہوئے ہیں۔ مگر وہ نہ ہمیں بھولا ہوا ہے اور نہ ہی اس پاک ذات نے ہمیں فضول چھوڑا ہوا ہے۔ ہم اپنے عجز سے اپنے گناہگار ہونے کا اعتراف کرتے ہیں اور ہم اپنی بے بسی کا اعتراف کرتے ہیں اور ہر لمحہ تیرے شکر کا اقرار کرتے ہیں اور ہم سب تیرے ہی سہارے پر چل رہے ہیں۔

بے شک سب کچھ تیرے ہی اختیار میں ہے۔ جسے تو چاہے عزت دے اور جسے تو چاہے ذلت دے۔ گدا کو تو شہنشاہ کر دے' شاہ کو گدا کر دے۔ بس ہم تیرے ہی رحم کے طلب گار ہیں۔ اور تجھی سے مدد اور بخشش چاہتے ہیں۔ اور تیری لطافتوں کے اسرار سے رموز حق کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم گناہ گار عاصی بندے تیرے

Marfat.com

رحم کے طالب ہیں۔ چونکہ تو رحیم ہے اور رحم کرنا تیری عادت ہے اور جھولیاں بھرنا تیری محبت ہے۔

تو رحم کر، کرم کر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے واسطے، شاہ انبیاء کے واسطے، فاطمتہ الزہرا رضؓ کے واسطے، حسنؓ و حسینؓ و علی مرتضیٰؓ کے واسطے۔ سب خطائیں معاف کر چونکہ تو ہر قوت اور طاقت کا مالک ہے۔ تو وہ کر سکتا ہے جو کوئی نہیں کر سکتا۔

میں تجھی سے ہی آس لگائے ہوئے ہوں۔ رحم کر رحیما رحم کر (آمین) پر نم میری آنکھوں میں ندامت اور شرمندگی ہے نہ مجھ میں عبدیت ہے اور نہ بندگی ہے۔ بس اک تیرے کرم کی آس میری زندگی ہے۔ اما بعد۔

اربوں کروڑوں درود و سلام اس پاکؐ ہادیؐ مرسلؐ حق صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر جس مقدس اور محترم محبوب پاک نے اپنی حیات کو مشعل راہ بنا کر عمل کی وہ عین المراد کا راستہ بتا دیا جو من و عن اس بزرگ و برتر رب ذوالجلال کی طرف لے جاتا ہے۔ جہاں مرادوں کی سخاوت ہوتی ہے اور جہاں سے کبھی کوئی جھولی خالی نہیں لوٹائی جاتی۔ بلکہ جہاں سے ہر ایک کا دامن خوشیوں اور محبتوں سے بھر دیا جاتا ہے۔

لاکھوں اربوں سلام اس شمع رسالت پر جس نے اپنے عمل سے ساری کائناتوں کو علم کی روشنی سے مالا مال کر دیا اور لاکھوں سلام اس محبوبؐ حق پر جس نے گوہر نایاب کے وہ گوہر حق چن چن کر اپنے تدبر خاص سے ساری کائنات میں پھیلا دیئے اور رحمت حق کی پاسبانی تک ہماری رہنمائی فرمائی اور اپنی شفقت اور محبت خاص سے ہمارے سب بگڑے کام سنوار دیئے اور ہماری ہر مشکل راہ میں پھول سجا دیئے۔ اور محبت کے وہ دریا بہا دیئے جس سے ساری کائنات سیراب ہوتی ہے اور لاکھوں کروڑوں دلوں کو ہدایت حق سے نواز دیا اور اپنے عمل پاک سے وہ شجر محبت پروان چڑھائے جن کی چھاؤں دور دور تک پھیل گئی اور پھیلتی رہے گی۔ انشاء اللہ

سلام اس پر کہ جس نے ہدایت حق کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں

Marfat.com

ہمیں غوطہ زن ہونے کا شرف عطا فرمایا اور منزلیں خود بخود سامنے آنے لگیں اور لاکھوں صالحین و کاملین نے راہیں پالیں اور خود اہل وفا بن گئے۔ یعنی خود شمع وفا بن گئے۔

اس کی بدولت صبح کے اجالے اور شام کے اندھیروں نے جنم لے لیا اور تمام کائنات کو دوام کی جلا بخشی۔ لاکھوں کروڑوں سلام اس مرسل حق پر، دائم سلام درود ہو میرے محبوب پاک پر۔

تیری ذات میں پوشیدہ ہر رموز و اسرار ہے تو بندہ نواز ہے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

یا نبی سلام علیک یا حبیب سلام علیک و سلام دائماً کثیراً کثیرا

دعا گو

شیخ نثار احمد القادری

سکھوچکوی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعین اوّل

تعین اول نورانی حقیقت پر مضمر ہیں جس کو رب ذوالجلال نے اپنے خصوصی نور اقدس سے جدا فرمایا' اس نور اقدس کا نام اقدس مروارید ہے۔ پھر اس نور سے ایک اور نور اقدس تخلیق یا جدا فرمایا جس کا نام نور الہدیٰ ہے۔ یعنی نورالمروارید آپ کا نور ہے اور نورالہدیٰ آپ کی روح پاک کا نور ہے جس سے ہر چیز نے وجود پایا۔

نور الہدیٰ ایک ایسا نور ہے جس سے دنیا والسموٰت کی فلکی عرشی فرشی و تمام اشیا کا ظہور ہوا ہے۔

لہٰذا ترتیب یہ ہے کہ نورالہدیٰ سے پہلے یہ نور ہے نورالمروارید اور اس سے لوح' قلم' کرسی کو پیدا فرمایا اور اشیا کا وجود ظہور میں آگیا یا مروارید سے لوح' قلم' کرسی کو تخلیق کیا بھی کہہ سکتے ہیں تو پھر بھی ٹھیک ہے۔ چونکہ مروارید ہی وہ نور ہے جو حضور پاکؐ کا نور ہے۔ اس کے قلبی حصے سے دو اور نور پیدا کیے گئے جن کے نام نورالہدیٰ للعالمین اور نورالہدیٰ للمتقین ہیں۔

اول

نورالہدیٰ للعالمین سے تمام کائناتیں اور مخلوقاتیں پیدا کی گئیں۔

دوم

نورالہدیٰ للمتقین سے تمام ملائکہ' نبی' مرسل' پیغمبر' صالحین' کاملین' ولی' اولیاء' فقیر' درویش اور متقی پرہیز گار پیدا فرمائے گئے۔

Marfat.com

خط استوا

اور اسی نور پاک سے ایک خط کھینچا جو نیچے کی مخلوقات اور اوپر کی مخلوقات کے درمیان حد ہے اس خط کا نام پاک خط استوا ہے یہ دنیا والسموات اور دنیائے فرشی کی حد ہے۔ اس کی شکل اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہہ ہے۔

لوح محفوظ پر سب سے پہلی تحریر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔ اور اس کے بعد کلمہ طیبہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ تحریر فرمایا۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ کلمتہ اللہ کسی اور طرح سے درج ہے۔

لا الہ الا اللہ وحدہ لہ شریک لہ دین الہ السلام و محمد عبدہ والرسول فمن امنا باللہ عزو جل و صدق بوعدہ وا تبع الرسول ادخلہ جنتہ ○ صدق اللہ العلی العظیم

قلم کی قوت میں سکت نہ رہی اور حیرت سے رکی رہی پھر جب نگاہ ہوئی تو شق ہو گئی جو ابھی تک اسی صورت میں چل رہی ہے اور چلتی رہے گی۔ پھر رب ذوالجلال پاک کی توجہ خاص سے لاکھوں کروڑوں نقش تحریر کر دیئے ہیں۔ یعنی صورت واقعہ غیر واقعہ کو تحریر میں محفوظ کر دیا گیا جس میں ہر اقسام کی مخلوقات روحیہ جسمیہ عامیہ خاصیہ ہر شے غرضیکہ ذرہ ذرہ تحریر کر دیا گیا۔ پھر دنیا کی عظیم ترین ہستی کا جسمانی تعین سامنے آیا جو رب تعالیٰ نے خاص اپنی رحمت اور توجہ سے اپنی نگہداشت میں پایہ تکمیل کو پہنچایا اور ساری کائنات کو حرکت نصیب ہوئی اور الفاظ کو زندگی عطا فرمائی گئی۔ (یعنی ہر چیز میں جان پڑ گئی)

لوح محفوظ کی شکل ایک سفید موتی کے دانے کی طرح ہے۔ تختہ نما ہے۔ طول و عرض اس کا مشرق سے مغرب تک ہے۔ لمبائی زمین سے آسمان تک ہے۔ ہر شے اس کے دائرے میں آتی ہے اور اندرون اس کا ایک کتاب کی مانند ہے۔ کناروں پر یاقوت چڑھے ہوئے ہیں۔ یعنی کنارے رنگین ہیں۔ (اسی لئے قرآن پاک کا حاشیہ دیا جاتا ہے) لوح پر رب ذوالجلال کا جب حکم چلا تو کائنات کی ہر بات کو لکھ دیا گیا اور اسی تحریر سے اوپر کا حساب کتاب چل رہا ہے اور چلتا رہے گا۔

Marfat.com

ایک جگہ حضرت آدم علیہ السلام رضوان اللہ کے بارے میں تحریر ہے کہ لفظ آدم کی تشریح یہ ہے۔

آدم ۔ الف سے ابتدا اور انتہا ۔ دال سے دین و دنیا اور "م" سے پاک محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریح ہے آدمؑ کی۔

حروف

ہر حرف کی الگ زندگی ہے اور الگ نام ہے اور الگ شناخت ہے اور الگ افادیت اور مرکزی خودی بھی الگ ہے۔

یعنی ہر لفظ کا تہہ میں لے جانا اور اپنی پہچان کرانا اور اس کی وضاحت سے آگاہی اور افادیت و خاصیت سے روشناس کروانا بھی اسی کا کام ہے۔ تفصیل درج ہے۔

رب ذوالجلال کریم نے اپنے خصوصی نور پاک سے ایک نور کو جدا فرمایا جس کا نام نورالمروارید ہے۔ یہی نور حضورؐ ہے۔ پھر اس نور مقدس کے قلبی حصے کو الگ فرمایا جس کا نام نورالہدیٰ ہے۔ پہلے نور پاک کی شکل و صورت عرض ہے۔ نورالہدیٰ (روح) پاک ہے (جو کہ کئی جگہ آگے تفصیلاً مل جائے گا)۔

(ا) نورالمروارید پاک اور اس کی بناوٹ بارش کے ایک قطرے کی مانند ہے اور شکل عین سنگ مرمر جیسی ہے۔ اس نور پاک کا کام تمام عرش پاک کے امور کو چلانا ہے۔ اس کا قیام خاص کرسی پاک کے نیچے ہے۔ یہ ہی اول نور ہے جو نور نبی اللہ ہے اور دنیائے کل ہے۔

عرش پاک پر اندھیرا ہے اور اس اندھیرے کی کیفیت بالکل انسان کے سو جانے سے مشابہ ہے یعنی اندھیرا عین اجالا ہے۔ یعنی انسان جب سو جاتا ہے تو اندھیرے میں ہوتا ہے مگر اس کے خواب عین اجلے ہوتے ہیں۔ اسی طرح عرش کا اندھیرا ہے۔ روشن اور واضح یہ نور پاک ہر اعتبار سے ہر سمت سے ظاہر اور سامنے رہتا ہے۔

یعنی عرش کی ہر چیز اسی روشنی میں ہے۔ لوح محفوظ کا قیام دائیں طرف ہے

Marfat.com

اور اس سے آگے قلم پاک کا قیام ہے۔ سامنے کرسی پاک کا قیام ہے۔ اور نیچے اس کے نورُالمروارید کا قیام ہے۔ بائیں طرف مقام قرار ہے اور سامنے کی طرف مقام نور لقاء ہے۔ جس کو پردہ بھی کہتے ہیں۔

مقام قرار کے تین حصے ہیں۔

(اللقاء) نور خصوصی ہے جو آنکھ کی صورت میں ہے جس کے سامنے مقام محمود ہے یہاں پر حضور پاک کو بٹھایا گیا اور یہ ہی وہ حصہ ہے جہاں پر آپ کو جوتوں سمیت بلوایا گیا تھا اور راز و نیاز فرمایا گیا تھا۔

عرش پاک

عرش پاک کے چار کونے ہیں جو جواہرات سے مرصّع ہیں۔ عرش پاک کی ۱۷۲ محرابیں ہیں۔ لمبائی چوڑائی آسمان کے چاروں کونوں میں برابر ہے۔ اس کی ہر سمت واضح اور صاف شفاف ہے اور سامنے ہے۔ اس کی تیسری تہہ میں چارپائے ہیں۔ جن کو ملائکہ نے تھام رکھا ہے' یا اٹھا رکھا ہے۔ چاروں کونوں پر انتہائی مقرب ملائکہ ہیں جو کئی اور ذمہ داریاں بھی نبھاتے ہیں۔

مقرب جبرائیل علیہ السلام' اسرافیل علیہ السلام' عزرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام اس وقت اٹھائے ہوئے ہیں۔ یہ مقرب ملائکہ ہر طرح کی قوت رکھے بیک وقت بہت سے کام بھی سرانجام دیتے ہیں۔

ملائکہ

یہ آٹھ ملائکہ ہیں مگر چار اس وقت عرش کو تھامے ہوئے ہیں۔ چار اور قیامت کے دن ان کے معاون ہوں گے۔ چونکہ لوح محفوظ کے وزن کی وجہ سے عرش زیادہ وزنی ہو گا تو اس وقت آٹھ ملائکہ اٹھائیں گے۔ ان کے نام قرآن مجید میں موجود ہیں (دیکھ سکتے ہیں)

لہٰذا یہ ملائکہ بے انتہا طاقتور ہیں اور بہتر قوت اور صلاحیت کے مالک ہیں اور ہر طرح کی صورت و شکل اختیار کر سکتے ہیں۔ یعنی ہر قسم کی تبدیلی کر لیتے ہیں۔

Marfat.com

ان ملائکہ کے چار چار پر ہیں ان پروں کی لمبائی چوڑائی ہر لمبائی چوڑائی میں بدل جاتی ہے۔ ان کی شکل اصل انسانوں سے مشابہہ ہے۔ بڑی خوش کن بلکہ عین انسانی ہے۔ بلکہ پروں والا انسان کہہ سکتے ہیں۔ مگر ان کا نام ملائکہ ہے۔

آٹھ ملائکہ کا ذکر سورۃ الحاقہ آیت ۱۷ - ۱۸ میں بھی ہے۔

نور اللقاء رب تعالیٰ کے کیمرے کی آنکھ ہے یا کمپیوٹر کی آنکھ کہہ سکتے ہیں۔

نوٹ :۔ دیگر چار ملائکہ کے اسم پاک ہیں عطرائیل' رومائیل' سرکینطائیل' کاکائیل

نورالہدیٰ (یعنی روح)

نورالہدیٰ نورالمروارید کا قلبی حصہ ہے جو جدا کیا گیا۔ اس نور پاک کے پیدا کرنے میں نورالمروارید شرم و حیا سے پسینے میں ڈوب گیا۔ جس سے شرم و حیا کا وجود بن گیا اور پردہ داری ظاہر ہوئی تو محبت نے جنم لیا۔ جس نے ساری کائنات کو اپنے اندر سمو لیا۔ یعنی عشق کی پیدائش اور یہ نور نورالہدیٰ حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حیات پاک کا روحانی نور ہے۔ یعنی حضور پاک کی روح مقدس کا نور ہے۔ اس کے دو حصے ہیں ایک کو نورالہدیٰ کہتے ہیں اور دوسرے کو وردۃ النور الہدیٰ کہتے ہیں اور پھر ہر چیز کا وجوہ پیدا کیا گیا۔ جس میں عرش سے فرش تک اور فرش سے تحت الثریٰ تک ہر چیز کا وجود اسی نور پاک سے پیدا کیا گیا۔ یعنی ہر حیات کو زندگی اور نشوونما وجودات الموجودات سب کی حیات اسی سے وابستہ ہے۔ اسی سے ہر ایک کو زندگی ملی ہے اور اسی سے ہر ایک کو موت یعنی فنا اور بقا کا وجود بھی پیدا کیا گیا ہے۔ یعنی ہر شے کا اصل یہی نور پاک ہے۔ جس میں لوح' قلم اور کرسی سب آتے ہیں۔ فلک و ارض بھی چاند ستارے بھی۔

اس نور پاک کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ نور الہدیٰ ہے جو روح رسول اللہ ہے۔ دوسرا حصہ وردۃ النور الہدیٰ ہے۔ ان کا مقام روح کی جگہ ہے جس کو عالم ارواح کہتے ہیں۔ دوسری جگہ کا نام عالم الراحہ ہے۔ روح جب حیات دنیا کے بعد پھر

Marfat.com

واپس آتی ہے (روح) تو جس مقام پر قیام کرتی ہے اس مقام کا نام عالم الراحہ ہے۔ یعنی وردۃ النور الھدیٰ کا دنیا کی واپسی کے بعد وہاں پر قیام ہے۔ پھر رب ذوالجلال پاک نے اس نور خاص سے ایک نور اور جدا فرمایا۔ جس کو دو حصوں پر تقسیم کیا۔ ان کے نام مقدس عرض ہیں۔

پہلے حصے کو نورالھدیٰ للمتقین کہتے ہیں اور دوسرے حصے کو نورالھدیٰ للعالمین کہتے ہیں۔ ان کی تفصیل آگے دیکھیں۔

نورالھدیٰ نورالمروارید کا قلبی حصہ ہے۔ یہ نور رسول اللہ ہے اور نورالھدیٰ کا قلبی حصہ روح رسول پاکؐ ہے۔

ایک بات اور عرض خدمت ہے کہ رب ذوالجلال پاک کو کسی کام کے کرنے میں کچھ پریشانی یا تردد نہیں کرنا پڑتا۔ بلکہ حکم صادر ہوتا ہے اور کام ہو جاتا ہے۔

لہٰذا تمام کائناتوں کی حیات پیدا ہو گئی۔ عالم علم میں بھی وسعت پیدا کر دی گئی۔ (ق) قلم کا اشارہ علم بھی ہے۔ اور مقدور پاک بھی لہٰذا ہر چیز کو اسی نور سے وسعت اور استراحت خاصہ حاصل ہوئی۔

لہٰذا قلم کو جب حکم ہوا کہ رب کے نام پاک کے ساتھ کسی اور کا نام مقدس بھی تحریر کرے تو خوف اور شدت سے ششدر رہ گئی اور خوف سے پھٹ گئی اور آج تک اسی حالت میں چل رہی ہے۔ اس کا شق ہونا اس کی حیات ہے۔ لہٰذا رب تعالیٰ کی پھر توجہ ہوئی تو خوف سے لرز رہی تھی۔ پھر حکم ہوا کہ کیوں رکی ہے اور کیوں اسم محمدؐ تحریر نہیں کیا تو قلم نے عرض کی کہ اے میرے رب تیرے عظیم نام کے ساتھ یہ اسم انسانی تحریر کروں۔ میں اس لئے پریشان اور حیران ہوں۔ لہٰذا ارشاد ہوا ہاں! تحریر کر کیونکہ یہ میری احسن تخلیق ہے اور پھر یہ اسم ہی میرے خاص بندے محمدؐ کا نام ہے جو کہ دوسرے لفظوں میں ہمارا محبوب قرار پا چکا ہے۔ لہٰذا تحریر کر دیا گیا اور لوح محفوظ کی زندگی شروع کر دی گئی۔ لہٰذا اس نور کو رب ذوالجلال نے ہر ایک تابانی کا منبع بنا دیا اور پھر پہلے نورالھدیٰ کا وجود پیدا کیا بعد میں لوح پر درج کیا' لوح محفوظ پر تحریر کا اصل مقصد یہ تھا کہ ہر ایک مخلوق کو پتہ چل

Marfat.com

جائے کہ انسانوں میں وہ ایک قابل ترین شخصیت پیدا کی جائے گی جو رب ذوالجلال کی محبوب کہلائے گی اور اس لئے بھی تحریر کیا کہ ہر ایک کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احترام کی روشنی ہو جائے۔ رب ذوالجلال کا فرمان پاک ہے کہ ہم نے روحوں کو کئی ہزار سال پہلے پیدا کیا اور حب کے پانی سے سیراب کیا جن سے ان کے وجود بنے یعنی عشق شرم و حیا لہٰذا رب تعالیٰ کا ایک دن اس دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہے۔ جب حب و حیا کے پانی سے سیراب فرمایا ہے۔ تو شخصیت لازم کامل ترین ہی ہو سکتی ہے۔ بہرحال رب تعالیٰ جس کو جیسا چاہے نواز دے۔ یہ سب اس کا ہی کام ہے اور کرم ہے۔ اسی وجہ سے عقل کو پیدا کیا گیا اور وسعت عطا ہوئی۔ اس لئے یہ کہتے ہیں کہ ؂

یہ کریم کے ہیں فیصلے یہ بڑے کرم کی بات ہے

بات کی تہہ بھی ایک نئی حیات عطا کرتی ہے۔ پھر اس نور پاک سے جن انوار کو پیدا کیا گیا ان کی تفصیل درج ہے۔

آخری بات مقام الروحہ کو پیدا کیا پھر مقام الراحہ کو پیدا کیا پھر جنت دوزخ دیگر سب آسمان زمین' تحت الثریٰ چاند ستارے مہر و ماہ کی منزلیں بنائیں تاکہ تاریخوں اور دنوں کا حساب رکھا جا سکے۔ غرض کہ ہر شے کو پیدا کیا لیکن موجب یہی نور پاک رکھا۔ اس نور پاک کو الفاظ میں بیان کرنا بہت ہی مشکل کام ہے چونکہ الفاظ کو جتنی زندگی ملی ہے وہ اتنا ہی بیان کر سکتے ہیں۔

بلکہ الفاظ کے ہیر پھیر میں پڑنا بھی نہیں چاہئے۔ حقیقت کو اجاگر کرنا مقصد ہے تو زیادہ طویل نہیں کرتے۔ امید ہے آپ ہماری بات سے اتفاق فرمائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ ہی عقل کی وسعت کا وجود پیدا کرتی ہے اور گہرائیوں تک لے جاتی ہے۔ یعنی خاموشی میں عقل دَور کرتی ہے اور لمبی مسافت طے کرتی ہے۔

(ا) نورالہدیٰ للعالمین

نورالہدیٰ للعالمین سے تمام کائناتیں اور مخلوقات اور ہر شے کا ظاہری و باطنی

53574

Marfat.com

وجود پیدا کیا گیا ہے۔

(۲) نورالہدیٰ للمتقین ہے جس سے تمام نظام عدلی و شمسی و قمری، ملائکہ، نبی، مرسل، پیغمبر، ولی، اولیاء، صالحین، کاملین، فقیر و درویش غرض ہر بڑی چھوٹی چیز کو تخلیق فرمایا۔ بلکہ ہر ایک نظام کو اسی نور مقدس سے زندگی ملی ہے۔

مزید (ملائکہ، نبی، مرسل، ولی، قطب، ابدال، اولیاء، صالحین، کاملین، فقیر و درویش، صاحب نظر و اہل ذوق)

لہٰذا اس نور پاک سے روشنیاں، اندھیرے، اجالے پھیلتے ہیں۔ چونکہ نورالہدیٰ للمتقین عین العدل پر قائم فرمایا ہے۔

اسی وجہ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت للعالمین ہوتے ہیں یا کہلاتے ہیں۔ اور للمتقین کی وجہ سے متقی اور ہادی مرسل بھی ہوتے ہیں اور کہلاتے ہیں۔ یہ آپ کی عملی حقیقت کی وجہ سے بھی اور زیادہ روشن اور درخشاں ہوتے ہیں۔

نورالہدیٰ للعالمین کا نور ساری کائنات و مخلوقات اور عالم میں یکساں تقسیم ہوتا ہے۔ افراط و تفریط نہیں کرتا۔ یعنی ہر ایک کے لئے ہے جن میں کافرین و دیگر ہر انسان، ہر شے شامل ہے۔ مگر فائدہ لینے کی بساط اپنی ہے جو چاہے جتنا چاہے لے لے بلکہ یہ ہی اصل ظرف کی بات ہے۔

اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائناتوں کا اس طرح احاطہ کئے ہوئے ہے یہ نقشہ سامنے ہے

Marfat.com

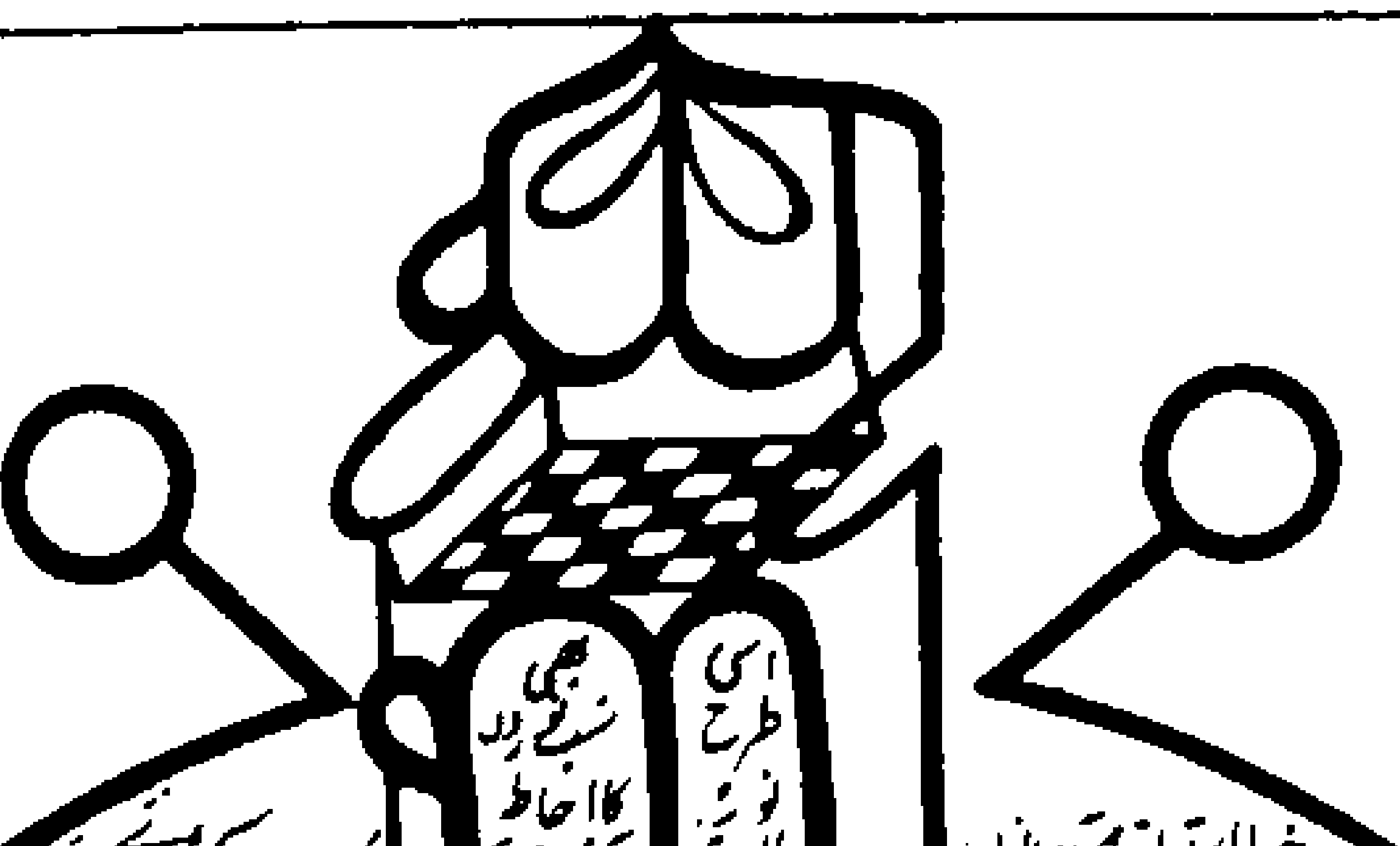

یہ خطِ استوا تمام آسمانوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے

اور یہاں پر اندھیرے اُجالے یکجا ہیں۔ یہ دونوں سمتوں سے اپنے اندر چاروں سمتوں کو سمیٹے ہوئے ہے اس پر جو تخت ہے وہ ہر سمت سے یکساں دکھائی دیتا ہے جو اسکی وسعت دونوں اطراف کو یکساں رکھے ہوئے ہے یعنی ایک طرف اندھیرے کو ایک طرف اُجالے کو یعنی تخت جو ہے اندھیروں اجالوں سے مبرا ہے چونکہ اسکی اپنی کوئی سمت ایسی نہیں جو روشن نہیں لہٰذا اگر ایک سمت روشن ہو اور ایک سمت اندھیرے میں تو پھر بھی سائے کا وجود بنتا ہے۔ اب چونکہ خطِ استوا کی دونوں سمتیں روشن ہیں۔ اس لیئے یہاں سے سایہ کی کیفیت پیدا نہیں ہو سکتی اسلیئے اِس خط کو خطِ مستقیم اور خطِ عین العدل بھی کہتے ہیں۔ اور ماورالنہار بھی کہتے ہیں۔

اب حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بات تو عرض ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عین العدل اور وسعت اعتدال میں فرمایا ہے۔ اسی وجہ سے آپ کا قلب بھی وسعت اعتدال ہے۔ اسی وجہ سے آپکا سایہ نہیں تھا۔ یہ ہے اصل آپکے سایہ نہ ہونے کی وجہ یہ ہے خط جو اپنے اندر سبعہ السموات کے کل اندھیرے اور اجالے سمیٹے ہوئے ہے اور تحت الثریٰ کو اندھیروں سے روشن رکھے ہوئے ہے۔ اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے تحت الثریٰ کے اندر جو اندھیرے ہیں وہ ساکت نہیں ہیں۔ بلکہ اپنی سمتیں بدلتے رہتے ہیں۔ اس لیئے اندھیرے ضرور ہیں وہاں لیکن دائمی نہیں اسلیئے اس خطِ استواہ کا پورا نور تحت الثریٰ کی گہرائیوں تک باسانی چلا جاتا ہے اور تحت الثریٰ کی بھی یہی کیفیت ہو جاتی ہے۔ جو سموات کی ہوتی ہے یعنی اس میں ردوبدل ہی اس کا نظام ہے اس وجہ سے اندھیرے کہیں ساکت نہیں ہوتے یعنی پوری طرح سے نہیں چھاتے جب پوری طرح یہ اپنی آب و تاب نہ دیں گے تو اپنا اثر کیونکر چھوڑیں گے۔ اور جب کسی کی باقیات نہ ہوگی اسکے وجود کا سایہ نہیں بن سکتا ہے۔ لہٰذا یہی وجہ ہے کہ جو اپنے اندر اس کمال کو سمیٹے ہوئے ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یہ شرف و رتبہ حاصل ہے یہ اپنے ربّ کے فضل سے عنایت ہوا ہے۔ جس میں سایہ کا نہ ہونا بھی ایک حصہ بامر ہے بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ حضور پاک کا سایہ اس وقت تک موجود تھا جب تک آپکا سینہ مبارک پاک کر کے جو کچھ نکالنا تھا نہ نکالا تھا یہ سایہ اس وقت ختم ہوا جب آپکے اندر سے نفس کو نکال لیا گیا۔ یا اس حصہ نفس کو نکال لیا گیا۔ جو آدم نے کھایا تھا۔ بہرحال کچھ وجوہ تو سب کے سامنے ہیں اور کچھ وجوہ کچھ خاص الخاص لوگوں کے سامنے ہیں افسوس صرف اتنا ہے کہ علماء کرام جانتے ہوئے بھی یہ وضاحت نہیں کرتے

وما علینا الا البلاغ

چاند کا طلوع ہونا اور اپنی منزلیں طے کرنا یہ سب آپکو الگ بھی دیکھنے کو ملیں گے جو کہ الگ بھی چھپے ہیں۔ تفصیل سے آپ دیکھ سکتے ہیں اور ہر طرح کا تجزیہ کر سکتے ہیں۔ چونکہ جو تجزیہ انسان کر سکتا ہے وہ کوئی نہیں کر سکتا ہے وہ کوئی نہیں کر سکتا مگر ایسی ایک بات کا ہونا ضروری ہے جس کو خلوص بسلا اخلاص کہتے ہیں کیونکہ نفس کی وجہ سے بھی ہم ایک دوسرے سے دور رہتے ہیں۔ اللہ ہم کو اور آپ سب کو نفس سے بچائے۔ آمین

یہاں ہی سے ہر روشنی کو زوال ہوتا ہے۔ اور سمتوں کا بدلنا۔ اور سورج کا طلوع ہونا بھی یہاں ہی سے ہوتا ہے۔ یہ سب آپ دوسرے نقشے سے دیکھ لیں۔ خطِ استوا کے بارے میں پہلے درج ہے وہ دیکھ لیں۔ یہ صرف آپکی پوری معلومات کے لیئے ہیں۔

موجِ
چاند تارے جہاں روشنی لیتے ہیں اور یہیں پر آکر مدہم ہو جاتے ہیں۔ اس کو ایک ایک سمت کے حساب سے بیان کیا گیا ہے امید ہے تسکین ہو گی

صلا : ماورالنہار ایران کا ایک خطہ ہے جہاں دو نہریں ساتھ ساتھ ملتی ہیں۔ ایک میٹھی ہے ایک نمکین ہے

صلا۲ : ماورالنہار قسم کی دو نہریں جھول شہر تک بھی چلتی ہیں۔ ایک ٹھنڈی ہے اور ایک نہر گرم ہر موسم میں ایک جیسی رہتی ہیں۔ ان سب کا ملاپ سمندر سے ہے اور سمندر ہے نور الہدیٰ کا۔

Marfat.com

نورالہدیٰ للمتقین

اس نور پاک سے کائنات کے چلانے والے اور کائنات کی عظیم شخصیات اور عظیم روحوں اور مقرب ترین لوگوں کی پیدائش واقع ہوئی ہے۔ ان سب اشیا اور عظیم شخصیات، عظیم روحوں اور مقرب ملائکہ کواسی نور مقدس سے پیدا کیا گیا ہے۔

نبی پاکؐ بہ نفس نفیس فرماتے ہیں کہ میرے نور کو سب سے پہلے پیدا کیا گیا۔

آپ میں دو طرح کی صفات موجود ہیں۔ رحمت للعالمین + نورالہدیٰ کی طرف سے نورالہدیٰ للمتقین کی متقی اور ہادی ہونے کی طرف سے اس لئے سب نورانی حقیقتوں کے مبلغ بھی قرار پاتے ہیں اور جامع صفات کے مالک کہلاتے ہیں۔ یعنی نورالہدیٰ للعالمین سے عام وجودات کو دوام ملتا ہے اور نورالہدیٰ للمتقین سے متقی پرہیز گار کو وجود ملتا ہے۔

ہاں ایک بات جو بڑی دلچسپ ہے وہ یہ ہے کہ

نورالہدیٰ آپؐ کا نورانی وجود پاک ہے۔

نورالہدیٰ للعالمین آپؐ کا روحانی وجود پاک ہے۔

نورالہدیٰ للمتقین آپؐ کا جسمانی وجود پاک ہے۔

خط استواء آپ کا عملی وجود پاک ہے۔ اسی وجہ سے سایہ نہ تھا۔ خط استوا کے بارے میں آگے درج ہے وہ دیکھ لیں۔

خط استوا پر اندھیرے اجالے برابر ہیں۔ اسی وجہ سے سائے کی حقیقت واضح ہوتی ہے۔ لہٰذا ان سب نوِروں کا نورالہدیٰ ہے اور عرش پاک پر جو نورالمروارید ہے وہ صرف عرش معلی کے نظام کو چلاتا ہے۔ یعنی ہر طرح کے امور اسی سے چلتے ہیں۔ چونکہ اوپر ملائکہ کا جانا منع ہے اور نہ ہی کوئی اوپر جا سکتا ہے۔ صرف حضور پاکؐ کو ہی یہ شرف حاصل ہوا ہے یعنی اسی آنکھ سے ہر ایک حیات نے شرف کمال پایا ہے۔۔

نورالہدیٰ سے ہر مخلوق اور ہر شے کا وجود ظہور میں آیا ہے۔ یہ نور پاک

Marfat.com

ہزاروں سال پہلے پیدا کیے گئے۔ پھر ان کو حب و حیا کے پانی سے سیراب کیا گیا۔ اور پھر وجود زندگی عطا فرما کر دنیا میں روانہ کیا گیا۔

اتنی مشکلیں کاٹ کر جب انسان دنیا میں آتا ہے تو غرور و تکبر کرنے لگ جاتا ہے جو اس کو کسی طور بھی جائز نہیں ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر سائل کو اس مصیبت سے دور رکھے۔ شیطانی ہتھکنڈوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

خاص بات یہ ہے کہ جب حضور اقدس پاکؐ کو المعراج کی دعوت دی گئی تو رب تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ۲۹ باتیں بتائیں اور حکم فرمایا کہ آپ ان باتوں پر عمل کریں گے تو ان باتوں کے مبلغ بنیں گے۔ لہٰذا آپ نے ان باتوں کو حکم نامہ بنا کر اس پر عمل فرمایا اور انہی باتوں کی تبلیغ بھی فرمائی اور ان باتوں سے ایک لمحہ بھی ادھر ادھر نہیں ہوئے۔ اس لئے آپؐ ان ۲۹ باتوں کے مبلغ بھی قرار پاتے ہیں۔ بلکہ حقیقی معنوں میں وارث بھی کہلاتے ہیں۔

اب رہی بات ۹۹ نام آپؐ کے کیسے ہوئے؟ تو عرض ہے کہ ۲۹ کے مبلغ ہوئے۔ یہ خطابات ان کا حق ہے کہ نہیں؟ ہے تو بعد میں ۷۰ خطابات کہاں سے آئے تو ان کے بارے میں عرض ہے کہ جب پہلے آسمان پر گئے تو القاب سے پکارا گیا۔ اسی طرح آپ کو ۷۰ جگہوں کی سیر کرائی گئی جن میں جنت و دوزخ عرش، زمین تحت الثریٰ سب کی سیر کرائی گئی اور آپ کو ہر مقام پر ایک نئے لقب سے پکارا گیا تو یوں ہو گئے ۹۹ اسمائے گرامی رسول اللہ کے محبت اور مروت کا ورثہ ہیں۔ اب اسی سے بنائے عشق ہوتی ہے اور ہر سیڑھی آسان ہوتی ہے یا ملتی ہے۔

ہر منزل کے لئے محنت اور لگن ضروری ہے لہٰذا محنت آپ کی مبلغ ہونا ہے۔ محبت آپ کی محترم ہونا ہے۔ یہ منزل اس طور سے آسان ہوئی یا آسان کر دی گئی۔ میرے تمہارے لئے (خود زحمت اٹھا کر) اسی وجہ سے رحمت لعالمین کہلاتے ہیں۔ ۲۹ احکامات ہی اسماء الحسنہ کی حقیقت پوشیدہ کئے ہوئے ہیں۔ ان کے بارے میں بھی تحریر کریں گے ان میں ایک اسم اعظم بھی ہے۔

Marfat.com

جہاں تک پہلے نور کا تعلق ہے تو وہ نورالمروارید ہی ہے اور یہ نور محمد پاکؐ ہے۔ مگر اس سے باقی نور جدا کر کے باقی نور تیار ہوئے لہٰذا آگے تفصیل دیکھیں۔
نورا لہدیٰ منبع الوجودات و کل موجودات ہے۔
اس نور پاک سے کل موجودات الوجودات کے دروازے کھلتے ہیں۔ جن میں عرش و فرش' زمین و آسمان' تحت الثریٰ بلکہ سب ولائتوں اور نبوتوں اور رب تعالیٰ کے دیدار پاک کے دروازے بھی اس نور پاک سے کھلتے ہیں یا بند ہوتے ہیں۔
حقیقت یہ ہے کہ اس نور پاک کو الفاظ میں بیان کرنے کی غرض کے لئے الفاظ کو بھی ظاہری زندگی عطا نہیں ہوئی' ہاں البتہ نبوتوں اور ولائتوں کی پیدائش اور ان کے عمل صالح سے کئی ایک رموزات سے آگاہی ہو گئی ہے یا کروا دی گئی ہے۔ جس کو ہر طرح سے دیکھا سوچا اور محسوس کیا جا سکتا ہے۔ جو موجودات الوجودات کی کنجی ہے۔ (نورا لہدیٰ) جو روح پاک ہے۔ لہٰذا یہ نور ہر ایک حیثیت میں سامنے موجود رہتا ہے اور رب تعالیٰ کے دیدار میں یوں یہ آگے رہتا ہے کہ اول اسی نور سے آشنائی کرائی جاتی ہے۔ پھر یہ نورالمروارید سے اور پھر ذات حق کے خصوصی نور پاک سے اس خصوصی نور پاک کے بارے میں صرف یہ ہی عرض کر سکتا ہوں کہ اس نور پاک کا اصل نام نورالقاء ہے۔ نورا لہدیٰ کو پر تو مہر بھی کہتے ہیں۔
لہٰذا موسیٰ علیہ السلام کو جب وادی طویٰ میں پکارا گیا تو دکھائی دینے والا نور الہدیٰ ہی تھا۔ پھر پکارنے والا نورمروارید تھا۔ بات کرنے والا نور' نورالقاء تھا۔ جب کوہ طور پر القاء کو ظاہر فرمایا گیا تو حضرت موسیٰ بے ہوش ہو گئے۔ اور طور جل کر خاک یا سرمہ بن گیا۔ جو موجود ہے دیکھنے کے لئے ظاہر ہے۔ چونکہ یہ نور بنائے کل ہیں اس لئے رہبر کل کے القاب سے بھی مستفید ہیں۔
پھر جب فرعون کے سامنے حضرت موسیٰ کو عصا پھینکنے کا حکم ہوا تو وہ نور بھی نورا لہدیٰ ہی تھا۔ جب الہام میں عصا اٹھانے کا حکم ہوا تو بھی یہی نور پاک تھا۔ جس وقت آپ عصا اٹھانے سے گھبرا رہے تھے' کیونکہ وہ ایک خطرناک قسم کے اژدھا کی صورت میں بدلا ہوا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر الہامی کیفیت بھی

Marfat.com

ظاہر کر دی لہٰذا تمام معجزات میں بھی اس کا تعلق واسطہ ہے۔
انا اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ○
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی اسی نور پاک کے ذریعہ الہام ہوا کہ ستارہ آپ کا خدا نہیں ہے۔ یعنی ستارہ تو واقعی وہ آپ کا خدا نہیں تھا۔ پھر خواب میں اس نور پاک سے بالواسطہ آپؑ کو اپنی پیاری چیز کی قربانی کا حکم ہوا۔ اس خوابی کیفیت کو القائی کیفیت کہتے ہیں۔

بہرحال آگ میں ڈالنے لگے تو جب بھی یہ نور ہی آپ کا پیغام رساں تھا۔ پھر جب جبرائیل علیہ السلام نیچے آئے تو آگ کو اپنے پر مبارک سے مس کر کے گلزار کر دیا۔ ان کی طاقت میں وہی نور پنہاں تھا۔ ورنہ کوئی ملائک (فرشتہ) اپنی طاقت کا مظاہرہ کر ہی نہیں سکتا۔

بات مختصر کہ اس نور کے بغیر کوئی چیز' کوئی کام' کوئی نبی' کوئی ولی' کوئی صالح و کامل ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ہے اس نور پاک کی قوت جو اظہار سے ظاہر نہیں ہو سکتی۔ بغیر اس نور پاک کی اتباع کے کچھ بھی حاصل نہیں کیا جا سکتا نہ کسی سے ملایا جا سکتا ہے' نہ کوئی دیدار حاصل ہو سکتا ہے۔ اس نور پاک کو حصوں میں تقسیم بھی نہیں کیا جا سکتا۔ چونکہ یکتائی اپنی ہیئت کھو دیتی ہے۔ ہاں البتہ کم اور زیادہ ہو سکتا یا دیا جا سکتا ہے۔ یعنی اس کی تقسیم بہت ہی ناممکن ہے بلکہ ہو ہی نہیں سکتی۔

اس کا اصل قیام یا آخری مقام' مقام محمود کے اوپر ہے۔ پہلی سیڑھی اس کی عرش اولیٰ ہے مقام محمود جہاں ہے تو مقام محمود مقام القاء کے ساتھ ہے جو کرسی کے سامنے واقع ہے۔

مقام محمود کی تشہیر دعاؤں میں کیوں کی جاتی ہے وہ اس لئے کہ تم بھی اس اجر حقیقی کے مستحق قرار پا سکو۔ ورنہ ایسی کوئی بات اور نہیں ہے۔ حضور پاکؐ کامل و اکمل دین کی امت کے بانی پاک ہیں۔ بلکہ تمام قوتوں کے بانی پاک ہیں اور ان اسماء الحسنہ کے مبلغ حق بھی ہیں۔ وہ اسمائے حسنہ جو آدم کو رب تعالیٰ نے سکھلائے تھے ان کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عملی مبلغ ہیں۔ اسی لئے اپنی اتباع پاک

Marfat.com

میں ان اسمائے حسنہ کی تبلیغ بھی فرماتے تھے۔ اور اپنے عمل صالح سے خود بھی ایک نمونہ پیش کرتے تھے۔ آپؐ کی حیات طیبہ اسی بات کی واضح دلیل ہے۔ لہٰذا اسمائے حسنہ کی روشنی میں اپنی امت پر انمٹ نقوش مرتب فرمائے ہیں۔ جو ہر طرح سے قیامت تک موجود رہیں گے۔

ان اسمائے الحسنہ کے بارے میں آگے عرض کریں گے۔

اسمائے الحسنہ جو رب تعالیٰ کے نام ہیں ان کی کس طرح ترتیب ہے وہ آگے درج ہے۔

نورالمروارید وہ نور ہے جو رب تعالیٰ نے اپنے سے جدا فرمایا۔ یہ نور ہی اصل میں نور محمدیؐ ہے۔ اس سے جو نور پیدا کیا گیا۔ نورالہدیٰ۔ یہ آپ کی خصوصی روح مبارک کا نور ہے۔ جو آپ کے جسم اطہر میں براجمان رہا اور اسی نور سے سب کچھ تخلیق ہوا اور پھر حضور پاک کے جسم اطہر میں واقع فرمایا گیا۔ یہ ہے اس کا اصل سلسلہ۔ اب آپ آسانی سے ہر بات پر غور کر سکتے ہیں۔ اس نور پاک کے بارے میں بار بار تحریر کرنا آپ کو ذہن نشین کروانا مقصود ہے۔

القاء کا ظاہر وجود ایک پردہ ہے۔ اصل اس کا انسانی آنکھ سے مشابہہ ہے۔

دوبارہ اس لئے بیان کر رہے ہیں تاکہ اچھی طرح سمجھ سکیں۔

لہٰذا تمام کائناتیں اور مخلوقات مکمل ہو گئیں تو رب تعالیٰ نے جشن کا اعلان فرما کر حضور پاکؐ کو اوپر بلا لیا۔ معراج پاک پر آپ کے بلانے کا اور آپ کی ضیافت کا اہتمام فرما دیا۔ خلیفتہ اللہ کو اس کے تاج سرداری سے نوازنے کی غرض سے معراج پر بلا لیا۔ پہلے سارے عالموں کے نظام سے متعارف فرمایا گیا۔ بعد میں خلافت کا تاج آپؐ کے سر اقدس پر سجا دیا گیا۔ تاج پاک کو صرف تاج ہے تارج نہیں ہے تاج سروری کہتے ہیں۔

یعنی ملائکہ انبیاء اولیاء اور صالحین و کاملین کو یکجا کر کے حضور پاک کی تاجپوشی فرمائی گئی اور تمام کائناتوں اور عالموں کو بتا دیا کہ یہ سب کے خلیفہ ہیں اور آپؐ کو مقام محمود پر بٹھا دیا گیا۔ جس کا ان سے وعدہ تھا وہ عنایت فرما دیا گیا۔ اور پھر

Marfat.com

رب تعالیٰ نے عرش معلیٰ پر قرار پایا۔ سورۃ المومن میں فرمایا گیا۔ رفیع الدرجات ذوالعرش العظیم

اس دعوت نامے کو لے کر سیدنا جبرائیل علیہ السلام رضوان اللہ معہ براق تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس براق پر سوار ہو کر رب قدوس کی ضیافت میں شرکت کے لئے آسمان کی بلندیوں پر پرواز کرتے ہوئے چلے گئے اور بہت بلندی پر چلے گئے۔

قل من امر ربی کچھ روحوں کے بارے میں عرض خدمت ہے۔ یعنی سب روحیں امرہیں رب تعالیٰ کا یعنی عالم الروحہ کو جب دیکھا گیا تو پھر کسی نے دریافت ہی نہ کیا کہ روح کیا ہے۔ اس لئے روح کی زیادہ وضاحت نہیں کی گئی اور اس لئے بھی کہ چونکہ اس وقت لوگ قیل قال کرتے تھے۔ اس لئے یوں فرمایا گیا بعد میں کافی علوم سے روشناس کرایا گیا جس کی توقع انسانی دماغ کر ہی نہیں سکتا۔ آگے عالم الروحہ سے کچھ تشنگی کم ہو شاید؟

سوال یہ ہوا کہ اذان کے بعد حضور پاک کے لیے مقام محمود کی دعا کیوں مانگی جاتی ہے۔ جواب یہ ہے کہ تاکہ ان کی اتباع میں شامل ہو جائیں یہ صرف اور صرف انسان کے اپنے لئے ہی ہے۔

Marfat.com

لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ مُحمّد رسُول اللہ

حروف تہجی کے حساب سے ۱۶۵ عدد بنتے ہیں جن کا ۱۲ جمع ۳ بنا اس کے حروف کے حساب سے ۱۲ ہیں۔ جمع ۳ بنتا ہے۔ اس لئے پہلا اسکی وضاحت یعنی ہے ۳۔ واحدت کی اکائی زیادہ ہونا ہی ہے۔ جو حروف بھی ۱۲ ہیں۔ جمع بھی ۱۲ جمع ۳ ہی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حروف کے حساب سے ۱۲ ہیں جمع ۳ آتا ہے۔ مگر حروف تہجی کے حساب سے ۵۴ بنتے ۱۳ - ۷ جمع اس میں کی دوئی زیادہ ہے یعنی نبوت ظاہر کرتی ہے۔ ہر حساب میں رب تعالیٰ پورے ہیں کروڑوں بار صد آفرین ہے اس مالک کل پر جو ہر کام پر پورا عین العدل ہے اور عین الصدق ہے۔ لہٰذا محمد رسول اللہ کو رب تعالیٰ نے قرآن پاک کا داعی بنا کر روانہ فرمایا جس کی وجہ سے قرآن آپ پر نازل ہوا اور آپ صاحب کتاب نبی ہوتے ہیں۔ اب اصل بات یہ ہے کہ کل موجودات چونکہ آپ کے نور مقدس سے وجود میں لائے گئے ہیں۔ اس لئے کل موجودات کی مہر پاک آپ ہیں۔ آپ کی روح پاک کے نور سے دیگر نور جدا فرمائے گئے ہیں یعنی اول نور ہیں ۶ وا ہیں جس کی جمع سات بنتی ہے دوم نور ہے نور الہدیٰ

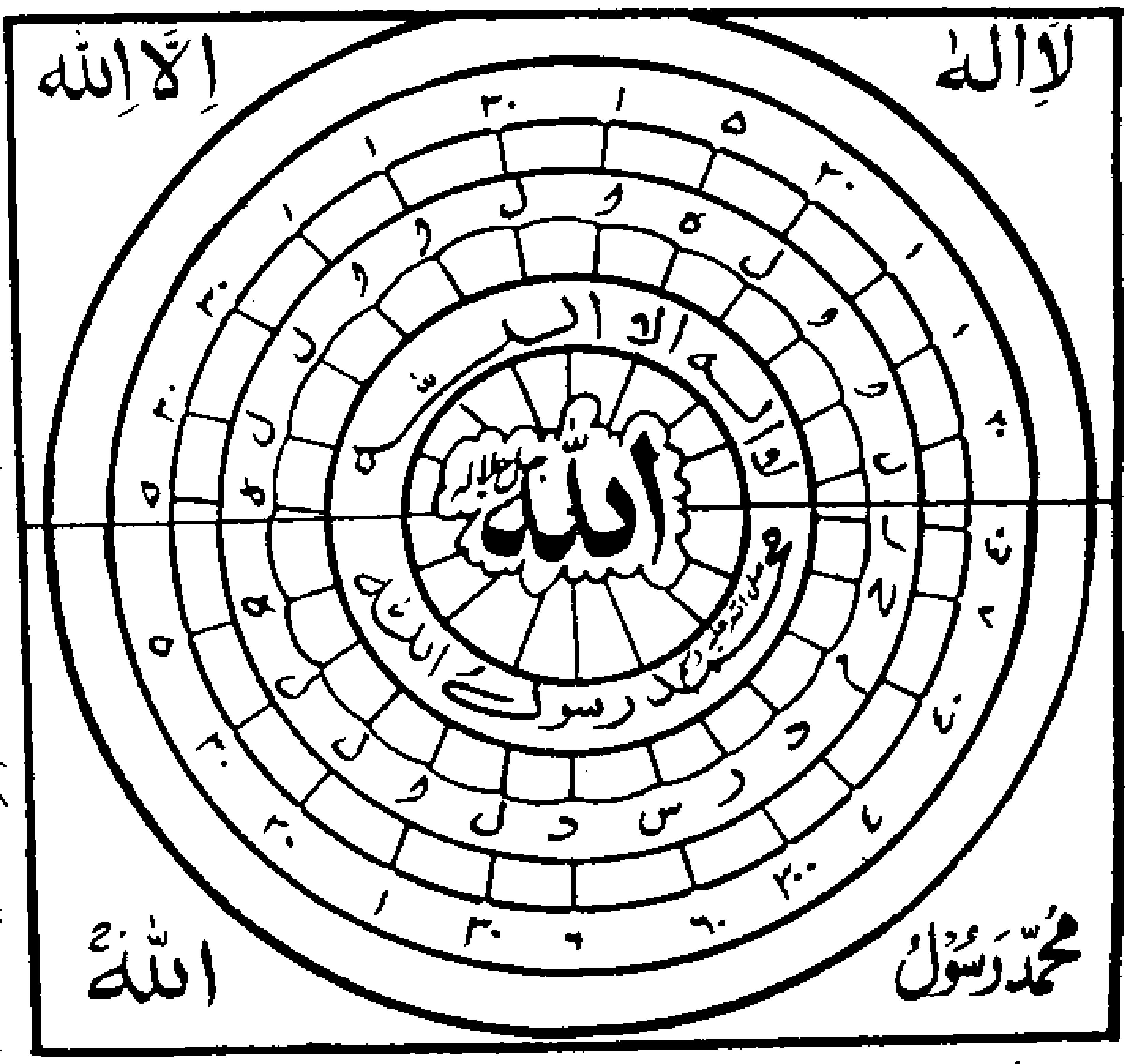

جن کی جمع آٹھ بنتی ہے۔ سوم وہ کتاب ہے جس کا صاحب بنا کر روانہ کیا ہے اسکی کل سورۃ ہیں ۱۱۴ جنکی ۶ بنتی ہیں۔ یہ سب ملا کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یعنی رب ذوالجلال پاک کی مہر بنتی ہے۔ اس لئے حضور مبارک سے جو نور جدا ہوئے ان میں نور الہدیٰ للعالمین ۶ یعنی ۶ بنتے ہیں۔ اور دوسرا نور ہے نور الثقلین اس کے اعداد بھی ۱۶ بنتے ہیں جنکی جمع ۷ ہوتے ہیں۔ اسی طرح خط استوا کی ۸ ہوتے ہیں عالم الرحمٰن اور عالم الراحہ پر بھی حاوی ہیں۔ بے شک یکتائی ہے۔ اتبع میں تابع ہے اور خط استوا اس لئے تابع ہے اس طرح عرش علی بھی یکتائی میں آتا ہے۔ مگر سب اسمائی ہیں جو اتبع میں تابع ہوتے ہیں جتنیں تابع ہیں یہ بھی اتبع میں آتی ہیں۔ ہفت اقلیم کے تمام خزانے اور تمام دریے سب اتبع میں آتے ہیں۔ تمام نظام شمسی و قمری اتبع میں آتے ہیں تفصیلاً عرض ہے کہ خط استوا کے ذریعے انکا لین دین اسی سے ہوتا ہے۔ چونکہ یہ ہر کام کا منبع ہے اس لئے تمام لڑائی میں ہونا ہے۔ سورۃ النجم سدرۃ المنتہیٰ مقام قہر مقام عشق مقام شرم و حیا۔ مقام سیرت الکمالات۔ مقام عاشقین۔ تحفۃ الرحمٰن نفائس ہوائیں بارش کے قطرے یعنی سکت وغیرہ کی حرکت سب اس احاطے میں آتے ہیں۔ بحر و بر شمسی فلکی منصوبہ بندی ہیں۔ ہوائی جہاز کی منزل مقصود اور کوئی تجارت بن نہیں سکتے جس کا باعث بارش ہر بار سرگرم ہوا ہیں جس کو کوئی رنگ نہیں ہیں بجز کتا حب تک یہ مرتبت نہ ہو۔ یعنی اول ہر بنتی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم دوم ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی لیے ہی سورۃ اقرأ میں فرمایا گیا ہے (دیکھیں)۔ ہفت اقلیم کے دریاؤں کے نام ...
... دیکھیں - ... دیکھیں -

خطِ استوار اسم محمدؐ سے شابہ ہے اس کا درمیان منبع نور الہدیٰ کہلاتا ہے جہاں پر ایک تخت واقعہ ہے۔ اس تخت پر جس کے ایک طرف اندھیرا ہے اور ایک طرف اُجالا ہے اور وسعت اسکا اندھیرے اُجالے کو یکجا کئے ہوئے ہے اس لئے اس پر اندھیرے اُجالے کی کوئی الگ الگ ہئیت نہیں یعنی دونوں ایک ہیں اندھیرا اجالا سب ایک ہے۔ اس کی وسعت سے سورج چاند ستاروں کو روشنی ملتی ہے

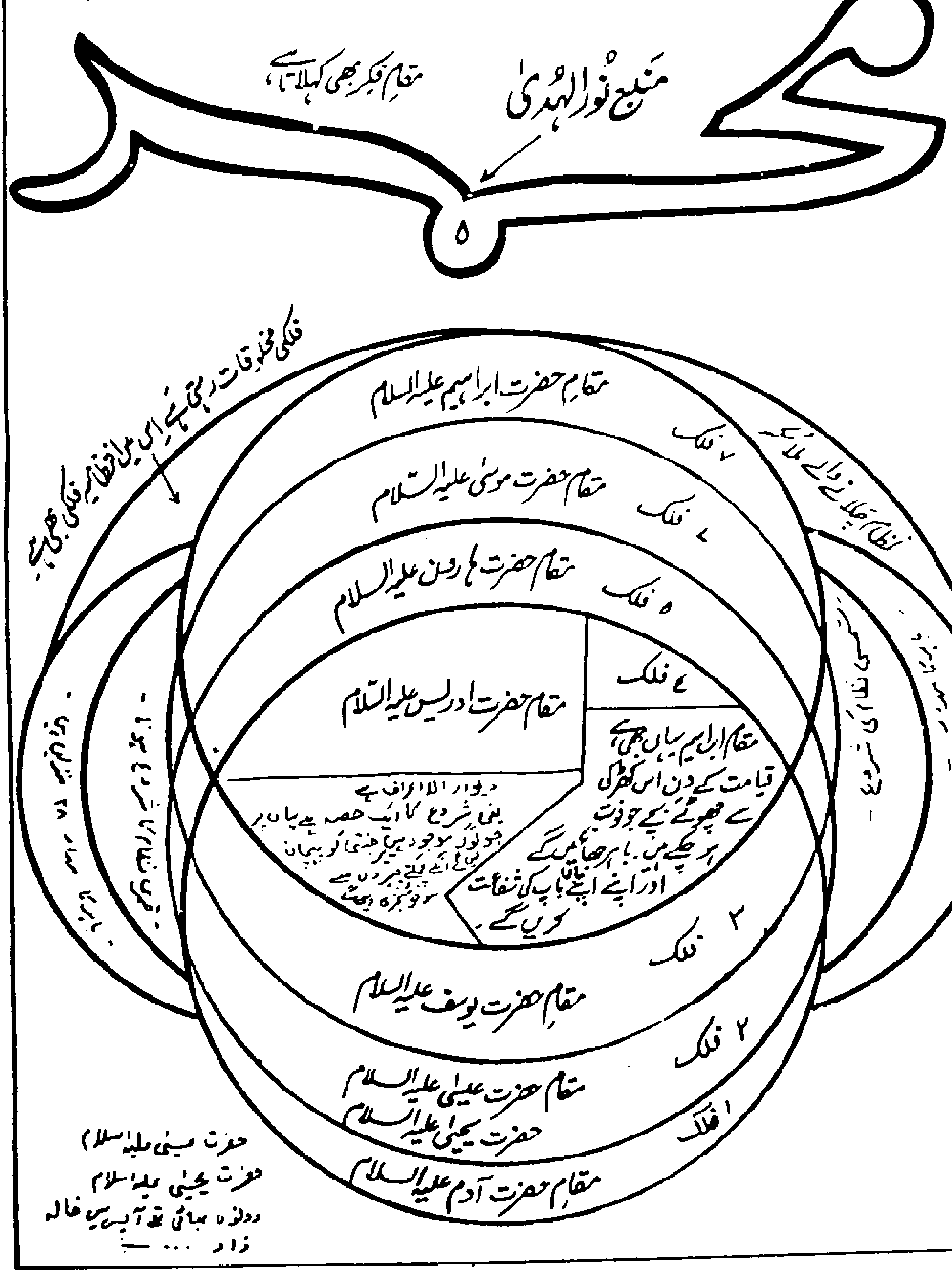

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دریائے توحید یعنی فلک اول

فلک اول کا پہلا دروازہ بھی پہلا آسمان ہی ہے یہاں پر پہلا قدم دریائے توحید کی پہلی سیڑھی کہلاتا ہے۔ وہاں ایک براق موجود ہوتی ہے جو اس جہاں کی سیر کراتی ہے۔ اس پر سوار ہو کر بھی پہلا قدم دریائے توحید میں ہی ہوتا ہے۔ دوسرا قدم فلک اول پر ہوتا ہے اور تیسرا قدم ایک پردے کی جگہ پر ہوتا ہے۔ پردے کی دوسری طرف ایک مقام ہے جسے بحر القیوم کہتے ہیں۔ اس مقام پاک پر حضرت عیسیٰ اور یحییٰ علیہ السلام تشریف فرما ہیں اور دوسرے پردے میں تمام انبیاؑ علیہ السلام کی صاحبزادیوں کی سردار سیدۃ النساء خاتون جنت پاک سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی زیارت سے مستفید کروایا جاتا ہے' پھر ایک پہاڑی کی صورت نظر آتی ہے جو کہ مقام اسماعیل ہے' یہ ملائکہ ہیں اس آسمان کے نگران ہیں۔ ان کے نیچے یعنی تابع ہزاروں ملائکہ ہیں۔ اس پہاڑی کے دوسری طرف مقام سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہے۔

فلک دوم

فلک دوئم پر حضرت اسرافیل علیہ السلام نگران اعلیٰ ہیں آپ کے تابع لاکھوں ملائکہ ہیں اور اسی جگہ ایک مقام پر ایک ملائکہ ہیں جن کا نام قاسم علیہ السلام ہے اس ملائکہ کے پاس ہر انسان کے مقدور کا دفتر ہے اسی ملائکہ کے توسط سے لوح محفوظ کے تمام احکامات برائے اقطاب جو دریائے توحید کے عالی مقام کے پاس ہوتے ہیں یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش ہوتے ہیں یہیں سے ہر

Marfat.com

سال تمام احکام شب برات کی رات کو پیش ہوتے ہیں پھر تمام امور طے کرنے کے بعد یہ احکامات ہر ہفتہ وار کے حساب سے دنیا میں نازل ہوتے ہیں۔ یہ رات لیلۃ القدر کی ہوتی ہے اسی آسمان کے ایک حصے میں ایک مقام خاص ہے جس کو سیدنا عیسیٰ و جناب سید یحییٰ علیہ السلام کی بیٹھک کہتے ہیں۔

فلک سوئم میں ملائکہ کے سردار کا نام ہے۔ ہاون علیہ السلام ہے۔ آپ کے تابع ملائکہ کئی لاکھ ہیں۔ اس پر بھی یعنی اس فلک پر بھی حضرت عیسیٰ کی ایک جگہ ہے یہ مقام یوسف علیہ السلام کے ساتھ ہی ہے اس کو مقام حسن بھی کہتے ہیں۔

فلک چہارم اس فلک کے سردار کا نام سوسائیل علیہ السلام ہے۔ آپ کے تابع ملائکہ تقریباً چار لاکھ ہیں۔ یہ مقام ادریس علیہ السلام پر واقع ہے یہاں پر جناب سیدنا موسیٰ علیہ السلام پاک کا بھی ایک مقام ہے جس کو مقام جہد کے نام سے بھی پکارتے ہیں اس جگہ پر ایک مقام ابراہیم علیہ السلام بھی ہے جو کہ ایک کھڑکی کی صورت میں ہے۔ اس کھڑکی کے بارے میں تحریر ہے کہ معصوم بچے اپنے ماں باپ کو پہچان کر ان کی بخشش کروائیں گے۔ نگران سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

فلک پنجم اس فلک کے نگران اعلیٰ جناب سیدنا سقطائیل ہے آپ کے تابع ملائکہ کی تعداد پانچ لاکھ ہے۔ اس مقام پر حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام جناب سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے تین مقام ہیں۔

فلک ششم پر نگران ملائکہ پاک کا نام ہے۔ روپائیل علیہ السلام ہے۔ آپ کے تابع چھ لاکھ ملائکہ ہیں۔ یہاں پر اصل قیام موسیٰ علیہ السلام ہے۔ یہاں پر ایک مقام ہے جس کو اسمی عجائبات کہتے ہیں'

فلک ہفتم اس فلک پر مقام ابراہیم علیہ السلام واقع ہے یہ مقام آپ کا خصوصی مقام ہے اس کے اوپر دس لاکھ ملائکہ مقرر ہیں جن کے نگران جبرائیل اور اسرافیل علیہ السلام تمام احکامات کی کتابت کے بعد احکامات جاری یہیں سے کئے جاتے ہیں یہاں پر بیت المعمور بھی ہے جو کہ پہلے آسمان پر سے نمایاں نظر آتا ہے۔

Marfat.com

اس فلک پر کئی ایک انبیا علیہ السلام کے خیمے ہیں جن میں نمایاں ترین خیمے سیدنا عزیر علیہ السلام سیدنا شیث علیہ السلام سیدنا ادریس علیہ السلام و دیگر انبیاء علیہ السلام دوسری طرف تمام مقربین ملائکہ کے خیمے لگے ہوئے ہیں۔ انبیاء کے خیموں کو مقام اسراری کہتے ہیں۔ ملائکہ کے خیموں کو اختیاری کہتے ہیں پہلے یہاں پر جنات کے خیمے بھی ہوتے تھے جو کہ ہٹا دیئے گئے تھے۔

ان سب کے اوپر ایک مقام ہے جس کو مقام فکر کہتے ہیں یہ منبع نورالہدیٰ کا ہے اس کی شکل اسم محمدؐ ہے یہاں سے اوپر جانا کسی کے بس میں نہیں ہے۔ چونکہ آگے مقام خط استوا پاک ہے۔ جو کہ حضور حق سرور کائنات فخر موجودات الکل ہے یعنی مقام حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے۔ جس کو مقام محمود بھی کہتے ہیں۔

فلک چہارم پر جو کھڑکی نما مقام ابراہیم علیہ السلام ہے اس مقام کو بچوں کا مقام بھی کہتے ہیں۔ یہ بچے اپنے ماں باپ کو بخشوانے کی سفارش کریں گے۔

عالم الروحہ

نورالہدیٰ سے نکلتی ہوئی کرنوں کو الروحہ کہتے ہیں۔ اور جہاں یہ کرنیں جمع ہوتی ہیں اس کو مقام الراحہ کہتے ہیں۔ موتیوں کے دانوں جیسا انکا وجود ہوتا ہے۔ تو عرض ہے الروحہ کی جو کرنیں ہیں عین بارش کی مانند کرنیں بکھرتی ہیں۔ انکی صورت موتی جیسی ہے۔ یعنی جیسے ایک قطرہ ہو یہ نور کے قطرے ہوتے ہیں۔ جن کا رنگ سرخ اور سفید ہوتا ہے جسے بہت ہلکا گلابی کہتے ہیں پھول کی مانند رنگ ہوتا ہے۔

یہ قطرے لگاتار برستے ہی رہتے ہیں اور جمع ہونے کی صورت ان کی اس طرح ہے جیسے ایک درخت سے پھول لگے ہوں اور وہ آپس میں ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے ہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ جو تم مل کر بیٹھتے ہو یہ تمہارا کمال نہیں ہے۔ بلکہ تمہاری روحیں آپس میں ہمسایہ ہیں۔ مگر روح کے بارے میں زیادہ بحث میں نہیں پڑے جبکہ دیکھ لیا تھا کہ کیا

Marfat.com

ہے اور اس کا طریقہ کار کیا ہے۔ بعد میں بہت کچھ فرمایا ہے لہٰذا عالم الروحہ کے حصص ہیں یعنی دو حصے ہیں ایک جہاں وہ بارش پڑتی ہے اور روحیں پیدا ہوتی ہیں۔ دوسرا حصہ جہاں پر اس درخت سے پھول یا پتیاں گرتی ہیں۔ اس مقام کو الراحہ کہتے ہیں۔ مقام الراحہ سے ہی قیامت کو تمام روحیں اٹھائی جائیں گی۔ اور وہ روحیں اپنے اپنے جسموں کو پہچان کر پھر داخل الوجود ہو جائیں گی۔ اور رب تعالیٰ کے حضور ان وجودوں کی پیشی ہو گی۔ یعنی الروحہ مقام پیدائش ہے روحوں کا اور الراحہ مقام پیدائش کے بعد جہاں روحیں اکٹھی کی جاتی ہیں یعنی مرنے کے بعد یہاں جمع ہوتی ہیں۔ اس لئے روح کو منتقل ہونا بھی کہہ سکتے ہیں۔ یا فوت ہونا یا مر جانا وغیرہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ اسی مقام کو فانی فی اللہ کہتے ہیں سو فنا فی اللہ ہونا مر کے بھی نہ مرنا ہے اس لئے اس کو منتقل ہونا ہی کہنا زیادہ بہتر ہے اس سے بناء مٹتی نہیں ہے بلکہ بنتی ہے۔

ایک جگہ تحریر ہے کہ الروحہ کے درخت سے جو پتہ گرتا ہے وہی مرگ کا باعث بنتا ہے۔ اور جو شگوفہ پیدا ہوتا ہے وہ پیدائش کا باعث بنتا ہے پتہ گرتا ہے تو زندگی ختم ہو جاتی ہے اور نیا شگوفہ نکلتا ہے۔ تو پیدائش ہو جاتی ہے پھر اب اس مقام الروحہ کے دو حصے ہیں اور الراحہ کے بھی دو حصے ہیں۔ "عالم الروحہ" للعالمین اور "الروحہ للمتقین" اسی طرح الراحہ للعالمین ہے اور ایک حصہ الراحہ للمتقین ہے۔

(نوٹ) سارے عالموں کے نظاموں سے آپؐ کو متعارف کروایا گیا۔ یہ بات نہیں کہ آپ تو پہلے سے موجود تھے پھر کیوں آپ کو متعارف فرمایا گیا۔

جب کہ نورانی وجود میں موجود تھے اور موجود رہیں گے۔ متعارف آپؐ کے جسمانی وجود کو کروایا گیا تاکہ اپنے نورانی وجود کی تخلیق کو خود بھی دیکھ سکیں۔ یہ بھی ایک شہادت ہے۔

اگلے صفحے پر نقشہ ہے ذرا غور کریں اور نقشہ دیکھ لیں بہت ساری چیزوں کی تشنگی دور ہو گی انشاء اللہ۔

Marfat.com

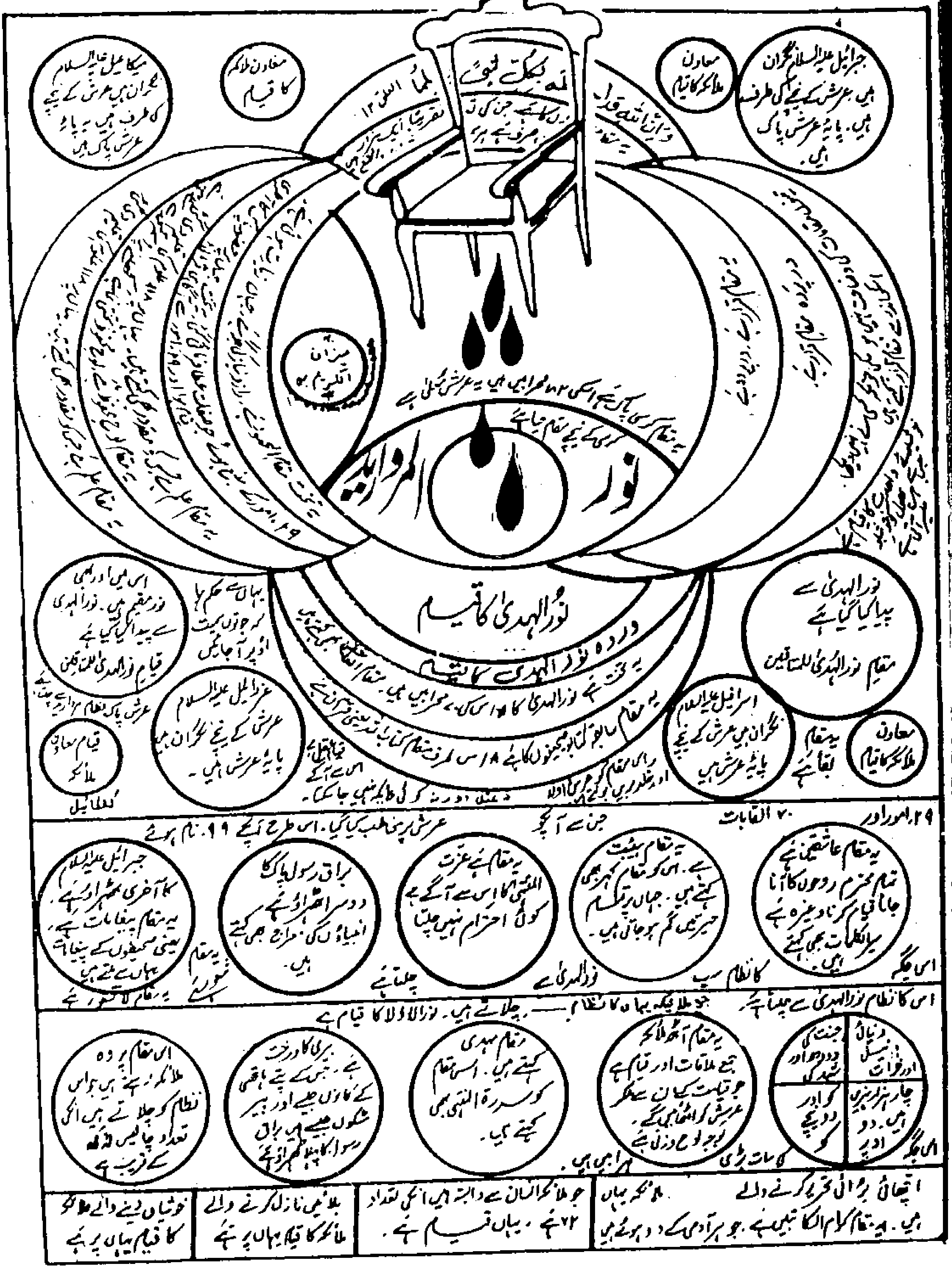

میکائیل علیہ السلام نگران ہیں عرش کے نیچے کی طرف ہیں یہ پایہ عرش پاک ہیں
معاون ملائکہ کا قیام
جبرائیل علیہ السلام نگران ہیں عرش کے نیچے کی طرف ہیں۔ پایہ عرش پاک ہیں
نور الہدیٰ کا قیام
نور الہدیٰ سے پیدا کیا گیا ہے
مقام نور الہدیٰ للسابقین
عزرائیل علیہ السلام عرش کے نیچے نگران ہیں پایۂ عرش ہیں
اسرافیل علیہ السلام نگران ہیں عرش کے نیچے پایۂ عرش ہیں
معاون ملائکہ کا قیام
قیام معاون ملائکہ
جبرائیل علیہ السلام کا آخری ٹھہراؤ ہے
براق رسول پاک
یہ مقام ہے عزت
یہ مقام بہشت
یہ مقام عاشقین ہے
مقام سدرۃ المنتہیٰ
انتہائی برائی تحریر کرنے والے
خوشیاں دینے والے ملائکہ کا قیام یہاں پر ہے
بلائیں نازل کرنے والے ملائکہ کا قیام یہاں پر ہے
یہاں قیام ہے

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

المعراج المبارک

معراج پاک اس لئے کروائی گئی تاکہ ہم آپ کو اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائیں۔ جو کہ صدق اللہ ہیں یعنی جو رب تعالیٰ کی سچائیاں ہیں۔

معراج پاک کے دو حصے ہیں ایک کعبتہ اللہ سے مسجد اقصیٰ تک اور دوسرا حصہ عرش معلیٰ تک۔

حصہ اول میں رب ذوالجلال نے فرمایا۔ (نوٹ) آیات کا حوالہ دینے کو زیادہ بھی دیا جا سکتا ہے مگر حکم تو ایک ہی کافی ہوتا ہے۔ سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً " من المسجد الحرام الیٰ مسجد الاقصیٰ

یعنی پاک ہے وہ ذات اقدس جو اپنے بندے برگزیدہ کو راتوں رات مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی۔ الذی برکنا حولہ لنریہ من آیٰتنا انہ ھوالسمیع البصیر۔

یعنی اس آیت مقدسہ کو دو حصوں میں فرمایا گیا ہے کہ جس کے ارد گرد اطراف میں اپنی برکتیں جمع کر دی ہیں تاکہ اپنے برگزیدہ بندے کو ہم اپنی نشانیاں دکھا سکیں۔ بے شک وہی رب ہے بہت سننے والا اور بہتر (نوٹ کریں خالق کائنات برگزیدہ ہستی کا استقبال فرماتے ہیں)

لہٰذا عرض خدمت ہے کہ پہلے حصے میں حضور مقدس مسجد اقصیٰ تک تشریف لائے جہاں پر حضور مقدس نے بحکم رب جلیل تمام پیغمبران پاک کی امامت فرمائی۔ اس میں دو وجود موجود تھیں ایک یہ کہ آپ کا تعارف اور دوسری وجہ جس اعزاز سے آپؐ کو نوازنا تھا یعنی پیغمبران کو بتانا اور اہل مکہ کو یہ بتانا کہ آپ کا نبی صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وآلہ وسلم کتنا باعث سعادت و برکت ہے۔ بلکہ میرے خیال میں ایک اور وجہ یہ بھی تھی کہ جس کی تشریح عرض خدمت ہے۔

دراصل معراج پاک وہ اعلان ہے جو رب ذوالجلال پاک نے تمام کائناتوں اور مخلوقاتوں کو مکمل کرنے پر فرمایا۔

یعنی رب ذوالجلال پاک نے ہر شے سے آپؐ کو متعارف کروانا تھا اور سب کے سامنے یا ہر چیز کی گواہی کے ساتھ حضور مقدس کو خلیفہ مقرر فرمانا اور تاج خلافت پہنانا تھا۔ یعنی وراثت حق کا خلیفہ مقرر کرنا تھا۔ چنانچہ اب ہر چیز پوری ہو گئی تھی یعنی مکمل ہو چکی تھی۔ لہٰذا رب مقدس نے سب کو یکجا فرمایا ہوا تھا تو آپ کو معراج پاک کا دعوت نامہ ارسال کر دیا اور من و عن بلوا لیا۔

اس دعوت پاک میں تمام ملائکہ' نبی' مرسل سب موجود تھے۔ اس دعوت نامے کو لے کر حضرت جبرائیل امین آئے اور اس میں کچھ کیا بہت سی دنیاوی مصلحتیں بھی موجود تھیں اور اصل مقصد یعنی اپنی نشانیاں دکھانا اور شرف باریابی عنایت کرنا بھی تھا۔

بلکہ یوں تصور کریں کہ یہ ایک جشن مقرر کرنا مقصود تھا۔ جس میں کچھ اعلانات بھی شامل تھے۔ جس میں مہمان خصوصی حضور پاک تھے۔ یعنی مقام محمود پر بیٹھنا یا فائز کرنا بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ عرش معلیٰ کے کئی ایک راز تھے۔ جن سے آپؐ کو متعارف کروانا تھا۔ اور پھر رب ذوالجلال کریم نے سورۃ مومن میں جو فرمایا کہ آیت ۱۴ رفیع الدرجات ذوالعرش العظیم یعنی بلند ہے۔ درجوں والا صاحب عرش عظیم۔ اس کو حقیقتاً زندگی دنیا بھی کہہ سکتے ہیں۔

اس معراج مقدس میں کئی ایک مقاصد پنہاں تھے۔ جو ظاہری تھے۔ اس واقعہ پاک سے زمین آسمان میں تہلکہ مچ گیا تھا۔

جب جبرائیل امین رضوان اللہ اس دعوت نامے کو لے کر زمین کی طرف آئے اس وقت آپ طائف سے دلبرداشتہ ہو کر آئے تھے۔ طائف کے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی اچھا سلوک نہیں کیا تھا۔

لہٰذا آپ نے ایک لمبی دعا فرمائی جس پر رب تعالیٰ کی مہربانی اور زیادہ عنایت ہو

Marfat.com

گئی اور آپ کی اس پریشانی کو رب تعالیٰ نے خوشیوں میں بدل دیا اور آپ کو عرش کی طرف آنے کا دعوت نامہ ارسال فرمایا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا جو خون طائف میں گرا تھا۔ اس کی نہ جانے رب پاک کے حضور کتنی غیرت پہنچی جو رب تعالیٰ کی رحمت جوش میں آ گئی۔ نہ جانے رب کریم کو کتنا ناگوار گزرا اور سو رب تعالیٰ نے اپنی نشانیاں دکھانے کی غرض سے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو آسمانوں کی بلندیوں پر بلوا لیا۔

یہ واقع مبارک ہجرت سے ایک سال پہلے پیش آیا۔ رجب کی ۲۷ تاریخ تھی ۶۲۱ عیسوی تھا۔

بالآخر میرے رب ذوالجلال پاک نے اپنے پیارے محبوب پاکؐ کو آسمانوں کی بلندیوں پر بلوا لیا۔

سیدنا جبرائیل امین براق کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گھر پر تشریف لائے اور آپ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو براق پر سوار کرا کے آسمان کی بلندیوں کی طرف لے کر چل دیئے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ کیا شان احمدی کا ہر گل ہر پتہ میں انہی کا ظہور پر نور ہے۔

صدہا جان قربان' میں' میری آل اولاد اور میرے ماں باپ آپ پر قربان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر کروڑوں بار درود پاک ہو اس محبوب حق' ہادی برحق پر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

دُلدُل براق حد نگاہ کا ایک ایک قدم اٹھا رہی تھی اور بلندیوں پر جا رہی تھی۔ آفرین ہے اس مالک کل پر کہ جس نے اپنے محبوب کو خوب ترین بزرگی عطا فرمائی۔ بے شک بے شک وہ بہتر دیکھنے اور سننے والا ہے۔ سبحان اللہ' سبحان اللہ! مرحبا کہ پہلے آسمان پر آدم علیہ السلام نے آپ کا استقبال کیا۔ جب دروازہ کھلا حضور مقدس کا تعارف کروایا گیا۔

آدم علیہ السلام نے کہا خوش آمدید اے فرزند صالح اور نبی صالح تیرا آنا مبارک ہو۔ پھر جبرائیلؑ نے تمام نظام فلکی سے متعارف کروایا اور دوسرے آسمان پر لے گئے۔

Marfat.com

جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مختلف القاب سے خوش آمدید کہا گیا۔

جہاں حضور پاکؐ کی ملاقات سید عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰؑ یعنی دونوں بھائیوں سے کروائی خالہ زاد بھائی تھے۔ دونوں نے آپؐ کو خوش آمدید کہا اور فرزند صالح کے خطابات سے نوازا اور بڑی خوشی کا اظہار فرمایا۔ یہاں پر بھی انتظامیہ سے متعارف کرایا گیا اور نظام فلکی سے متعارف کرایا گیا۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام بمعہ براق تیسرے آسمان پر لے گئے۔ جہاں پر حضور پاک کریم کی ملاقات جناب سیدنا یوسف علیہ السلام پیکر حسن سے کروائی گئی یعنی جو دنیا فانی میں حسن و جمال کے پیکر رہے تھے۔ پھر آپ کی ملاقات چوتھے آسمان پر سیدنا ادریس علیہ السلام سے کروائی گئی اور نظام فلکی سے متعارف کروایا گیا۔

اسی طرح پانچویں آسمان پر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ملاقات سیدنا ہارون رضی اللہ عنہ سے کروائی گئی اور چھٹے آسمان پر آپؐ کی ملاقات سیدنا موسیٰ کلیم اللہ سے کروائی گئی لیکن جب آپ وہاں سے آگے جانے لگے تو موسیٰ کلیم اللہ رونے لگے تو حضور مقدس پاک نے دریافت فرمایا کہ اے میرے بزرگ ایسا کیوں ہے تو جواب میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ اس لئے ہے کہ اے میرے فرزند صالح کہ رب القدوس کریم نے میرے بعد ایک نوجوان کو پیغمبر بنایا اور پھر میری امت سے اس کی امت کے لوگ جنت میں بھی بہت زیادہ جائیں گے۔

میں آپ پر رشک کرتا ہوں اور آپ کو بہت سے القاب سے نوازا گیا اور پکارا گیا۔ جن کے بارے میں تحریر ہے کہ تقریباً" ۷۰ القاب سے پکارا گیا۔

بالآخر حضور پاک مقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ساتویں اور آخری آسمان پر لے جایا گیا۔ جہاں پر سیدنا ابراہیم نے آپؐ کو خوش آمدید کہا اور نبی صالح اور فرزند صالح کے خطابات سے نوازا۔ لہٰذا نبی مقدس ہادی برحق بھی اپنے جدامجد سے مل کر بہت زیادہ مسرور ہوئے۔ پھر آپ کو سدرۃ المنتہیٰ پر لے جایا گیا۔ جس کو مقام مہدی بھی کہتے ہیں۔ سدرۃ المنتہیٰ ایک درخت ہے جس کے بیر مٹکوں جیسے ہیں اور پتے اس کے ہاتھی کے کانوں جیسے ہیں۔ سدرۃ المنتہیٰ کے دو حصے ہیں۔

Marfat.com

ایک مقام کو مقام عاشقین بھی کہتے ہیں۔ سیرۃ الکمالات بھی کہتے ہیں۔ یہ مقام انبیاؤں کی معراج بھی کہلاتا ہے۔ اس پر دو انہار ہیں۔ معراج مقدس کی مزید تفصیل آگے نقشہ میں دیکھیں بار بار تحریر کرنے سے مضمون طویل ہونے کا ڈر ہے لہٰذا ساری تفصیل نقشہ میں دیکھیں' پھر عزت المنتہی پر گئے اور بیت المعمور کا طواف کیا' وغیرہ سب تفصیل آپ کو اس نقشہ میں ملے گی۔ انشاء اللہ آپ مطمئن ہوں گے۔

القاب

القاب جن سے حضور پاک کو نوازا گیا وہ ۷۰ ہیں۔ صالح' نبی' مرسل و دیگر اسمائے گرامی سے پکارا گیا۔ اور اب خصوصی بات عرض خدمت ہے کہ رب تعالیٰ اور حضور کے درمیان جو باتیں ہوئیں۔ ۲۹ امور یا نقاط یا وہ حکم تصور کریں جو رب تعالیٰ نے حضور پاک کو عنایت کئے اور فرمایا کہ یہ حکم ہیں' آپ کی امت کے لئے ان پر خود عامل ہو کر دوسروں کو کامل کریں۔

لہٰذا حضور مقدس نے ان احکامات کو سمیٹ کر دل میں جمع کر لیا اور پھر ان احکامات پر عمل کر کے ایک مسلم حقیقت کو روپ دیا اور پھر ان القابات کے مبلغ کہلوائے وہ ۲۹ نقاط یا احکام آگے درج ہیں۔ اس طرح کی ایک بات آگے درج ہے وہ یہ ہے کہ ۲۹ احکامات کے مبلغ ہوئے اور ۷۰ القابات سے پکارے گئے۔ کل ہوئے ۹۹ تو یہ ہیں۔ القابات رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

نوٹ ۔ عزت المنتہی وہ جگہ ہے جس کے نیچے سب عزتیں ختم ہو جاتی ہیں یعنی عزتوں کی حد ہے۔ اس طرح آپ کے القابات و اسمائے گرامی کی وضاحت بھی ہو جاتی ہے۔ سبحان اللہ۔

یہ جو میں تحریر کر رہا ہوں نئی بات تو نہیں ہے آپ پہلے بھی کئی بار سن چکے ہوں گے۔ مگر بات کی تہہ کو پیش کرنا میرا مشن ہے اور آسان الفاظ میں سمجھا دینا میرا فرض ہے اس طرح سے میں بھی سرخرو ہوتا ہوں اور آپ بھی مستفید ہوتے ہیں اور

Marfat.com

ہوتے رہیں گے۔ (آمین ثم آمین) وہ انتیس اصول یا نقاط آگے درج ہیں۔ باب توحید کے ساتھ دیکھیں۔

نقشہ دیکھیں دو حصوں پر مشتمل ہے پہلا حصہ جنت اور اس کے دیگران ہیں اور دوسرے حصے میں جہنم کی درجہ بندی کے بارے میں ہے۔ بہر حال ذریعہ نجات ہے جو کہ غور طلب ہے۔

Marfat.com

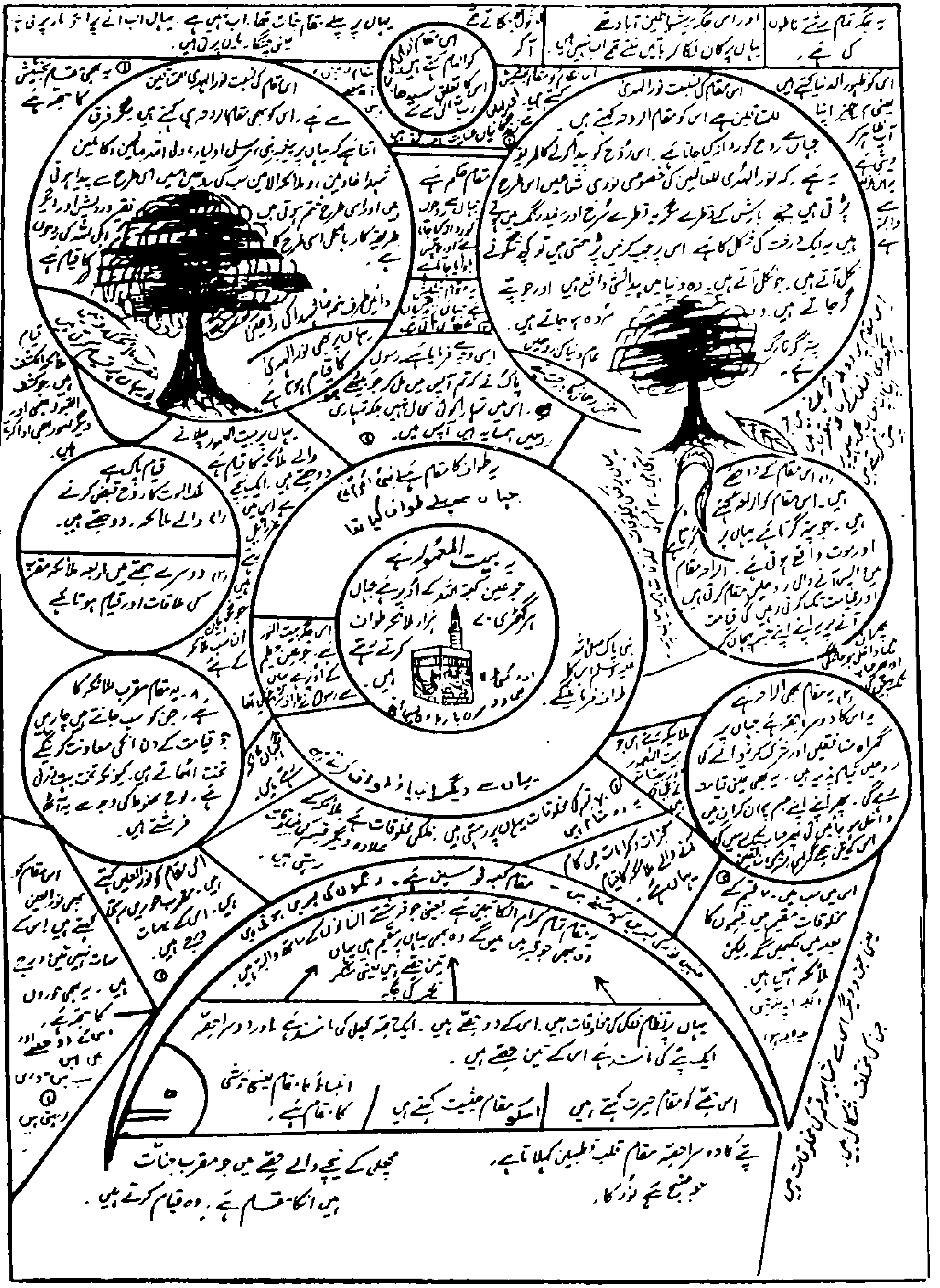
یہ بیت المعمور ہے
جو عین کعبۃ اللہ کے اوپر ہے جہاں ہر گھڑی ۷۰ ہزار ملائکہ طواف کرتے رہتے ہیں
قیام پاک ہے ملک الموت کا روح قبض کرنے والے ملائکہ۔ دو حصے ہیں۔
(۲) دوسرے حصے میں اربعہ ملائکہ مقرب کی ملاقات اور قیام ہوتا ہے
یہاں پر مقام ملکی کی مخلوقات ہیں۔ اس کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ کیلے کی مانند ہے اور دوسرا حصہ ایک پتے کی مانند ہے اس کے تین حصے ہیں۔
اس حصے کو مقام حیرت کہتے ہیں
اسکو مقام حقیقت کہتے ہیں
نیچے کا دوسرا حصہ مقام قلب اطمینان کہلاتا ہے، جو منبع ہے نور کا۔
مجلی کے نیچے والے حصے میں جو مقرب جنات ہیں انکا مقام ہے۔ وہ قیام کرتے ہیں۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عالم الغیب والشہادۃ

(علم غیب رکھنے والا جس کی گواہی ہر طرف موجود ہے)

یہ اس رب ذوالجلال مقدس کی ذات باری ہی ہے جو تمام علوم ظاہری و باطنی یعنی ارض و سمٰوات میں جتنے بھی علم ہیں ان کا پیدا کرنے والا ہے اس خالق کل نے جن علوم کو ظاہر باطن میں فرمایا اس لئے ہی کوئی اپنی ذات کی حیثیت وغیرہ سے بڑھ کر یا اس کے برابر یا اس علم کو کسی پر ظاہر نہیں کیا تو پھر کوئی اس کو بتانے کی جسارت کس طرح کر سکتا ہے۔ چونکہ عالم الغیب والشہادۃ یعنی علم غیب کو جاننے والا بھی' عالم بنانے والا بھی وہ خود ہی شاہد اور مشہود ہے لیکن وہ جس کو چاہے جتنا چاہے نواز دے یہ سب بھی اسی کے بس میں ہے یعنی اسی کو روا ہے' ہم چونکہ متعلم العلم ہیں وہ خالق العلم ہے۔ لہٰذا اس نے ہم کو بھی بہت فوائد سے مستفید فرمایا مگر یہ سب بھی اسی کا کرم ہے اگر یہ کرم نہ ہوتا تو پھر ہم ان علوم سے محروم رہتے یہ خصوصی کرم ہے۔

ان علوم کی تعداد بھی کوئی نہیں جانتا بلکہ جن علوم کا ذکر عام ہوتا ہے۔ ان کی تعداد بھی خاص لوگوں تک کو معلوم ہے۔ بہرحال جب اس کا تخمینہ لگایا جاتا ہے تو پھر باطنی علوم کی کل تعداد تقریباً" ۱۱۴ بنتی ہے مگر اس وقت علم الغیب ان کو ملا۔ تعداد صرف ۱۱۸ ہوتی ہے یہ چار علوم اور ان کی اقسام یہ ہیں۔ علم الغیب الہامی' علم الغیب القائی جس کو ہاتفی بھی کہتے ہیں القائی بھی علم الغیب امتناعی' علم الغیب العطائی ان علوم کا تعلق کسی نہ کسی طرح سے انسانوں سے وابستہ رہا ہے۔ تبھی یہ گواہ ہوں گے۔

Marfat.com

عالم الغیب بھی اللہ ہی ہے اور اس پر شہود بھی اللہ ہی ہے لہٰذا عالم الغیب کا کنٹرول بہت ہی منظم ہے جو کہ خود شہود ہے۔

وہ اسی طرح سے نبی مقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر عنایت فرمایا کہ اسماء الحسنہ کا مبلغ بھی آپؐ ہی کو فرمایا گیا۔ اسی کا حصہ ہیں۔ یہ سب علم چونکہ جو کچھ جناب سیدنا آدم کو سکھایا۔ اس کے علاوہ نہ جانے کتنے علوم ہیں۔ لیکن جو احسان سیدنا آدمؑ پر فرمایا گیا۔ اس کے مبلغ نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو قرار دیا۔ بہرحال بندے اور رب تعالیٰ کا ربط بن گیا۔ لہٰذا جب ربط بن جائے تو پھر عنایات کا شمار دشوار نہیں ہوتا ہے۔

یہ احسان تمام امت مسلمہ پر خصوصی انعام ہے جو بصدقہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی ہے۔

بہرحال عرض ہے کچھ لوگ علوم کو علم کہتے ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں یہ علوم نہیں۔
بلکہ یہ اس ذوالجلال کی عنایت بصدقہ نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم (مرحبا)

(۱) الہام - یہ علم ہر درویش فقیر مرد صالح سے وابستہ ہے یہ صرف حکم پر وقف ہے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا تعلق جب بنا تو خضر علیہ السلام کو الہامی حکم صادر ہوا کہ کشتی میں سوراخ کرو تو انہوں نے کر دیا اسی طرح دیوار بنا دو تو بنا دی اسی طرح حکم ہوا کہ اس بچے کو ختم کر دو تو ختم کر دیا۔

اس کی دوسری منزل یعنی حضرت سید ابراہیم علیہ السلام پر الہام ہوا اس کو القائی الہام کہتے ہیں جو آپ کو خواب میں ہوا کہ اپنی پیاری چیز کی قربانی کرو تو آپؑ نے اپنے پیارے بیٹے کو ساتھ لے کر قربان کرنے چل پڑے۔ یہ الہام القائی کہلاتا ہے۔ بوجہ (نیند) کشفی حیثیت کا ہوتا ہے۔

تیسری مثال ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ آپ اپنا عصاء مبارک زمین پر پھینک دیں تو جب پھینکا گیا تو وہ سانپ بن گیا۔ لہٰذا جب اٹھایا پھر لکڑی بن گیا۔ یعنی پھر عصاء بن گیا۔

(۲) علم الغیب القائی کا ادراک بھی بالکل اسی طرح کا ہوتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے

Marfat.com

کہ یہ اچانک خود بھی ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ سیدنا ابراہیمؑ پر ہوا کہ یہ ستارہ میرا خدا نہیں ہو سکتا۔ اور وہ ستارہ واقعی ان کا خدا نہیں تھا۔ یعنی ایک طرح سے چھٹی حس کا کہنا ٹھیک ہے اور نہ کرنا یعنی نہیں ٹھیک ہے مگر یہ چھٹی حس نہیں ہوتی یہ علم ہے۔

(۳) علم الغیب امتناعی کا ادراک بھی الہام ہے چونکہ یہ دعا اور رضا کے عنصر سے پیدا ہوتا ہے۔ یعنی سوچ سمجھ کر اس کی کرامات اور معجزات کا وارد ہونا یا پھر کسی کی حیا کو للکارا جائے تو جوش انتہائی میں آ کر معجزے اور کرامات کا وجود میں آنا تصور کریں۔ چونکہ اس کا تقاضا ہوتا ہے یا غیر کو چیلنج کیا جاتا ہے تو جوش امتناعی سے یہ معجزات یا کرامات صادر ہوتی ہیں۔ یہ علم الغیب امتناعی ہے۔

مثال ہے کہ حضورؐ سے کہا گیا کہ ہم آپ پر تب یقین لائیں گے جب آپ چاند کو دو ٹکڑے فرما دیں گے۔

لہٰذا اسی وقت آپ نے دعا کی اور رب تعالیٰ کی رضا سے انگلی کے اشارے سے چاند کو دو ٹکڑے ہونے کا حکم صادر فرمایا اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ اسی طرح کنکریوں کا کلمہ طیبہ پڑھنا اور دیگر ہزاروں معجزات وارد ہو گئے۔ یہی علم الغیب ہے اور یہی اس کی شہادت بھی۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا سلسلہ بھی ہے اور اس کو علم الغیب المتناعی کہتے ہیں۔ کیونکہ حضور کے بعد اولیاؤں' ولیوں' صحابہ کرام و دیگر صالحین سے بھی وابستہ ہے۔

(۴) علم الغیب امتناعی کی خود دو اقسام ہیں۔ ایک پھر اس الہامی کی طرح ہو جاتی ہے جس کا تعلق ہر مرد صالح' درویش' فقیر' اولیاء' سب پر وارد ہو جاتا ہے۔ اس کی دوسری قسم کا تعلق صرف اور صرف پیغمبر' نبی و مرسلین پر ہوتا ہے۔ اس لئے نبیوں' ولیوں پر وارد ہونے کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ اس علم الغیب امتناعی کا تعلق بھی ان اسماء الحسنہ میں ہوتا ہے۔ جن کو آدم علیہ السلام نے دہرایا اور آپؐ نے ان کی

عالم علم دنیاوی ہے جس کو الغیب میں موجود رکھا گیا ہے جبکہ غیب تو ہے صرف جس کی شہادت موجود رہے جس سے آپ اس کو پہچان سکیں کیونکہ پہچان ہی اصل کل ہے۔

Marfat.com

تبلیغ فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس کے مبلغ ہوتے ہیں اور پہلی قسم چونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے دہرانے سے پیدا ہوئی اور اس میں جب کہ حکم یکتائی موجود ہوتا ہے لہٰذا اس میں کسی کو سرتابی کی کوئی جا نہیں۔ لہٰذا اس کو مدنگاہ جب رکھا گیا۔ تو اس وقت وہ علم پیغمبران' نبیین اور مرسلین تک ہی رہا۔ پھر جب اس کی تبلیغ حضور پاک مقدس نے فرمائی تو وہ تمام امتیوں میں تقسیم ہو گیا یا امتیوں کو اس محبت میں شامل کر لیا گیا۔ مگر یہ سب حضور پاک کی محبت اور آپ کی شخصیت ہے جو رحمت للعالمین کی حیثیت میں ہم میں موجود ہے اور موجود رہے گی تو وراثت کے طور پر یہ تحفہ آپ اور ہم سب تک پہنچتا ہی رہے گا انشاء اللہ۔

لہٰذا ایک خصوصی بات عرض خدمت ہے کہ یہ چاروں علوم نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پہلے نبیوں کے سینوں میں موجود تھے۔ اور یہ علوم سینوں سینوں سے ہی منتقل ہوتے رہے۔ آخر کار نبی برحق صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر بات آ ٹھہری لہٰذا اب چونکہ رب ذوالجلال مکرم نے اس دین کو کامل فرمانے کا ارادہ فرما لیا تھا تو یہ علم کسی نہ کسی طرح محفوظ اور جامع کسی سینہ اقدس میں محفوظ تو کرنے تھے۔ لہٰذا رب قدوس نے اپنے خصوصی محبوب پاک کے سینہ اقدس میں محفوظ فرما دیئے۔ اب ان علوم کو حضور مقدس نے اپنی امت تک پہنچانے کا وعدہ دل سے فرمایا تو جو متقی پرہیز گار آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی امت میں آپ کے سامنے آتے گئے آپ اپنے خزانے ان میں تقسیم کرتے گئے جن میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ایک مثال ہیں۔ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی۔

یہ ہے میرے محبوبؐ کی سخاوت کون ہو سکتا ہے اس سخی جیسا اے رب ذوالجلال تو ہم کو ان کی شفاعت سے بہرہ ور فرما اور ہمیں وہ عنایت فرما جو کسی کو نہیں دیا۔ یعنی کوئی انفرادی محبت اور الفت اور اشیاء سے نواز' الحمدللہ رب العلمین۔

اس محبت میں تمام صحابہ رضوان اللہ اور اہل صفہ اور اہل بیت اور ازواج مطہرات' غوث' قطب' ولی' درویش' فقیر' کاملین' صالحین سب آتے ہیں اور آتے رہیں گے۔ یعنی فیض پاتے ہی رہیں گے۔ انشاء اللہ۔

Marfat.com

ہمیں تو ان کی زیارت سے مستفید فرما ہمیں ان کے قدموں میں جگہ عطا فرما۔
یعنی مدینہ منورہ میں جگہ عطا فرما۔

جیوں ان گلیوں میں تو مروں ان گلیوں میں' آمین ثم آمین لاکھوں بار آمین

نوٹ : عالم العلم دنیاوی ہی ہے اگرچہ الغیب کی ظاہری کیفیت ازخود شہود ہے جس کی شہادت کائناتوں میں موجود ہے جس سے اصل پہچان واقع ہوتی ہے یعنی اصل یہ ہی ہے۔

لہٰذا علم الغیب امتناعی کا دوسرا حصہ علم الغیب العطائی ہے جو کہ زیارات و دیگر امورات کو سرانجام دیتا ہے اس میں انسانی دخل بھی ہے جس کو کوشش کہتے ہیں یا پھر یہ عنصر دعاؤں سے بھی حاصل ہوجاتا ہے اس کا تیسرا حصہ وہ ہے جو کہ القائی کہلاتا ہے۔ جیسے خضر علیہ السلام پر وارد ہوا تھا۔

Marfat.com

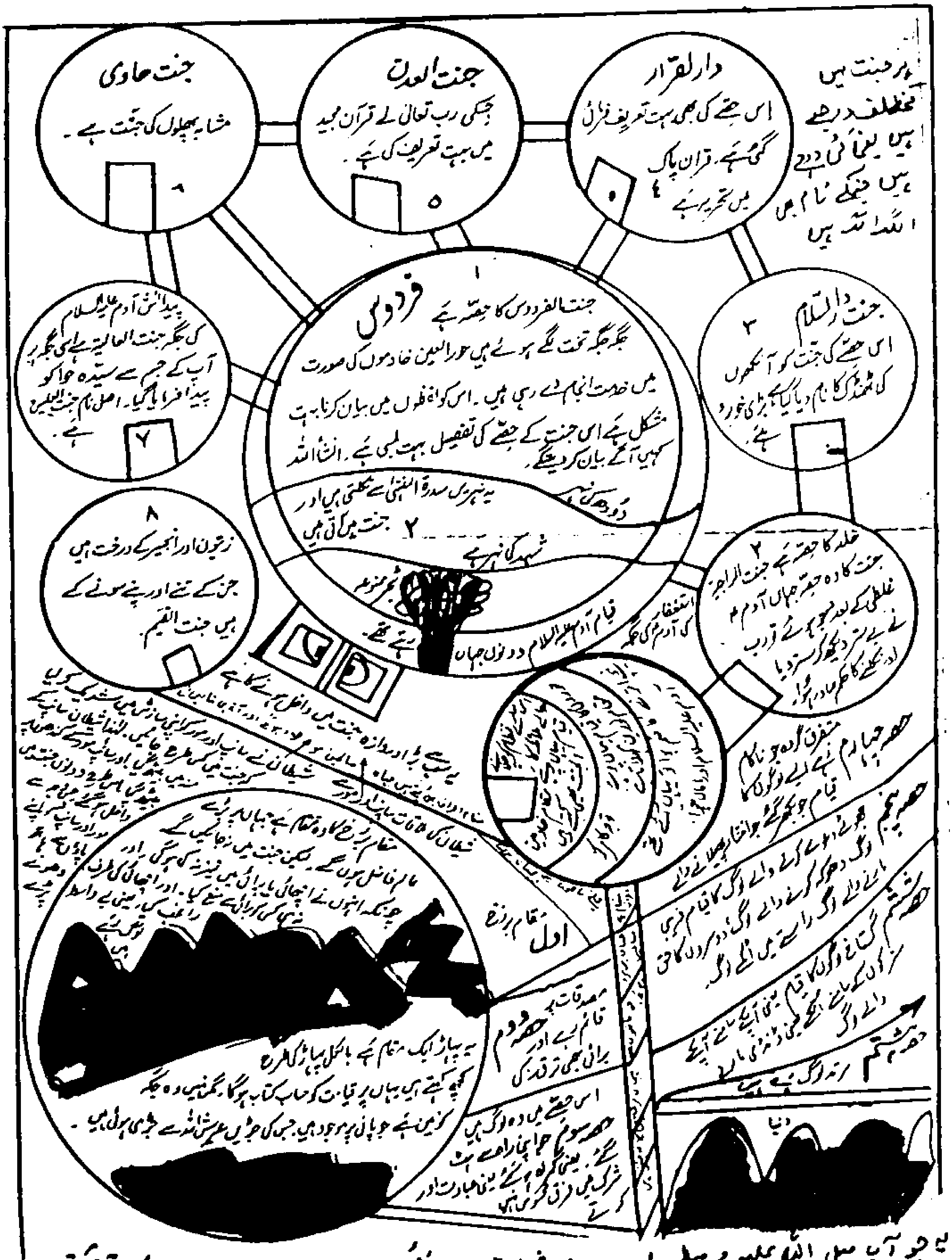

یہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لمحہ بھر اپنے بستر سے غائب رہے وہ لمحہ ۲۲ برس کا تھا یعنی
اس لحاظ سے آپکی عمر پاک ۱۰۰ برس بنتی ہے۔ لمحہ کیتھ برس بائیس برس کا تھا۔

جہنم کی درجہ بندی

اس کے اوپر کی طرف جو دیوار ہے وہ ایک راستہ ہے جسکو پل صراط کہتے ہیں۔ ہر کسی کو جنت میں جانے کے لئے اسی راستے سے گزرنا ہوتا ہے

۴ یہ کہتے ہیں تو بال سے باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے جس پر سے ہر کسی کو گزرنا ہوگا ہے بڑی غور طلب بات ہے لہٰذا ہر ایک غور کرنا چاہئے جو نہ ذریعہ ہے نجات کا

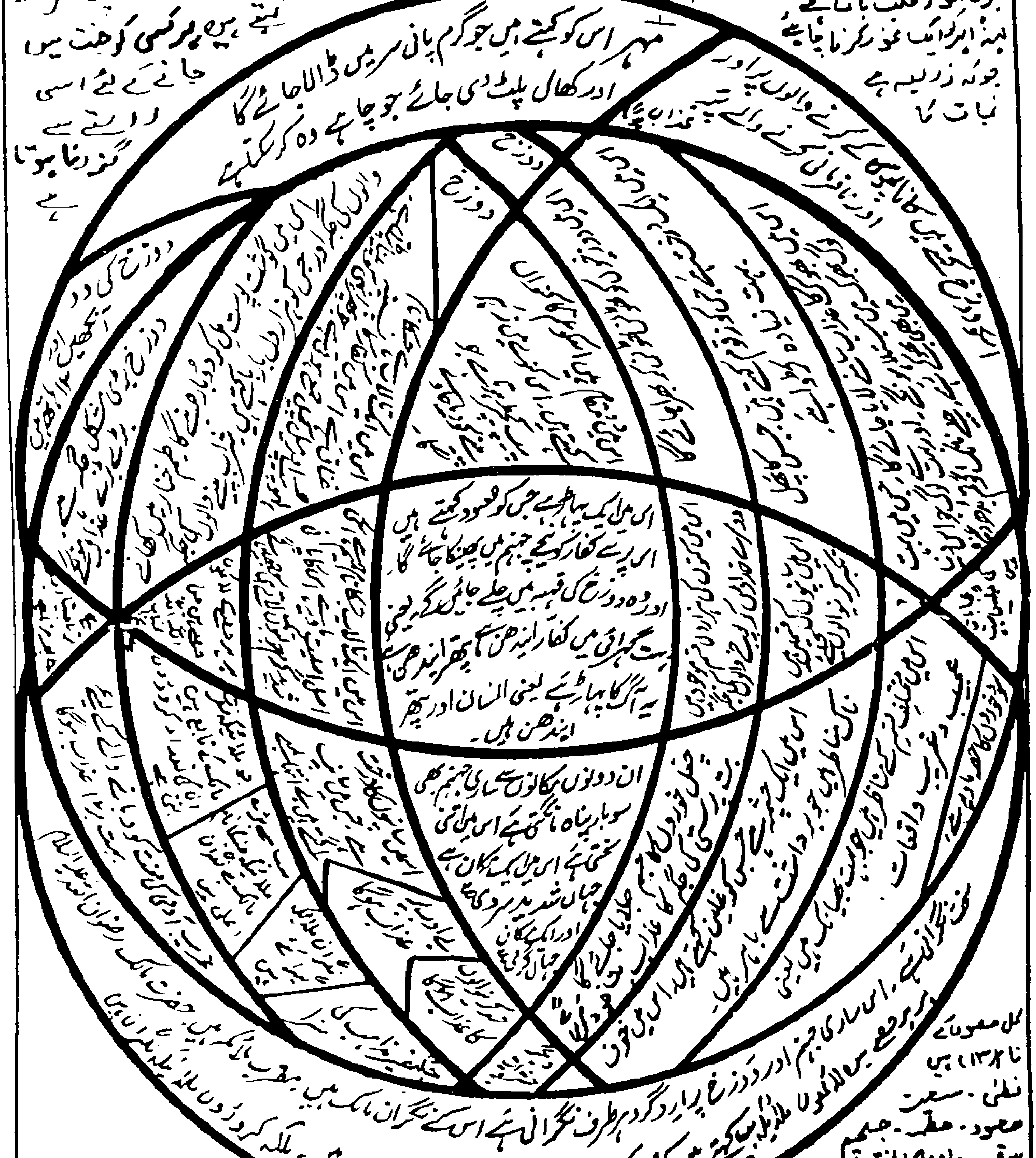

کل مقامات کے نام (۱۳) ہیں
لظی - سعیت
صعود - حطمہ - جہنم
سقر - ہاویہ - لعنتہ اللیال
زمہریر - غسلی - بیر - دوزخ - غساق
(ان کے نیچے کئی درجے ہیں سب سے بڑے درجے کا نام)
ہب الحزن ہے
صعود - (یہ سب سے بڑا)
جگہ کا نام
جہنم ہے اور یہ
نیچے کئی درجے ہیں کم

نظام جہنم و دوزخ بڑا سخت ہے جس کو لفظوں کی اہمیت نہیں پہنچائی جا سکتی
بہرحال جو میسر ہے وہ آپکے سامنے کر دیا ہے صرف اس تمام میں بہت پیچیدہ سا نظام ہے
مگر بہت سخت ہے۔ بلکہ سخت ترین ہے

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علم لدنی

علم لدنی پاک ایک پاک نور مقدس پاک نور کا بہتا ہوا سمندر ہے۔ جس کا نام مقدس ہے۔ (نور القاء) یعنی نور اللہ ہے۔

جس کا ایک کنارہ قلم ہے اور دوسرا کنارہ مقدور سے بھرا ہوا ہے اور دونوں کنارے اپنی اپنی سمت سے بہر النور القاء سے جڑے ہوئے ہیں۔ یہ نور پاک جہاں سے جاری یا رواں ہوتا ہے اس کی شکل انسانی آنکھ سے مشابہہ ہے۔ اس خاص الخاص النور کا مقام پاک عرش پاک پر ہے۔ یہ عرش پاک کے اوپر کے حصے میں واقع ہے۔ اس کا ایک حصہ لوح پاک کے ساتھ بھی ملتا ہے۔ وسعت اس کا مقام محمود کے سامنے ہے۔ مقام محمود وہ ہے جہاں پر نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بٹھا کر رب تعالیٰ نے اپنی خصوصی نور پاک یعنی القاء پاک کا نظارہ کروایا اور اپنے محبوب پاک کا نظارہ خود بھی فرمایا۔ سبحان اللہ۔ اور تمام کائناتوں کے علوم پر راز و نیاز فرمایا۔ جن میں تمام اموروں پر تبادلہ خیال ہوا اور واپسی پر آپ کو ایک تحفہ عنایت فرمایا۔ وہ علم لدنی ہے جس کا ایک قطرہ بھی لاکھوں کروڑوں سمندروں کے برابر ہے۔ اس علم مخفی سے نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جن امور پر تفصیلی بات ہوئی اس کا مسودہ عنایت فرمایا گیا۔ جس کا نام مقطعات رکھا۔ یعنی مخفی علم یا ایسا راستہ جس کو قریب ترین کہتے ہیں یعنی انگلش میں شارٹ کٹ۔ اس میں پہلے لفظوں کو بیان کیا اور اندرون کی تفصیلات کو ویسے بیان کر دیا کہ عام بات بھی ہو اور خاص الخاص بات بھی یعنی بات کی حقیقت کچھ حد تک پوشیدہ اور کچھ حد تک ظاہر رکھی گئی ہے۔ ورنہ اس بحر پاک سے ہم کسی طرح بھی کوئی فیض حاصل نہ کر سکتے۔ چونکہ یہ سمندر مخفیات میں ہے ظاہر میں نہیں ہے۔ اس لئے اہم

Marfat.com

کوشش سے اور انعامات سے نوازا جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ بہرحال اس علوم پاک کا علم حاصل کرنا کسی بھی خاص و عام کے بس سے باہر ہے۔ چونکہ کوئی اس تک پہنچ ہی نہیں سکا ماسوائے نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نہ کسی میں اتنی طاقت ہے کہ وہ اس نور پاک کے بہتے ہوئے سمندر تک رسائی پا سکے بس ایک ہی نظر ہے جس نے اس خصوصی نور کا نظارہ فرمایا اور اس کا منظور نظر کہلوایا۔ یہیں سے لفظ منظور کو زندگی عطا ہوئی ہے اور لفظ وارد ہوا ہے۔

لہٰذا اس نور پاک کے بہتے ہوئے سمندر سے حضور پاک کو غسل المعراج دیا گیا جس سمندر کا تعلق علوم باطنی کی اسراری حقیقت سے ہے۔ اس منبع سے ۱۱۸ علوم پاک کی انہار نکلتی ہیں جن کو باطنی اور اسراری علوم کہتے ہیں۔ پھر یہ آگے چل کر لاکھوں کروڑوں انہار بن جاتی ہیں۔ اس منبع پاک سے تمام عالمیہ ہستیوں کو سیراب کیا جاتا ہے یا غسل دیا جاتا ہے۔ اور پھر بندگان کی اصل معراجیت کو حیات نصیب ہوتی ہے یا دی جاتی ہے۔ یعنی کامل کر کے مدلل انسان سامنے لایا جاتا ہے یا عیاں کیا جاتا ہے۔

اس علم کو حاصل کرنے یا پانے والے صرف اور صرف دس اقسام کے لوگ ہوتے ہیں جو جلد ہی اس علم سے فیض حاصل کر لیتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان تمام پر حاوی ہیں۔ یعنی ان دسوں میں سب سے اعلیٰ و ارفع ہیں۔ بوجہ کہ انسان کل انسان کامل ہیں۔ وہ اس لئے کہ ابتداء الانبیاء سے شروع ہوتے ہیں اور انتہا تک پہنچنے کا شرف کامل آپؐ ہی کو ہے یعنی آدم سے لے کر انسان بننے شروع ہوئے مگر کامل ترین انسان ہونے کا شرف آپؐ کو نصیب ہوا۔

حقیقی معنوں میں دیکھا جائے تو تخلیق آدم میں انسان کامل و اکمل نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی ہیں۔ محمد مصطفیٰ پاک کا ظہور ہی اصل کُل الکُل ہے۔ یعنی محمد مصطفیٰ ہی ہیں جو پاک اور صاف کئے ہوئے ہیں اور اصل ظہور کائنات کا سبب یہ ہی ہیں۔ باقی سب بہانہ ہے۔ میں نے وہ بات سب پر ظاہر کر دی ہے۔ اس مقام پر تھوڑا بچ کر چلنا ضروری ہے۔ جس کی ہم معذرت چاہتے ہیں کیونکہ بات صاف بھی ہے اور پوشیدہ بھی ہے۔

Marfat.com

بہرحال اس بحر النور القاء پاک سے جو انہار نکلتی ہے ان کی تعداد بتا دی ہے۔ ۱۱۸ کی جمع ۱۰ اور اس کی جمع ایک بنتی ہے۔ جو وحدت کی یکتائی کو ظاہر کرتی ہے۔ اس لئے یہ منبع ہو گیا۔ اب اس میں سے چہار انہار جو عالم الغیب الشہادہ کی ہیں۔ ان انہار کا تعلق ڈائریکٹ رب ذوالجلال سے وابستہ ہے۔ ان چاروں انہار پاک کو بہت بڑی خصوصیت حاصل ہے۔ باقی ۱۱۴ بچے ہیں یہ ان کی جمع ۶ بنتی ہے۔ جو کائنات کی تیاری بھی ہے یا کہہ سکتے ہیں اور الرحیم بھی ہے یعنی آخر بسم اللہ جس کائنات کے ساتھ گہرا لگاؤ ظاہر ہوتا ہے۔

لہٰذا ہر جگہ ہر مقام پر یہ ہوتا ہے کہ کوئی نہ کوئی ایسی طاقت ضرور ہوتی ہے جو سب چھوٹی چھوٹی مشکلوں کو فوراً ختم کر سکتی ہے اور بعض مرتبہ ہوتا ہے کہ چھوٹی سی بات ایک بڑی مشکل سے نجات دلا دیتی ہے۔ یہ کیفیت عالم الغیب الشھادۃ میں موجود ہے کہ بڑی سے بڑی مشکل ہو ایک سیکنڈ کے ۷۰ ویں حصے میں ختم ہو جاتی ہے۔ اس چھوٹی سی باریک قسم کی بات کو کہتے ہیں۔ اسم اعظم جو عالم الغیب الشھادۃ میں موجود ہے۔

اس لئے یہ انہار الگ ہیں۔ لہٰذا اب آگے چلتے ہیں۔ میرا مقصد تھا کہ آپ کو بتا دوں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم غیب پر دسترس حاصل تھی۔ ان کی تفصیلات کا ذکر پہلے کر چکا ہوں۔ عالم الغیب والشھادۃ ہے' بات لمبی ہو رہی ہے۔

اصل میں دس اقسام کے لوگ جو ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

سب سے پہلے دو اقسام کے لوگ ہیں جن میں نبی پاک سب پر حاوی ہیں۔

(۱) اہل کتاب یا صاحب کتاب یعنی جن کو کتاب دے کر روانہ فرمایا گیا۔ مثلاً" جناب سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام توریت اور حضرت جناب داؤد علیہ السلام لقباً" خلیفہ اللہ زبور' سوم جناب سیدنا عیسیٰ روح اللہ جن پر انجیل کا اتار ہوا۔ دیگر کئی چھوٹی بڑی کتابوں والے۔

(۲) اس قسم میں الہامی پیغمبران آتے ہیں اور ولی کامل بھی آتے ہیں۔ مثلاً" سیدنا ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ' جناب اسماعیل ذبیح اللہ اور جناب حضرت خضر علیہ السلام و

Marfat.com

دیگر بھی ہیں۔ یہ دونوں درجوں کے لوگ تو بہت جلد فیض حاصل کر لیتے ہیں بلکہ کر چکے ہیں۔

(۳) تیسرے درجے میں آتے ہیں صحابہ کرام اور ازواج مطہرات پاک اور اولاد پاک مثلاً" سیدہ فاطمہ الزہرا پاک اور قاسمؓ اور سیدنا علیؓ اور فرزندان پاک امام حسن و حسینؓ اور دیگر اولاد بھی ہے۔ حسان بنؓ ثابت، جعفر صادق رضی اللہ، جناب سیدنا ابو ہریرہؓ، سیدہ عائشہ صدیقہؓ و دیگر۔

(۴) جن میں معاذ بن جبل، ابوذر غفاری، اصحاب صفہ و دیگر اصحاب کبار و دیگر تمام اصحابؓ جو آپ کی حیات طیبہ میں موجود تھے۔

(۵) جن میں سیدنا بلال رضی اللہ و سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ اور منصور بن حلاج جیسے لوگ جو اپنی قسم میں یکتا ہوتے ہیں، دراصل سرمدی ہوتے ہیں۔

(۶) اس قسم کے لوگوں میں شامل عام پیغمبران پاک ہیں جو کتاب کے بغیر آئے۔ یا پھر چھوٹی چھوٹی کتاب یا صحیفات وغیرہ ساتھ لائے جن میں مثلاً" سیدنا صالح علیہ السلام، سیدنا لوط علیہ السلام، سیدنا الیاس علیہ السلام، سیدنا یونس علیہ السلام، سیدنا زکریا علیہ السلام و سیدنا یحییٰ علیہ السلام اور وہ لوگ جو عملاً" تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔ اور دیگر وہ لوگ جو اپنے مال جان کی پرواہ کئے بغیر اپنے رب کے حکم کی بجا آوری کی خاطر سب کچھ کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں یا کہتے ہیں کہ کسی بھی طرح ہمارا پروردگار ہم سے خوش ہو جائے۔

(۷) ساتویں قسم کے حضرات وہ ہیں جو معجزاتی پیغمبران کہلاتے ہیں۔ مثلاً" سیدنا عیسیٰ روح اللہ کی طرح کے دیگر بزرگ ہستیاں ولی اللہ بھی شامل ہیں جن کو راحت العاشقین کہتے ہیں۔ ان کے لئے یہاں باقاعدہ انتظام ہوتا ہے جن میں یہ لوگ ہر پہر میں ۱۹ بار زیارت محبوب کرتے ہیں۔ یہ لوگ جن میں تمام عاشقین آتے ہیں۔ خواہ وہ ولی ہوں یا کاملین۔ یا صادقین یہ بڑے لوگ صاحب کرامات ہوتے ہیں اور بہت صاحب کمال

نوٹ صفحہ (۴۹) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن حکیم نازل ہوا جو کہ اک جامع الکتاب اسی سبب سے آپؐ سب پیغمبران پر حاوی ہوتے ہیں دوسری وجہ اس دین کامل کو پیغمبر کامل پر اتارا گیا۔

Marfat.com

ہوتے ہیں۔

(۹) اس قسم میں سب سے اول شہداء کربلا پاک و دیگر شہدا کرام اور چاروں امام فقہین یعنی شافی حنبلی مالکی اور حنفیہ امام اور سیدنا غوث الاعظم پاک بھی اور امام جعفرؒ جیسے عالم فاضل و دیگر امامین و دیگر ایسے لوگ جو اپنے مالک کی رضا کے لئے اپنے گھر گرہستیاں حال اسباب آل اولاد چھوڑ چھاڑ کر اپنی راہ کو متعین کر لیتے ہیں۔ یعنی حقیقی لوگ بھی کہتے ہیں مثلاً" داتا گنج بخش" خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ' فرید شکر گنج رحمتہ اللہ۔ یہ لوگ باقیات بھی کہلاتے ہیں۔ ان میں زکریا شمس تبریز' رومی شبلی اور بہت سارے اولیائے کرام آتے ہیں۔ تمام اولیائے کرام و مبلغ قاری فقیر درویش صاحب فکر و دانش اور دیگریات بھی آتے ہیں۔

(۱۰) اور آخری قسم کے لوگ بڑے عجیب ہوتے ہیں۔ عام لوگوں میں رہتے ہیں۔ عام زندگی بسر کرتے ہیں اور عام قسم کی مصروفیات میں مصروف رہتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں میں قسم رحم زیادہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ کسی کا دکھ نہیں دیکھ سکتے اور ہر طرح سے بھلائی کے کاموں میں مصروف کار رہتے ہیں۔ چونکہ ان میں یکتائی کی قوت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ جذباتی اور شدید بھی ہو سکتے ہیں۔ یعنی بابا لعل شاہ کوہ مری والے یا ڈھنکہ شریف والے۔ ان لوگوں کو صاحب سکر بھی کہتے ہیں یعنی مدہوش۔

مگر ظاہر میں ان کو کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کیا ہیں۔ اور ان میں کیا کیا وصف ہیں۔ یعنی اپنے اوصاف سے ناواقفیت رکھتے ہیں مگر بہت واصف لوگ ہوتے ہیں۔ یہ اپنی جگہ کے مقیم کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ ہر طرح ہر حال میں اپنے آپ کو آسودہ تصور کرتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے آپ کو سفید پوش بھی کہلاتے ہیں۔ یعنی عاموں میں عام ہوتے ہیں۔ خاص میں خاص ہوتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں عاموں میں ایک خاص ہوتے ہیں۔ ہر محفل کی جان ہوتے ہیں۔ یعنی ایک طرح کے غوث ہوتے ہیں۔ ان سے لوگ بہت خوش ہوتے ہیں۔ بچے بوڑھے جوان و عورتیں تمام خوش ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اصل واصفین ہوتے ہیں۔ جو ہر طرح بہتر ڈیوٹی دے سکتے ہیں۔ اپنی بات کے پکے لوگ ہوتے ہیں اور دیگر کئی خصوصیات کے مالک ہوتے ہیں مگر ان تمام اقسام میں

Marfat.com

حضور پاکؐ ہر طرح سے حاوی ہیں۔
(نوٹ) ۔ اس وقت کل کائناتوں کے علوم کی تقریباً" (۱۱۱۱۱۸) تعداد ایک لاکھ گیارہ ہزار ایک سو اٹھارہ ہے۔ لیکن دریافت صرف اور صرف ۱۸۰۰۰ کے قریب ہوئے ہیں' باقی مخفی ہیں۔ وقت کے لحاظ سے اور بہت سے علوم ظاہر ہوں گے۔ جن کی تعداد ملا کر تقریباً" ۵۰ ہزار کے قریب ہو جائے گی جو اہل روم اور اہل مصر سے مل جائے گی یعنی سب سے زیادہ علم کا دور ہی تباہی کا ثابت ہو گا۔ پچھلی قوموں کی طرح آگے چلنے والا سلسلہ بھی علم الدنی کا حصہ ہی ہے۔

اس وقت تمام کائنات میں جو علوم ظاہر ہو چکے ہیں ان کی تعداد تقریباً" اٹھارہ ہزار ایک سو گیارہ ہے۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ یہ تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔
(حکایت) لہٰذا وہ دور آنے والا ہے جب ایک چرواہے سے پوچھا جائے گا کہ جبرائیل کہاں ہیں تو وہ جواب دے گا' آسمانوں میں نہیں' زمین میں نہیں' چاروں سمتوں میں بھی نہیں یا آپ جبرائیل ہیں یا میں جبرائیل ہوں۔ وہ چرواہا زمین پر اپنی چھڑی سے لکیریں مارتا تھا اور بتلاتا تھا کہ یہ ہی دور ان کی تباہی کا باعث ہوا۔ یہ واقعہ جناب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں پیش آیا تھا۔

اصل بات

حروف مقطعات میں جو الفاظ پاک استعمال ہوئے ہیں وہ کل الفاظ ہیں ۱۴۔ جن کو آگے ۲۹ سورتوں میں نمایاں کر کے واضح فرمایا گیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ ان امور پاک کی وضاحت ہونی تھی جو نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عرش پاک سے تحفہ یا احکام اپنے ساتھ لائے تھے۔ دوم یہ کہ یہ ایک راز ہے جو مخفی ہے کہ ان کو ظاہر کرنا کسی کے بھی بس کی بات نہیں۔ اس علم پاک کو اسراری علوم میں مخفی رکھا گیا ہے۔ مگر

Marfat.com

اس کے اصل اسرار سے نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس کی خصوصیت اور باطنیت سے پوری طرح آگاہ فرمایا گیا ہے۔ چونکہ وہی اصل کل ہیں۔ ان الفاظ میں وہ علم مخفی ہے جس کو ہم اسما الحسنہ کہتے ہیں۔ وہ ہوتے بھی اسماء الحسنہ ہیں مگر یہ وہ الفاظ ہیں جو رب تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو خود سکھائے تھے۔ اور تمام ملائکہ کو جمع فرما کر حکم دیا کہ اے آدم بتاؤ ان کو جو تم جانتے ہو۔ لہٰذا آدم علیہ السلام نے تمام الفاظ بیان کر دیئے۔ اب جو اشکال میرے پروردگار نے تشکیل دی ہیں ان کو مخفی ہونے کی زندگی کا حصہ عطا کر دیا ہے۔ یعنی ۲۹ جمع گیارہ جمع ۲ یعنی ایک بنانے والا اور ایک بننے والا یعنی دو ہی جاننے والے ہیں۔ وہ ہیں کیا یعنی ان کی کل کیا بنتی ہے؟ کل الفاظ ۱۴ جمع ۵ پہلی بات مالک کل دوم محبوب کل سوم کتاب کل یعنی قرآن چہارم علم کتاب پاک پنجم اس کی حیثیت یعنی (زندگی) یہ علم جو مخفی ہے یعنی حروف مقطعات کی ہستی ہیں۔

ان پانچوں کی ایک دوسری حقیقت بھی ہے جس میں اول نورالقاءؔ دوم نورالمروارید' سوم نور الہدیٰ یعنی روح رسولؐ چہارم نورا لہدیٰ للمتقین اور نورا لہدیٰ للعالمین پنجم یہ علم پاک جو علم کل بھی کہلاتا ہے۔ لہٰذا اس طرح سے دیکھ لیں۔ یا اس طرح سے دیکھ لیں واضح ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ان حروفات کو ایک مسودہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ یا قانون سازی کی ایک خفیہ کتاب بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہ خفیہ قانون کی کتاب کے بارے میں صرف اور صرف اہل اللہ ہی جانتے ہیں یا جن کو بتایا جاتا ہے۔ چونکہ جو بندگان خصوصی ہوتے ہیں ان کو اس قانون کے اوپر ہی چلنا ہوتا ہے یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک خصوصی حکم نامہ ہے۔ جس کا ظاہر کرنا ممکن نہیں ہے۔ چونکہ یہ تو ظاہری دنیا میں بھی ہے کہ قانونی بات ہے جو دستاویزی صورت میں یا حکم ماننے کی صورت میں کسی کو دی جاتی ہے تو وہ اس کا نگہبان کہلاتا ہے۔ اگر وہ نگہبانی نہیں کرتا تو وہ اس حکومت کے قابل نہیں ہوتا اس لئے اس کو اس کے عہدے سے ہٹا دیا جاتا ہے۔

لہٰذا ہمارے خیال میں یہ الفاظ خفیہ لاء بک کے ہیں۔ جو کسی بھی صورت میں ظاہر نہیں کئے جاتے۔ جس کے نگران اعلیٰ آدمؑ سے لے کر محمد پاکؐ تک تمام پیغمبران کو مقرر فرمایا جاتا رہا ہے۔ لہٰذا جب کائناتوں کا کل کامل آگیا تو یہ الفاظ اس کی

Marfat.com

ظاہری کتاب میں مخفی حیثیت سے واضح طور پر تحریر کر دیئے چونکہ اب کائناتیں بھی مکمل ہو چکی تھیں اور انسان کامل بھی تیار ہو چکا تھا۔ اس لئے اس علم پاک کو آپ کی قانونی کتاب پاک میں نمایاں حیثیت عطاء فرمائی گئی۔ یعنی تحریری طور پر واضح کر دیا گیا تا کہ تمام کائناتیں اور مخلوقاتیں سب شاہد رہیں۔ لہٰذا ۲۹ سورتوں میں کل ۱۴ الفاظ کو ان کا شارٹ بنا کر واضح بھی کر دیا گیا اور مخفی بھی رکھا یعنی پوری قانونی کتاب میں یعنی قرآن پاک میں اس خصوصی اور مخفی علم کو یا قانون کو محفوظ بھی رکھ دیا۔

بہرحال میں بھی ہر طرح سے پابند ہوں' ان الفاظ کے بارے میں مگر میں چاہتا ہوں کہ کچھ تشنہ لبی جو ہے وہ تھوڑی کم کی جائے تو کوشش کر رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے کامیاب ہو جاؤں اور آپ کو فائدہ ہو جائے۔ بہرحال کچھ بھی ہو قاری کو تو کچھ نہ کچھ ملنا ہی چاہئے سو ملے گا۔ لہٰذا عرض ہے کہ ہم نے سوچا کہ حروف مقطعات میں جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان کو اپنے اظہار میں ظاہر کر دیں۔ تا کہ کچھ اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہو سکے۔ مگر پھر بھی ہم سو فیصد یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ یہی الفاظ کا مفہوم بنتا ہے۔ یہ ہمارا خیال ہے اور ہم اظہار خیال کر رہے ہیں۔ یا ہمیں جو عنایت ہوا ہے اس کا ہم اظہار کر رہے ہیں۔

بہرحال بات تو سامنے آنے سے پتہ چلتا ہے کہ بات کی اصل اہمیت کیا ہے؟ اور بھولنے والا کس مقصد کی بنا پر بھول رہا ہے۔ یا اس کی بات میں کتنا ایک وزن ہے یا کتنی ایک صداقت ہے۔ بات دراصل دل کے ماننے کی ہوتی ہے۔ اگر آپ کا دل قبول کر لیتا ہے تو مقصد پورا ہو جاتا ہے۔ ورنہ ایک کتاب کوئی اور شخص اس موضوع پر لکھنے کی تیاری کر لیتا ہے۔ یہ سلسلہ اسی طرح چل رہا ہے یعنی جو بات میری عقل یا سمجھ میں نہیں آئی وہ آپ کی سمجھ میں آ گئی۔ تو اس کی وضاحت کے لئے آپ نے کتاب لکھ دی جو میری سمجھ میں آ گیا۔ میں نے اس کی وضاحت بیان کر دی۔ یعنی چراغ سے چراغ جلتا ہے۔ جو جلتا ہی رہے گا انشاء اللہ۔

Marfat.com

علم لدنی

اسی علم کو علم لدنی کہتے ہیں۔

علم لدنی کا خوشہ جو انسان کے ہاتھ لگا یا اس کو عنایت کیا گیا اس کا نام پاک حروف مقطعات ہے۔ یہ کل حروف ۱۴ ہیں جن کی جمع ۵ ہے۔ جو قرآن کریم کی ۲۹ جمع ۱۱ جمع ۲ سورتوں میں نمایاں ہے۔ یہ حروف پاک خالی حروف ہی نہیں بلکہ ایک پورا مسودہ ہیں۔ چونکہ ان کو تحریر میں اس پروردگار پاک نے اپنے مخصوص انداز میں بیان فرمایا ہے۔ ہم تو صرف ان الفاظ کو اپنے رنگ میں دیکھ رہے ہیں۔

لہٰذا ۲۹ کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے۔ بہرحال ان میں دو آتا ہے۔ ایک بنانے والا اور ایک بننے والا یعنی حاصل کرنے والا بتانے والا رب ہے حاصل کرنے والا میرا محبوب پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پاک ہے۔ ان دونوں میں یکتائی واضح ہے۔ یعنی دینے والی ذات بھی واحد ہے ایک کی یکتائی ذاتی ہے ایک کی یکتائی صفاتی ہے۔

بہرحال اس منشور پاک پر عمل کرنے والا منشور کا بانی ہوتا ہے جس کو مبلغ کہتے ہیں۔ لہٰذا حضور پاک نے اس منشور یا مسودے پر عمل پیرا ہو کر اس کی حقیقتاً رسائی پا لی تو اس لئے اس مسودے یا منشور کے بانی پاک ہوتے ہیں۔ دوسری بات ہم نے آپ سے پہلے بھی عرض کی ہے کہ قاری کو کچھ نہ کچھ تو حاصل ہونا چاہئے۔

بہرحال حاضر خدمت ہے لہٰذا اب اس قاعدے کے مطابق ان مخفیات کے اہم نقطوں کی ۲۹ صورتوں میں وضاحت ہو چکی ہے۔ بلاشبہ وہ جملے الفاظ کی صورت میں یا حروف کی صورت میں تحریر ہوئے اور مقطعاتی صورت میں مخفی ہیں۔

ایک اور بات جس زمانہ پاک میں ان الفاظ کا اتار ہوا اس کے معنوں کو سمجھنے کی اتنی زیادہ ضرورت نہیں تھی یا اگر تھی بھی تو اوپر سے واضح نہیں ہوئی تھی۔ یا یہ الفاظ کسی بھی تلاش سے باہر تھے۔ یا کچھ بھی تھا یا پھر یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ دور علمی تحقیقاتی دور علمی نہیں تھا۔ یا دوسرے لفظوں میں سائنس کا دور نہیں تھا۔ اس لئے یہ الفاظ مخفی اور بعید تھے۔ اب جب کہ ان الفاظ کی سائنس کو ضرورت ہے تو وہ اس مخفی علمی، خزانے کو تلاش کرنے لگے جس کے نتیجے میں بہت سے علوم نے جگہ بنا لی اور کئی

Marfat.com

ایک ظاہری و باطنی علوم ظاہر ہو گئے اور مزید ہوں گے۔ خیالات کے اظہار تک گناہ اور ثواب کو پوشیدہ رکھتے ہیں۔ یعنی اظہار سے ہی گناہ اور ثواب کا تعین ہوتا ہے۔

ایک بات جو نظریاتی ہوتی ہے وہ اس وقت تک ایک ہی خیال رہتی ہے جب تک اس پر کسی نہ کسی طور سے عمل شروع نہ ہو لہٰذا جب عمل کا وقت آتا ہے تو ان الفاظ کی حیات پاک خود بخود سامنے آنی شروع ہو جاتی ہے۔ ہمارے خیال میں سائنس بھی ایک نظریاتی تجزیہ ہے۔ جوں جوں آگے بڑھتا جاتا ہے اس پر معنی خیز چیزوں کے معنی عیاں ہوتے جاتے ہیں۔ اب زیادہ یا کم تو انسان کی اپنی دماغی صلاحیت پر منحصر ہے۔ اس لئے بندگان حق کو رب تعالیٰ کسی بھی طور سے کسی بات سے بے خبر نہیں رکھتا۔ بلکہ ہر طرح سے باخبر رکھتا ہے۔ یہ تو ہے عام انسانی بات اور خاص لوگوں کی تو بات ہی اور ہوتی ہے۔ ان کو تو عنایت بھی خاص ہی ہوتی ہے۔ اور پھر خاصان میں کیا خصوصیت ہوتی ہو گی۔ یہ اندازہ آپ خود بھی لگا سکتے ہیں۔ بہرحال پورے الفاظ کی وضاحت نہیں ہو سکتی۔ جن کی ہو سکتی ہے کر رہے ہیں۔ یعنی جو الفاظ ملا کر بنائے ہیں مثلاً" الم، طسم، کھیعص

ان کی تعداد کو (۲۸) سورتیں عنائت کی گئیں جو اول الفاظات کی ظاہری کیفیت کو برقرار رکھے ہوئے ہیں لہٰذا اب تک ابجدات کی رو سے ایک ارب ستر کروڑ بیاسی لاکھ اکیانوے ہزار دو سو بنتی ہے لہٰذا ۱۴ میں سے تین نقطے دار ہیں جن کی تعداد ۸۷۱۷۸۲۹۱۰۰۰ لہٰذا ان کی تکرار آگے بنتی ہے جو کہ آمد ہے سو اگر نقطے والے حروفات کو جمع کریں تو تکرار نفی سامنے آئے گی جس میں قرآن پاک کی وہ سات منزلیں سامنے آئیں گی سو ۱۱۴ سورتوں کو (۷) کی تکرار ملے گی سو چھ کا وجود رحیم ہے جس کو رحمتہ للعالمین کا بقی قرار پا چکا ہے اور تفصیلی بیان بھی حاصل کر چکا ہے سو آپ اپنی مراد کو برقرار رکھنے میں کامیابی پا سکتے ہیں بوسیلہ نفی اور ق کل یا مقدور دونوں سے اصل مل سکتا ہے۔ چونکہ آیات کی تمام تر حضوری (ش) کی شک سے ہر طرح پر محفوظ رہتی ہے سو وہ تابع ہو جاتی ہے اور اشاروں میں کلی طور پر بندی ہے جبکہ تین نقطوں والے الفاظوں میں آزادی ہے سو اصل بات سامنے آئی کہ ذاکر کو منفی ذکر کی شدید ضرورت ہوتی ہے سو ہی اشاروں کی پابندی میں تمام تر پارسائی آپ کے پاس ہے بندی میں بھی اور آزادی میں بھی سو ہر لحاظ سے انسان کو

Marfat.com

(۱) الف ۔ اللہ ہے جو پاک پروردگار ہے۔ کل عالموں کا جو ہدایت کرتا ہے تم کو اور سب کو۔

(۲) لام۔ یعنی منفی کا ذکر کریم کیا کرو تاکہ تم کو پاکیزگی دی جائے اور تقصیر سے بچایا جائے۔ یعنی شیطان اور نفس سے۔

(۳) میم۔ م محمد پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ آپ کو مخاطب کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ کو کل کائناتوں پر رحمتہ للعالمین مقرر فرمایا گیا ہے۔

(۴) ر۔ رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اور پھر آپؐ کامل ترین ہیں۔ بلکہ رحمتہ للعالمین بھی ہیں۔

(۵) ک۔ کل ہیں تمام کائناتوں کے یعنی کامل کل ہیں۔ اس لئے ہم نے

(۶) ھ۔ ھم کے ساتھ آپؐ کو روانہ فرمایا ہے۔ یعنی جو ساتھی آپ کو دیئے گئے ہیں وہ بہتر اور بے خوف ہیں۔ اسی لئے ہدایت حق کی شمع آپ کے مضبوط ہاتھوں میں دی گئی ہے۔ تاکہ لوگ اچھی طرح سے سمجھ سکیں۔ ان کی ہدایت پر چل کر فلاح پا سکیں۔

(۷) ی۔ یوم الحساب میں اپنے سامنے اپنا اعمال نامہ پاکر پشیمان نہ ہوں۔ تاکہ فیصلہ ہو سکے کہ کون جھوٹے رب پر تھا۔ اور کون اپنے سچے رب پر۔ تمہارے اعضاء تم کو بتا دیں گے اور تم پھر ہاتھ ملتے رہ جاؤ گے۔ اور اے ہمارے بندے اپنے

(۸) ع۔ سے عبد اور عاجز ہونے کا اقرار بڑے خلوص سے کر تاکہ تم کو اور بزرگی اور پاکیزگی عنایت کی جائے پھر تاکید ہے۔

(۹) ص۔ صلوۃ کی اور پھر آپ پر دائمی درود و سلام ہو میری صمدیت کو برقرار رکھنا تاکید ہے۔ چونکہ میں ہی پرودگار تمہارا جو تم کو

(۱۰) ط۔ طاہر اور طیب کروں گا اور طلبی پر سرخروئی پا سکو۔

ذکری ہی رہنا بنتا ہے جو کہ پارسائی ہی پارسائی ہے یا حاصل خدائی ہے بلکہ خود بھی یکتائی ہے ذات کی وحدت کی وجہ سے جیسی ایک ذاتی ایک صفاتی ہے۔

Marfat.com

ط۔ طاہر اور طیب اور اہل طہارت کہلا سکو۔ یعنی طہارت سے محکم طریقت کی حقیقی منزل کو پا سکو تاکہ تم بہتر بن جاؤ اور تم کو۔

(۱۱) س۔ ساجدین میں شامل کر لیا جائے اور تاکید کرو اپنی امت کو تاکہ ساجدین و شاکرین و صابرین کے ساتھ اور چمکتے ماتھوں کے ساتھ ان میں سے اٹھائے جاؤ گے اور اصل سرخروئی پا سکو گے یہ ہی خوشخبری ہے آپ کی امت کو کیونکہ؟

(۱۲) ق۔ قہر میں بڑی پریشانی ہو گی اور کوئی نہیں ہے جو اس کے قہر سے بچ سکے۔ پھر (ق) قیامت کا دن بڑا سخت ہو گا۔ اس وقت پچھتانے کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ اور نہ ہی بخشش کی کوئی راہ نکل سکے گی۔ اس لئے بھی تاکید کرو تاکہ یہ صدیقین میں سے اٹھائے جائیں' یہ ہی اصل مراد کا دن ہے۔ اسی میں فائدہ ہے تاکہ یہ امت پاک ہو جائے یعنی

(۱۳) ن۔ نبی ہونے کا ثبوت ان کے پاس ہو جو جان لیں اور ان کو کہیں کہ وہی لوگ سرخرو ہوں گے جن پر یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نگہبانی کے اصل ہونے کی مہر ثبت ہو گی۔ انہی لوگوں کے چہرے چمکتے ہوں گے اور وہی اپنی راہ کو ہموار کئے ہوں گے۔ انہی کے پاس عبد اور عجز ہونے کا ثبوت ہو گا۔ بلاشبہ وہی لوگ ہوں گے جو پاکیزگی کے حق دار ہوں گے اور رحمت کے دروازے انہی پر کھلیں گے۔ جو عین

(۱۴) ح۔ حدود کو قائم رکھتے ہیں۔ یہ ہے آپ کے پروردگار عالمین کی حدود جس میں بہتری اور فلاح ہے اور سرخروئی ہے۔ اسی سے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر لاکھوں درود و سلام ہوں جس پر چلنے سے یہ امت اپنی اصل منزل کو پا سکے گی۔ انشاء اللہ۔

اور آپ جانتے ہیں کہ وہی لوگ ہدایت پر ہیں جو اپنے نبی پاک کی حرمت کا پاس جانتے ہیں اور اپنی راہ کو صراط مستقیم پر رکھتے ہیں۔ اور الم ذلک الکتاب کی جزوی حقیقت پر عمل پیرا ہیں یا ہوں گے۔ یہ ہی لوگ سلامتی کے اہل ہیں اور اپنے مالک سے انعام پانے والے لوگ ہیں۔ سلامتی ہو آپؐ پر اور کہہ دیں کہ وہ لوگ اپنے مالک کے اچھے سلوک کے مستحق ہیں۔ جو اپنی فرمانبرداری اور اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں اور اپنے نفس کی حفاظت کرتے ہیں۔ یعنی اصل ساجدین و شاکرین و صابرین اور طاہرین ہیں جو اپنے رب کی حمد میں مصروف ہیں۔ اور اپنی تابعداری میں پورے ہیں یعنی وہی

Marfat.com

حقدار ہیں۔ آخری بات ہے کہ جو محبت میں اپنی سمت کو درست رکھتے ہیں ان کے بارے میں رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک نیکی پر دس کا اجر ملے گا۔ سو حروف مقطعات کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ جہاں تک ہو سکا ہے آگے اللہ قبول کرنے والا ہے اور بہتر جاننے والا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان کی بساط میں جو ہے وہ سب کچھ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور شفقت کی وجہ سے ہے۔ بلکہ انہی کا صدقہ ہے۔ کیونکہ کائنات کے کل آگے اور رب ذوالجلال کی کائنات کا مکمل آگیا۔ اور کائنات کل ہو گئی۔ یعنی حقیقت یہ ہے کہ سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو جاتا ہے۔ اور پھر بات واضح ہے کہ انسان ہونا کتنی بڑی بات ہے یہ بھی سامنے ہے۔

لہٰذا حروف کی عقلی وضاحت تو کر دی ہے مگر مخفی کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

صبح نو اپنی آنکھوں سے سرمئی اندھیرا ختم کر رہی ہے اور میری آنکھیں محبوب کی یاد میں آنسوؤں سے تر ہو رہی ہیں۔ اور سورج صبح نیا پیغام دینے آ رہا ہے۔ اس وقت آپ سب لوگ جو پڑھنے والے بھی میرے ساتھ دعا میں شامل ہیں۔ آمین

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والھکم الہ واحد لاالٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم
اور ایک ہی معبود ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہی اللہ جو بخشنے والا بہت بڑا مہربان ہے رحم والا۔

توحید

توحید کے اصل معنی ایک ہونا' ایک ہونے پر حکم کرنا۔ جس کے تین حصے ہیں۔
(۱) ایک رب ذوالجلال کو واحد الحق تسلیم کرنا۔ یعنی اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔
(۲) اس کی یکتائی کو قائم کرنا اور اس کو قائم بحق دیکھنا۔ یعنی بات حق کو اصل حق سے دیکھنا اور قائم رہنا۔ یعنی اس کی تمام صفات کمالیہ کا دل سے اقرار کرنا اور قبول کرنا۔
(۳) اس کی وحدانیت کو کسی غیر پہچان سے نہ جوڑنا۔ یعنی اور ذات کی صفات سے موازنہ نہ کرنا۔ کیونکہ وحدت کی یکتائی کو کسی سے ملانا شرک ہے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ کسی عقل کے دائرے میں بھی نہ لانا چاہیے۔ کیونکہ عقل میں بھی حدود کی دوئی ہے جو بصیرت کے نور کی تابع ہے گویا کہ توحید صفات کی حدود سے بھی بالا تر ہے۔ یعنی توحید جمال احدیت ہے جو وحدانیت کا پردہ ہے۔ اور صفات کے معنی زبردست قوت ہیں۔ خود

Marfat.com

کو پہچاننا خدا کو پہچاننا ہے۔

یعنی جو شخص اپنے دل کی جانب رجوع نہیں کر سکتا وہ اللہ تعالیٰ کی جانب کیا رجوع کرے گا۔ بس حق تو یہ ہے کہ جس نے خدا کو پہچان لیا اور اس کی وحدانیت کو تسلیم کر لیا وہ سرخرو ہو گیا۔ یعنی وا لہکم واحد یعنی وہی رب ہے جو واحد ہے اس میں رجوع پانا ہی اصل سرخروئی ہے۔

لہٰذا عرض ہے کہ توحید نور وحدانیت ہے جس کی روشنی ہر نور پر حاوی ہے۔ یعنی توحید نور کامل ہے۔ یہ وہ نور ہے جس کی ایک جھلک سے کئی طور جل کر خاک ہو سکتے ہیں۔

ہمارے خیال میں توحید اس مسودے کا نام ہے جو انسان نے اقرار کیا کہ تو رب ہے اور میں تیرا عبد ہوں۔ لہٰذا عبد ہونا عجز کو واضح کرتا ہے اور عجز کی کوئی ہستی یا ذات و صفات نہیں ہے۔ جب کہ رب کی ہستی ذات میں بھی ہے اور صفات میں بھی۔ اس لئے ذات و صفات کا نور جو یکتائی رکھتا ہے۔ لہٰذا وہ ذات و صفات پر حاوی ہے اور پھر عجز میں حجت نہیں ہے۔ یعنی لی مع اللہ تو ہو سکتا ہے مگر شریک مع اللہ نہیں ہو سکتا۔ (شریک اللہ نہیں ہو سکتا) اس لئے حضور کی تربیت سے اعتدال حاصل کرنا چاہئے اور اقرار کر لے کہ اللہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

اور اپنے دل کو اس نقش پاک کی ذات و صفات سے آشنا کروانا چاہئے اور حق کو اپنانا چاہئے نہیں تو ایک مثل ہے اندھا اگر بینائی پا لے اور پھر اس اعتراف عجز کو کسی کوتاہی میں داخل کر لے تو ظاہر ہے کہ وہ خود اپنے غرق ہونے کا سامان پیدا کر رہا ہے۔

البتہ عقبیٰ کی بینائی خلقت کی رہزنی سے بالاتر ہے۔ مگر یہ بات الگ ہے لیکن وہ کون ہے جو خود کو خود ہی غرق کرنے پر تلا ہوا ہے ماسوائے گمراہ کے جو گمراہ ہے وہ تو پہلے ہی ایندھن ہے دوزخ کا۔ اس کا کیا جینا کیا مرنا۔ بہرحال توحید کی تفصیل کلمتہ التوحید ہی ہے۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے اس کو پڑھیں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ مومن کا ادراک اور احاطہ الفاظ' لفظ توحید کے تابع ہے اور پھر عجز اس کا تابع تو گویا توحید کی صفت الفاظ میں ممکن ہی نہیں ہے۔ چونکہ الفاظ کا

Marfat.com

احاطہ محدود ہے اور توحید کا احاطہ لامحدود ہے۔ ایک روایت ہے کہ جو حقیقت ہے کہ توحید بندے کے ساتھ رب ذوالجلال کے اسرار کا نام ہے لہٰذا کوئی نہیں جانتا کہ اسرار میں کیا کیا پوشیدہ ہے اور کیا کیا ظاہر ہے۔ یعنی جو ظاہر دیکھ رہا ہے وہ پوشیدہ کی ایک کنج بھی نہیں ہے بلکہ کسی کو تاب نہیں ہے اس کو دیکھنے اور سہنے کی اور وہ تاب لفظی بیان سے بھی بہت بھاری ہے۔ جب کہ صرف اور صرف ایک آنکھ ہی اس حسن کا نظارہ کر سکی ہے جو ہم تک پہنچی ہے یہ آنکھ ہے حضور محبوب پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آنکھ۔ یہ واقعہ معراج میں درج کر دیا ہے۔ یہاں بات طویل ہونے کے خدشے سے اصل موضوع سے نہ ہٹ جائیں۔

درحقیقت مشاہدہ حقیقت عقیدت کا مشیر ہے۔ جس کی بدولت یہ بات ہم تک پہنچتی ہے ورنہ ہم کہاں وہ کہاں۔ ہاں مومن قیامت میں اس ادراک کا احاطہ کئے بغیر اپنی آنکھوں سے اس (رب تعالیٰ) کی زیارت کر سکے گا۔ لہٰذا یہ ہی لفظ توحید کا جامع ہے۔ لہٰذا عرض ہے کہ جیسے عارف معرفت میں معرفت کے حصول سے عاجز ہوتا ہے اسی طرح بندہ اپنے عجز سے عاجز ہوتا ہے۔ جس میں کوئی بڑائی نہیں ہوتی۔ تو ہی تابع ارشاد ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ تو حکم ہے اور بندہ اس کا تابع ہے۔ چوں چرا کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ یعنی رب تعالیٰ حاکم حکم ہے اور بندہ محکوم حکم

توحید کو کئی ایک اقوال سے حضور داتا گنج بخشؒ نے فرمایا ہے اور بہت سے اولیاء اکرام کے اقوال بھی درج فرمائے ہیں۔

لہٰذا نسبت کا ادراک ضیاء ہی ہو سکتا تو عجز کا ادراک توحید کیونکر نہیں ہو سکتا ہے وہ اس لئے کہ احاطہ ایک حدود ہے مگر توحید لامحدود ہے۔ مگر پھر بھی اندازہ کریں کہ رب تعالیٰ کا انسان سے کتنا پیار ہے۔ جو ہر طرح سے ہدایت ہی ہدایت ہے۔ اور محبت ہی محبت ہے۔ اتنا پیار کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

بہرحال انسان کہاں تک بچے گا۔ چونکہ تمام شعائر اللہ' اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ جاسوس ہیں۔ ہر مقام میں منبر مساجد اور محراب ہیں۔ انہی قوموں کے مخبر ہیں' منبر' کلیسا' مندر' بت خانے سب اس کے ہیں یعنی وہ تمام کے تمام رب کے مقرر کردہ

Marfat.com

جاسوس ہیں۔ جس طرح انسان کے سب اعضاء اس کے سب اپنے ہی جاسوس ہیں۔ یہ سب کچھ بتا دیں گے اسی طرح شعار اللہ بھی سب کچھ بتا دیں گے۔ حتیٰ کہ جس ذرے پر تم نے سجدہ کیا ہو گا وہ بھی آگاہ کردے گا کہ جس جگہ قدم دیئے ہوں گے وہ بھی آگاہ کر دیں گے۔ لہٰذا بچ کے کہاں جائے گا۔ اس لئے بہتر ہے کہ عمل میں رہ اور خوف کر کل کیا ہو گا۔ اس لئے آگاہ رہ کہ گھر کا بھیدی ہی لنکا ڈھائے ہے۔

اور پھر تیرے پیچھے تو ایک لاکھ دشمنوں سے بڑا دشمن لگا ہوا ہے۔ جو کسی بھی قیمت پر تجھے اصل سے بھٹکانے کی ٹھانے ہوئے ہے۔ اس سے بچ، اس کے شر سے بچ۔ اپنے اندر کے شیطان سے بچ۔ یہ ہی تیری کامیابی ہے۔ یعنی گھر کو گھر کے چراغ سے ہی آگ لگتی ہے اس لئے بچنا بہت ضروری ہے۔

جہاں تک ہو سکے بچا ہی چلا جائے گا تو فلاح پائے گا۔ (آمین ثم آمین)

سب سے بڑی بات اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ میں ہوں رب العالمین اور محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں رحمت للعالمین۔ عالم وجوہ میں بھی اور عالم کی روح بھی یعنی دین کے کل بھی اور انسانیت کے کل بھی جامعہ الحق بھی حقوق بھی۔

نوٹ۔ جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک ہیں ان کی وضاحت عرض ہے جو پچھلے باب سے منسلک ہے یعنی (۲۹) امور بھی کہہ سکتے ہیں اور احکامات بھی کہہ سکتے ہیں اور ان امور کے مبلغ بھی کہہ سکتے ہیں۔ تحفتہ المعراج بھی کہہ سکتے ہیں۔ القاب بھی کہہ سکتے ہیں۔ ایک حکایت ہے کہ رب تعالیٰ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ آپ میرے لئے دنیا سے کیا لائے ہیں تو حضور پاکؐ نے جواب میں فرمایا جو تیرے پاس نہیں ہے۔ یعنی میں رب العالمین آپ کے لئے عاجزی لایا ہوں جو کہ واقعی رب تعالیٰ کے پاس نہیں ہے۔ یہ بندے ہی کا حق ہے اور بندے ہی کا تحفہ ہو سکتا ہے۔ رب تعالیٰ کے لئے جو کہ اک بہتر تحفہ ہے۔ (آمین)

لہٰذا اسرار میں حضوری کی بینائی روشنی دیتی ہے جو کہ امر کی آخری منزل تک آسانی سے لے جاتی ہے لہٰذا امر میں حقوق کی پاسداری پہلی شرط ہے ۔ سو پھر راہ انعام یعنی اصل راہ وفاء ملتی ہے

Marfat.com

(آمین)

اگلے صفحے پر اسم اللہ کے لفظی معنی بمعہ کلمہ طیبہ درج ہیں بسم اللہ کے معنی درج ہیں حروفات کی حیات درج سرکار کے نام کی توجہ درج ہے۔

یہ نقشہ اصل میں مہر ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی مہر ہے جس کے دو حصے ہیں ایک حصہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پاک ہے تھا اور رہے گا دوسرا حصہ رب ذوالجلال کے پاس ہے لہٰذا غور طلب ہے کہ پہلی مہر ثبت ہو گی۔ سو عرض ہے کہ پہلی مہر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پاک کی محبت کا پروانہ جن کے پاس یہ پروانہ ہوا اسی پروانے پر رب تعالیٰ سرخروئی کی مہر بھی ثبت فرما دیں گے یہی اصل ہے دین و دنیا کا لہٰذا عمل کر لے اور فلاح پا لے۔ آمین ثم آمین

اگلا نقشہ بھی یہی ہے جس سے مزید وضاحت ہوتی ہے اور آپ کی تسکین بھی سورۃ لقمان کی تلاوت کریں بہت کچھ سیکھ جائیں گے۔ اس نقشہ میں بہت گہرائی ہے ذرا غور سے پڑھیں جنت کی کئی باتیں ہیں ہفت اقلیم کے نام ہیں دیگر کئی کچھ ہے جو کہ بہت ہی مفید ہے

Marfat.com

ثابت یہ ہوتا ہے کہ رب ذوالجلال پاک کی مہر جو سب انوار پر لوح پر اور قرآن پر موجود ہے اس کا نام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے ۔ اس مہر پاک کے لفظی حروف ہیں ۱۹ (انیس) جو بڑی خصوصیت کے حامل ہیں یعنی قرآن پاک کل سورۃ ہیں ۱۱۴ جو ۱۹ پر ۶ بار تقسیم ہو جاتے ہیں ۔ اس میں قرآن کے اعجاز ہونے کا ثبوت ہیں ۔ قرآن کا معجزاتی ہونا بھی واضح کرتا ہے رب ذوالجلال نے کس قدر مشکل بات کو آسانی سے کر دیا ہے یعنی اگر کوئی کتاب لکھنا چاہے اور اس کے ساتھ ہر حصے یا باب کو منسلک کرنا چاہیے تو ممکن ہی نہیں ہے حیرت انگیز بات تو یہ ہے کہ حقیقت اس غیر تقسیم با آسانی ہے ۔ مثلاً کل سورتیں ۱۱۴ جو ۶ بار تقسیم پر برابر ہیں ۔ اور ان سورتوں کو آپ علم سے ضرب کر سکتے ہیں ۔ چونکہ کل علم بھی ۱۱۴ ہیں علم عالم الغیب والشہادۃ کے چار علم ہیں ۴۲۲ ہر تقسیم ہو جاتا ہے ۔ آگے الرحمٰن دیکھا وہ ۵۷ بار استعمال ہوا ۔ ہر حال اسم اللہ تقریباً ۲۶۹۸ بار استعمال ہوا ۔ جو تقریباً ۱۱۴ بار استعمال ہوا ہے ۔ وہ بھی چھ پر برابر تقسیم ہوتا ہے ۔ جو ۱۹ پر ۳ بار برابر تقسیم ہو جاتا ہے ۔ اسی طرح الرحیم ہے ۔ ایک دربات بسم اللہ کی حاصل اور تقسیم کل عناصر کے ساتھ سے جدا نہ پایا اس کا نام ہے ہمارا یہ ہی نور محمد ہے اس کے قلبی حصے سے ایک نور اور جدا نہ پایا گیا پہلے اس کو دیکھیں یہ ۷ بنتا ہے

۱۱ - ۱۶ ہے جو ۷ ہوتا ہے اور نیچے کی جمع ۲ - ۱ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۳ - ۲۱ - ۷۸۶

حروف تہجی مہر لوح و قرآن کی دلیل

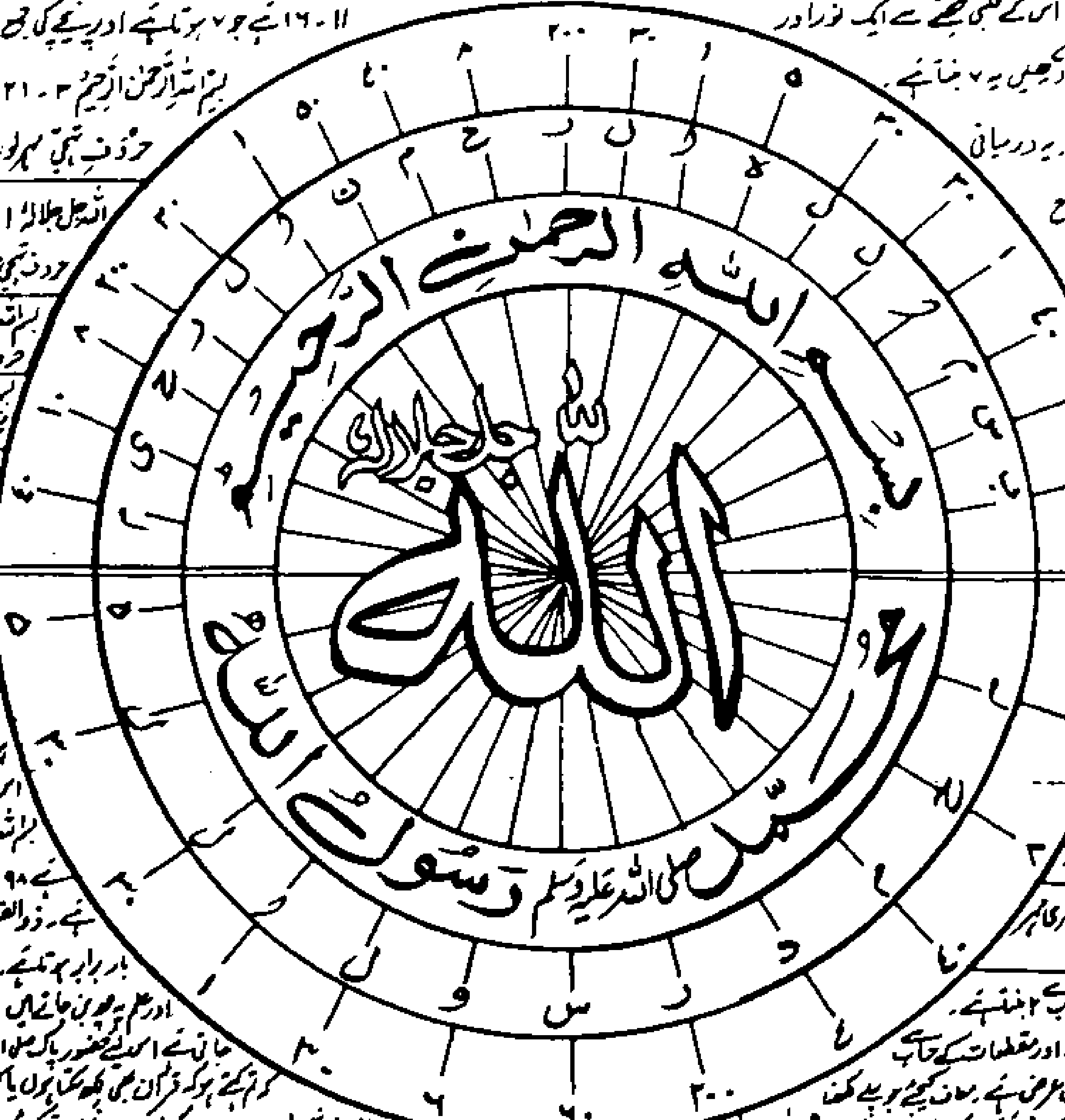

جانے سے جدا ہوا ہے ۔ یہ درمیانی حصہ ہے اور اسی طرح قرآن پاک کی کل سورتیں ۱۱۴ ہیں ۔ جو چھ بنتا ہے یہ مہر پوری کائنات اور نبی مکرم اور ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے

اللہ جل جلالہ ۱ - ۱۰ - ۱۷۲

حروف تہجی مقطعات ۱۲۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۱۹ - ۱ حروف لفظی ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۱/۲ حروف مقطعات

حروف قرآن المقطعات ۱۴ ۱۴ تہجی ۲۹

کل سورت قرآن ۱۱۴ جو علوم دنیا کی دلیل بھی ہے

جو آٹھ جنتی ہے اور لفظ مجید ۵۰ بار استعمال ہوا ہے اور لو بھی چھ بنتا ہے ۔ اس طرح بھی پوری مہر حق بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایک لفظ اور ہے ۲۶۹۸ دو بارہ استعمال ہوا ہے ۔ ذوالفضل العظیم وہ بھی ۱۴۲ بار برابر ہوتا ہے سب جمع کل ۱۱۴ سورۃ اور علم ہو پورے بن جاتے ہیں ۔ پھر بھی پوری بسم اللہ ہو جاتی ہے اسی لئے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کہتے ہو کہ قرآن میں لکھ سکتا ہوں یا کوئی اگر لکھ سکتا یا یہ الہامی نہیں یعنی میرے رب کی طرف سے نہیں تو کوئی اسی قسم کی کوئی آیت یا سورت لکھ کر لاؤ ۔ مگر کون کر سکتا تھا ۔ البتہ یہ وہ ذات باری ہے جس نے ہر حساب کو پہلے سے اپنے پاس محفوظ رکھ سکتی کس بندے کی کیا مجال ہے کہ کچھ کر سکے ۔ وما علینا الا البلاغ ۔

محمد رسول اللہ حروف تہجی

حروف لفظی $\frac{۱۲}{۲}$

حروف المقطعات $\frac{۱}{۱}$

لوح میں تحریر نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نام کے لفظی عدد ۱۰ — ۱۹

مہر کل کائنات ہے یہ دوسری مہر پاک ہے ۔

یعنی محمد رسول اللہ کی حساب ۲ بنتا ہے ۔ لفظی حساب ۱۲ بنتا ہے اور مقطعات کے حساب ۱ بنتا ہے اب کی تفصیل عرض ہے ۔ معاف کیجئے جو پہلے کہنا تھا وہ بیان آ رہا ہے ۔ تو عرض ہے کہ لوح محفوظ پر محمد رسول اللہ علیہ وسلم لکھا ہے جو کہ پورے خلا کے ساتھ ہے جو ۲۶ بنتے ہیں ۔ اور ۲۶ جمع ۸ ہیں جو بسم کا جو درمیان منقش ہے ۔ ان سب کی جمع ۔ ا ہے اور جمع ا ہے اب خود غور کریں کہ کیا ہے یہ مرکز کی کنجی کا سلسلہ ہے ۔ باقی الف ایک ہی ہے ۔ لہٰذا جیسے ایسا بھی اس وجہ سے یعنی اچھی یکتائی کی وجہ سے کوئی برابر نہیں ہے دوسری وجہ جو آپکا روحانی نور ہے اس کے اعداد ہیں ۷ پہلا نور جو ہے مرکز مدینہ کے اعداد ہیں ۸ یعنی ۷۸۶ ہیں ۔ اب کل سورۃ قرآن ۱۱۴ ہیں اور علم بھی ۱۱۴ ہیں ۔ جن پر نبی پاک کو عبور تھا ۔ یعنی ان علوم کے مبلغ ہیں ۔ لہٰذا خطابات کے علاوہ ہے ۔ اس کے بنتے ہیں ۶ ۔ یہ ہو جاتی ہے پوری بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اب آتے ہیں دوسری مہر پاک کی طرف تو عرض ہے کہ کل حروف ۱۴ جو پانچ بنتے ہیں ۔ یہ گھرانے کے افراد بھی آگے بنتے ہیں ۔ جن کا جمع ۵ ۲ ہوتا ہے ۔ جو حواس خمسہ بھی کہہ سکتے ہیں ۔ ارکان الصلوٰۃ یعنی ۵ نمازیں بھی کہہ سکتے ہیں

بہر حال اس نقشے کے بعد دوسرا نقشہ بھی دیکھیں ۔ ہمارے خیال میں آتا ہے کہ حضور بن حلاج رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حقیقت حق کو ظاہر کر دیا تھا ۔ کیونکہ ہر شے کی زبان اگر وہ اس کا مقام ہے ۔ ساتھ ہی کا حق بنتا تھا ۔ یہ بات ہمیں پر ختم کرنا چاہیے تو اگر اولیاء ہیں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب قرآن پاک ہے ۔ سب سے زیادہ حفظ اور لاکھوں سینوں میں محفوظ ہے ۔ سوم ایسے کے پڑھنے کا کچھ علم عالم الغیب والشہادۃ وہ اسی قرآن پاک میں ہیں قرآن پاک کے دیگر ان کتب میں ۱۱۴ علم پورے محفوظ ہیں ۔ یعنی ۱۱۸ علم محفوظ ہیں ۔ اور دیگر جن علوم کا ظاہر ہونا ۔ بلکہ کچھ پایا کہ اتنی علوم ہیں ۔ جن کا علم ہو جاتا ہے یا ۔ وہ نہ جانے کتنے علوم ہیں ۔ بلکہ یہ قرآن پاک لاکھوں لاکھوں ریکارڈ کی ایک ۵ نمبر ہے ۔

ا	ل	م	ر	ک	الم	حم	المر	الر	۱۲
ھ	ی	ع	ص	ط	طسٓ	طسم	یس	ن	۵
۱۴	س	ق	ن	ح	کھیعص	حمعسق	ص		۱۰
۱۴ کل جمع ہوا پانچ بنتا ہے					ص	عسق		طٰہٰ	۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ وہ امور ہیں جو رب ذوالجلال نے حضور پاکؐ کو تحفتہ" عنائت فرمائے تھے یہ احکامات بھی ہیں اور حضور پاکؐ کے اسم گرامی کے خطابات بھی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے (۲۹) اسمائے گرامی کی تشریح

یہ القاب باب توحید کے ساتھ منسلک ہیں جو احکام بھی ہیں۔

(۱) کسی کو اس رب وحدہ لاشریک کے ساتھ شریک نہ ٹھہرانا۔

(۲) توحید پر قائم رہنا یعنی پورے ارکان کی پابندی کرنا۔ روزہ' زکوۃ اور نماز حج اور شہادت پر قائم رہنا۔ سب سے افضل اپنی نماز پر قائم رہنا۔

(۳) نیت کو درست رکھنا حق کو حق دیکھنا۔ غیر حق سے بچنا۔

(۴) ایمان اور ایثار کو قائم رکھنا' اچھائی کا جواب اچھائی سے دینا۔ ہو سکے تو برائی کا جواب بھی اچھائی سے دینا تاکہ تم پاکیزہ رہ سکو۔

(۵) حقوق اللہ اور حقوق العباد کو قائم رکھنا ہر ایک حد کو قائم رکھنا ہر ایک کا الگ الگ خیال رکھنا۔

(۶) کتاب کو تھامے رکھنا اس کے ذکر سے غافل نہ ہونا۔ اس پر صداقت سے عمل کرنا۔

(۷) ہروقت اسی کی طرف رجوع کرنا یعنی ذکر سے غافل نہ ہونا۔ یعنی جو دم غافل سو دم کافر۔

(۸) شرک اور کفر کو مدغم نہ کرنا یعنی ایک دوسرے سے نہ ملانا۔ (جس طرح کافر اور

Marfat.com

مومن ایک نہیں ہو سکے اسی طرح ہے)

(۹) عدل سے کام لینا اور اس کو قائم رکھنا۔ یعنی کسی کا حق نہ مارنا اور نہ کسی کا مال ناجائز مارنا۔

(۱۰) حلال کو حرام میں مکس نہ کرنا۔ گندگی سے پرہیز کرنا۔ یعنی گندی بات اور برائی سے بچنا۔ (کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرنا بھی گناہ ہے۔)

(۱۱) حسد بغض اور کینہ نہ رکھنا' صاف شفاف رہنا اور نفس کی چالاکی سے بچتے رہنا۔ چغل خوری سے بچتے رہنا۔

(۱۲) سیدھا چلنا' لچک کر نہ چلنا۔ اس سے غرور پیدا ہوتا ہے اور کینہ پروان چڑھتا ہے۔ جبکہ زمین میں جاتے ہی غرور سب نکل جائے گا۔

(۱۳) اپنے ذمے کے ارکان باقاعدہ ادا کرتے رہنا۔ یعنی کوتاہی سستی اور کاہلی سے کام نہ لینا۔

(۱۴) اپنی اور دوسروں کی آبرو کی حفاظت کرنا اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنا یعنی مضبوطی سے باندھ رکھنا برائی نہ کرنا۔

(۱۵) ماں باپ کی عزت کرنا اور ان سے بلند آواز میں نہ بولنا اور نہ ان کو ڈانٹنا۔ ان کا حکم سر آنکھوں پر قائم رکھنا۔

(۱۶) زیادہ اونچی آواز میں نہ بولنا کیونکہ یہ آواز گدھے کی ہے اور جو بری ہے۔

(۱۷) اپنے حواس کو پاکیزہ رکھنا اور اپنی راہ کو پاکیزہ رکھنا اور کسی بھی طرح پاکیزگی اختیار کئے رکھنا۔ یعنی ہر طرح سے پاکیزہ رہنا۔

(۱۸) باہم اتفاق سے رہنا۔ جہاں تک ہو سکے ایک دوسرے کی صلح کرواتا۔ یعنی محبت اور اخلاق کا دامن نہ چھوڑنا۔ یعنی اخلاق سے پیش آنا۔

(۱۹) خرافات اور خمریات سے بچنا یعنی سود خوری اور لحم الخنازیر سے بچنا و دیگر خرافات سے بچنا۔ لغو کلام سے پرہیز کرنا وغیرہ۔

(۲۰) علم حاصل کرنا اور جتنا علم مل جائے اس پر حتی الامکان عمل کرنا اور دوسروں کو بھی علم سکھانا۔ بات سوچ سمجھ کر کرنا۔

Marfat.com

(۲۱) کبھی کسی بھی امانت میں خیانت نہ کرنا۔ یعنی ایک بات جو آپ کو بتائی جائے وہ بھی کسی کو نہ بتانا۔ کیونکہ یہ بھی خیانت ہے۔

(۲۲) منافقت نہ کرنا یعنی ڈنڈی نہ مارنا۔ پلہ بھاری دیکھ کر اس کی طرفداری نہ کرنا بلکہ حق کہنا، حق کرنا، حق پر چلنا۔

(۲۳) نفس کی پیروی سے بچنا کیونکہ یہ شیطان کی چال چلتا ہے۔ اس سے بچنا۔ کسی بھی بدعت سے بچنا ہر بری عادت سے بچنا۔

(۲۴) اور ظاہرہ پاکیزگی بھی رکھنا اور باطنی پاکیزگی کا بہت خیال رکھنا خیالات کی صحیح سمت درست رکھنا اور ہمیشہ نیت نیک رکھنا۔

(۲۵) کسی کو بد نام سے نہ پکارنا اس لئے کہ یہ بھی شرک ہے اور شراکت میں کبھی یکسوئی نہیں ہوتی یہ دوئی ہے۔

(۲۶) کبھی تانک جھانک نہ کرنا اور نہ محفل میں کانا پھوسی کرنا۔ اس سے حسد اور کینہ پیدا ہوتا ہے۔

(۲۷) ہمیشہ بے لاگ بات کرنا یعنی طنز و طراری سے کام نہ لینا۔

(۲۸) اپنے عہد کی پابندی کرنا یہ عین ایمان کی دلیل ہے۔

(۲۹) کسی کا پردہ، پردہ ہی رہنے دینا، کسی پر نہ کھولنا، کیونکہ بے عیب خدا کی ذات ہے۔ کبھی تیرے عیب نہ کھولے گی۔ یعنی کسی کا برا چاہنا اپنا ہی برا چاہنا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ (۲۹) القاب بھی ہیں، نام بھی ہیں اور اصل احکام حق تعالیٰ بھی ہیں۔ یہ ہی وہ تحفہ ہے جو خالق کائنات نے اپنے محبوب پاک کو دیا۔ جن پر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عمل کر کے اپنے آپؐ کو ان احکامات کا مبلغ کہلوایا۔

انہی احکامات کی تبلیغ فرما کر ان (۲۹) امور کے مبلغ بنے اور وراثت پائی یعنی تاج سروری کے حقدار قرار پائے۔ آپ کے ۹۹ اسماء گرامی میں یہ (۲۹) اول ہیں باقی (۷۰) اسم پاک وہ ہیں جو آپ کو سیر کرائی گئی اور جن جن مقامات پر آپ کو ٹھہرایا گیا اور جن جن القاب سے آپ کو پکارا گیا جن میں طٰس، یٰسین، طٰہٰ، مزمل، مدثر سب آتے ہیں۔

Marfat.com

دیگر واقعہ معراج میں بیان ہو گیا ہے۔ باقی (۷۰) اسماء گرامی کا ذکر آگے کہیں کریں گے۔ جس کی وضاحت قرآن کریم نے بھی کر دی ہے۔

نوٹ۔ اگلے صفحہ پر نقشہ ہے جو کہ کافی حد تک مدد کرتا ہے دیکھیں اس نقشے کے تین حصے ہیں دیکھیں یہ نقشہ تمام نظاموں کو واضح کر دیتا ہے۔ اسم محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم غور سے دیکھیں۔

Marfat.com

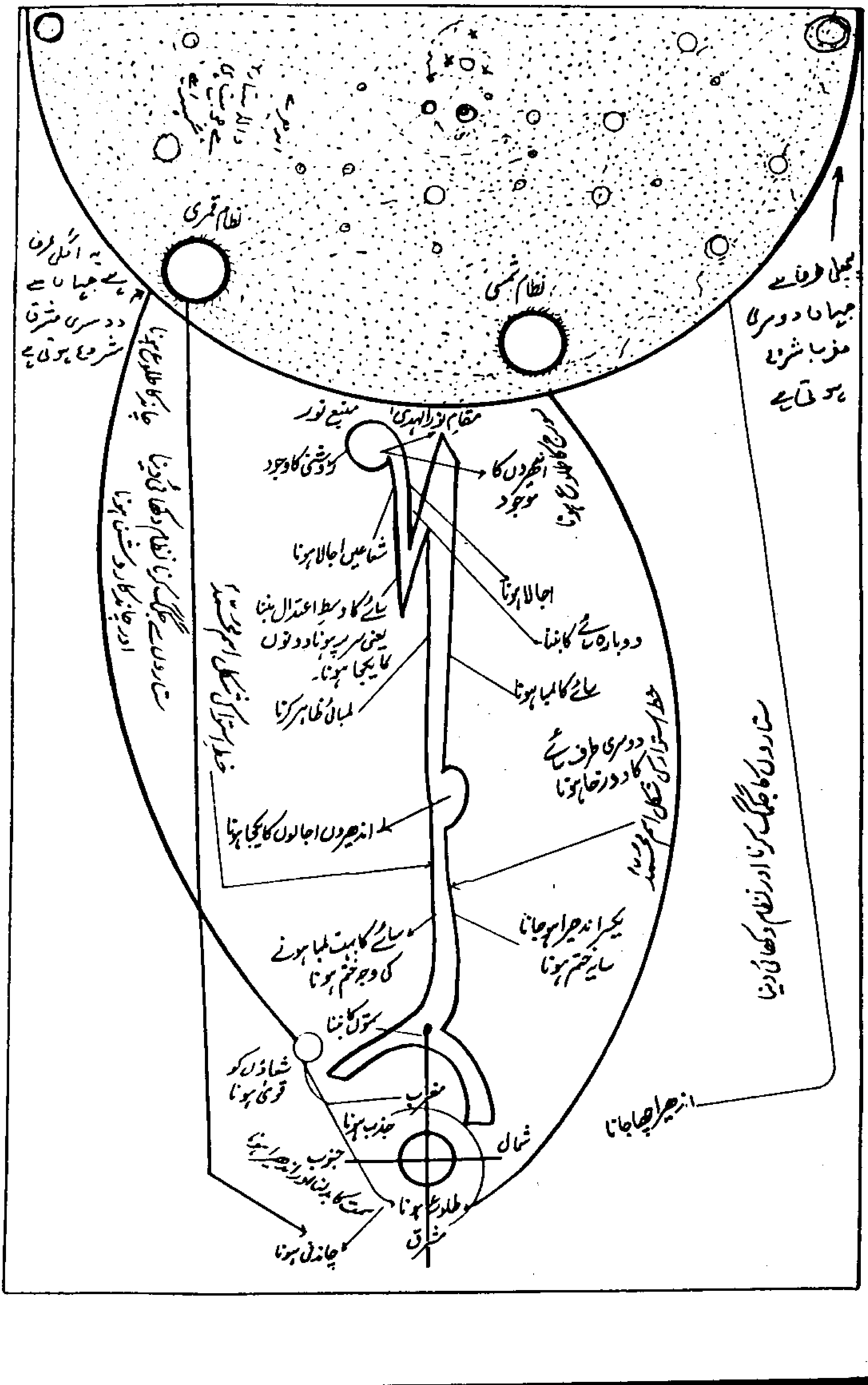

نظام قمری
نظام شمسی
منبع نور
روشنی کا وجود
اندھیروں کا موجود
شعاعیں اجالا ہونا
اجالا ہونا
سائے کا وسط اعتدال بننا
یعنی سر پہ ہونا دونوں
کا یکجا ہونا
دوبارہ سائے کا بننا
سائے کا لمبا ہونا
لمبائی ظاہر کرنا
دوسری طرف سائے
کا دور جانا ہونا
اندھیروں اجالوں کا یکجا ہونا
سائے کا بہت لمبا ہونے
کی وجہ ختم ہونا
یکسر اندھیرا ہو جانا
سایہ ختم ہونا
ستون کا بننا
شعاؤں کو
قوی ہونا
مغرب
جذب ہونا
شمال
جنوب
طلوع ہونا
مشرق
چاندنی ہونا
اندھیرا چھا جانا

Marfat.com

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نور نبوت

عالم الغیب

نور نبوت درحقیقت عین نور توحید ہے۔ اور نور توحید عین نور توحید وحدانیت ہے۔ اور نور وحدانیت عین نورالہدیٰ ہے۔ نور الہدیٰ عین نورالمروارید ہے۔ اور نورالمروارید عین نورالقاء ہے۔ جو سب کی ابتداء اور انتہا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ نور نبوت اور نور ولایت ایک حد تک محدود ہے۔ اس نور کا احاطہ نور توحید نے کیا ہوا ہے اس نور پاک کے تین حصے ہیں۔

پہلے حصے کا نور صرف عین نبیوں اور مرسلین پر وارد ہوتا ہے۔ جس کا نام نور اولیٰ ہے اور دوسرے حصے کا نور نور ولایت ہے۔ یہ صرف ولیوں اور صالحین پر وارد ہوتا ہے اس کا نام نورالوریٰ ہے۔ اور تیسرے حصے کا نور للمتقین جو صرف اور صرف نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ ہے اس نور کو تمام تر قوتیں نورالہدیٰ سے ملتی ہیں۔ جس میں مخفی اخفی بلکہ آنکھوں کے پردے میں جو نور بصیرت ہے وہ بھی اس نور کی وابستگی کی وجہ سے ہے لہٰذا اس کے اگلے تین حصے ہیں نام ایک جیسے ہی ہیں۔

نورالاول

یہ نور کشفیات کی مخفیات اور روحانیات سے ہے۔

اس نور پاک کا مقام دو جگہوں پر ہے ایک مقام سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ ایک خط

Marfat.com

استوا پر یہ نور ہر لمحہ جاری و ساری ہے اس سے کوئی پوشیدہ نہیں ہے۔ سب اندھیرے اجالے اپنے تمام اوصاف واضح کر دیتے ہیں۔ انسان کا دل بھی اسی نور کے زیر سایہ حرکت کرتا ہے۔

کشفیات میں جو کچھ آتا ہے وہ عرض نظر کرتا رہتا ہے۔ اس نور میں نبوت کے احکام کو احوال کی حقیقت کا لباس بھی میسر آتا ہے۔

غیر حاضر کو روحانی دیکھنا یعنی اسی میں کشف القبور اور کشف النور القلوب ہی روحانیات ہے۔ یعنی چھپی ہوئی اشیا یا بات یا ذات کو دیکھ سکتا ہے۔ ماسوائے رب تعالیٰ کے اسی سے نورالمعجزات و کرامات کا ظہور عین الشہود ہوتا ہے اور خواب یا حلم میں بھی ظاہر ہوتا ہے اور پردے کی پشت پر بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ نور مقابل و پشت بلکہ چاروں سمت سے آگاہی دے دیتا ہے۔

زمینی آسمانی فلکی سب کے اوصاف سے آگاہی کرا سکتا ہے۔ چھپے خزانوں اور جنات کا آنا جانا' بات چیت کرنا' سننا اور ملائکہ کو دیکھنا بھی شامل ہے۔ ہر قسم کی قوت کا حاصل کرنا بھی شامل ہے۔ ملائکہ سے قوت گویائی و سماعت بھی شامل ہے۔ فرائض منصبی بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ اور دیگریات وغیرہ۔ جن میں اپنے امور بھی شامل ہیں اور حیثیت بھی شامل ہے۔

نور الوریٰ

یہ جو نور ہے اس کا تعلق نبیوں' ولیوں اور صالحین کے علاوہ عام انسانوں سے بھی وابستہ ہے۔ اس کی اصل وابستگی نور للمتقین ہی ہے۔ اسی سے ہر قوت ملتی ہے۔ اس کو بھی مگر اس میں کشفیات مخفی محدود حد تک ہیں۔ یہ کشف القبور نہیں کرا سکتا بلکہ انوار القلوب ہی اس کی اصل منزل ہے۔ یعنی روحانیات کی تسکین صرف اور صرف قلبی حد تک پوری کر سکتا ہے۔ یہ نور عین خوف خدا سے پیدا ہوتا ہے۔ خوف کی اس کیفیت سے جو زیادہ ہو جاتی ہے اور اپنی ہستی کو حقیر دیکھتا ہے تب پیدا ہوتا ہے۔

Marfat.com

یعنی نور ولایت اور نور نبوت یکجا ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ میں علیؓ ابن ابوطالب کو بمقابلہ حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ اور حضرت صدیق اکبرؓ کو بمقابلہ حضرت موسیٰؑ دیکھتا ہوں۔

قسم الہام

اس کی ایک اور مثال جناب سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا ساتھ ساتھ چلنا۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام نبی ہو کر بھی وہ آواز نہیں سن رہے تھے جو رب تعالیٰ خضر علیہ السلام کو دے کر یہ بتا رہے تھے کہ یہ مال ان دو یتیم بچوں کا ہے جو کئی صدیوں کے بعد پیدا ہونے ہیں۔ سیدنا خضر علیہ السلام رب تعالیٰ کا پورا حکم سن رہے تھے اور موسیٰ علیہ السلام کو سنائی نہیں دے رہا تھا۔ بلکہ یوں ہے کہ سیدنا خضر علیہ السلام ان کو مشاہدۃ" دیکھ بھی رہے تھے کہ کیا ہو گا اور کس طرح ہو گا۔ جب کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نور نبوت کے ساتھ ساتھ نور ولایت رکھتے ہوئے بھی عقلی حقیقت تک ہی دیکھ رہے تھے۔

اس نور کو الہام کی صورت بھی حاصل ہے' اس کو الہام کہتے ہیں۔ جو سیدنا خضر علیہ السلام پر ہو رہا تھا۔ مگر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو سنائی نہیں دے رہا تھا۔ اور نہ دکھائی دے رہا تھا۔ یہ نور حکیمانہ حقیقت سے نکلتا ہے اور اپنے اصل نور للمتقین سے جا ملتا ہے۔ یعنی یہ وہ نور ہے جس نور کی روشنی میں لوح محفوظ کھولی اور بند کی جا سکتی ہے۔

لوح محفوظ کا کھولنا اور بند کرنا

اس کی بھی ایک مثال ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے تو ایک شخص نے استدعا کی کہ آپ رب ذوالجلال سے درخواست کریں کہ مجھ کو اولاد کیوں نہیں دی جا

Marfat.com

رہی۔ یعنی اولاد سے نواز دے۔

لہٰذا جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہم کلام ہوئے تو عرض کیا کہ یا رب فلاں شخص عرض گو ہے کہ مجھے اولاد سے نوازا جائے۔ تو رب ذوالجلال نے فرمایا کہ اے موسیٰ اس شخص کو کہہ دیں کہ اس کے نصیب میں اولاد نہیں لکھی گئی لوح محفوظ پر۔ اس لئے اس کو اولاد سے محروم رکھا گیا ہے۔ لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام خاموش ہو گئے اور یہی جواب آ کر اس شخص کو دے دیا۔

کچھ عرصہ بعد موسیٰ علیہ السلام کا اس علاقے سے گزر ہوا تو دیکھا کہ اس شخص کے گھر میں بہت سے بچے کھیل رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کسی سے دریافت کیا کہ یہ فلاں شخص کا گھر ہے۔ جواب ہاں میں ملا تو آپ بہت پریشان ہوئے اور پوچھا کہ بچے کس کے ہیں؟ تو جواب ملا کہ اس شخص کے جس کا یہ مکان ہے۔

آپ بہت پریشان ہوئے اور سوچ میں پڑ گئے کہ رب تعالیٰ نے تو فرمایا تھا کہ لوح محفوظ پر لکھا ہے کہ اس کے بچے نہیں ہوں گے تو پھر یہ بچے کہاں سے آ گئے۔ بہت پریشانی کے عالم میں وقت گزارا۔ جب پھر کوہ طور پر گئے تو سب سے پہلے یہ ہی سوال دہرایا تو جواب میں رب عظیم نے فرمایا کہ اے موسیٰ اس کا جواب میں اس وقت دوں گا جب تم مجھے کسی انسان کا گوشت لا کر دو گے۔

لہٰذا آپؑ وہاں سے چل دیئے۔ انسانی گوشت لینے کو جب سارا دن تلاش بسیار کے بعد بھی نہ ملا تو ایک کونے میں ایک مست الست بیٹھا تھا۔ اس نے دریافت کیا کہ اے موسیٰؑ تو پریشان ہے اس کی وجہ تو مجھے بتائے گا۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں پریشان ہوں اور وجہ بیان کی۔ جواب میں اس مست الست نے عرض کی کہ کس حصے کا گوشت چاہیے۔ حضرت نے کہا کہ یہ تو میں نے دریافت نہیں کیا۔ میں کل دریافت کروں گا اور پھر لے جاؤں گا۔ مگر اس مست الست نے عرض کی کہ اے موسیٰ اللہ کے ہاں خالی ہاتھ جاؤ گے۔ جبکہ وہ تجھ سے دریافت کرے گا اور باز پرس کرے گا۔ اور میں پھر تجھ سے اور اس سے شرمندہ ہوں گا کہ تجھے پتہ چل گیا پھر بھی تو نے کچھ نہیں کیا۔ لہٰذا آپ ایسا کریں کہ میرے سارے جسم سے تھوڑا تھوڑا گوشت اتار کر لے جائیں جو اس کو

Marfat.com

پسند ہو گا وہ رکھ لے گا۔ اس کے جواب میں حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ میں تمہارے سارے بدن کو برباد کر دوں۔ کیوں نہ ابھی دریافت کر لوں۔ لہٰذا آپ کوہ طور پر چلے گئے۔ رب تعالیٰ سے عرض کی کہ اے میرے پروردگار مجھے مطلع کر کہ تجھے جسم کے کس حصے کا گوشت درکار ہے۔ میرے پاس ایک شخص گوشت دینے کو تیار ہے۔ تو رب ذوالجلال نے فرمایا! اے موسیٰ! تم سارا دن گوشت تلاش کرتے رہے۔ جب کہ تم بھی تو ایک انسان ہی تھے۔ لہٰذا رب ذوالجلال کی بات سن کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام بہت شرمسار ہوئے اور عرض کی کہ اے میرے رب یہ بات میں نے غور ہی نہیں کی تو جواب آیا کہ ایسا پیارا جب لوح محفوظ کو کھول کر کچھ لکھ لے تو مجھے کیا کرنا چاہیے۔ وہ تو صرف بچے ہی لکھ کر گیا تھا اگر کچھ اور لکھ دیتا تو وہ بھی ہو جاتا۔ یہ ایک حکایت ہے۔ ثابت ہوا کہ لوح کھُل سکتی ہے اور بند بھی ہو سکتی ہے مگر وصف پیدا کرنا پڑتا ہے۔ یہ واقعہ بہت مشہور ہے کئی کتابوں میں مل جائے گا اسی جگہ پر علامہ نے کہا کہ ۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نور حق

سوال - نور حق سے کیا مراد ہے؟ اور اس کی شکل کیا ہے؟

جواب - نور حق ایک مادہ ہے روشن لو کی طرح ہے جو حلول کی صورتوں میں ظاہر ہے اور پوشیدگی اس کی (ہوا) ہے سمت اس کی کوئی نہیں ہے اور خاصیت اس کی حاضر و غائب ہے۔ یعنی حاضر ہونے کی صورت میں باقیات رہتی ہے۔ غائب ہونے کی صورت میں فانیات ہو جاتی ہے۔ یعنی باقی رہنا اور فنا ہونا۔ فانیات میں بھی موجود اور باقیات میں بھی موجود ہوتا ہے۔ ہر لمحہ ہر جگہ ظہور کی طاقت رکھتا ہے۔

کچھ لوگوں کی نظر میں یہ حلول دو قسم کا ہوتا ہے اور کچھ لوگوں کی نظر میں ایک ہی۔ دو قسم والے کہتے ہیں کہ اس کی ایک قسم روحانی ہے جو ساری کائنات میں شامل ہے۔ شکل اس کی لو کی طرح ہے۔

لہٰذا اس کی دونوں صورتیں مل کر ایک شکل بن جاتی ہے جسے لو کہتے ہیں وہ لو جو ایک لہر سی ہے (یعنی دو قسم کا ہوتا ہے)

اس کی زندگی فنا اور باقیات ایک نہیں ہے۔ چونکہ فنا میں کچھ نہیں ہے۔ باقیات میں حیات ہے۔ لیکن غرض ایک ہی ہے۔ یعنی فنا فی اللہ۔ باقیات فی اللہ۔ لہٰذا ثابت ہوتا ہے کہ اس کی دونوں اقسام اپنی اپنی جگہ ضروری اور منظم ہیں۔ یعنی باقیات میں بھی موجود ہے اور فانیات میں بھی موجود ہے۔ زندگی سے زندہ فنا سے باقی۔ (نور ہے) یعنی نور کے ساتھ۔

نوٹ۔ باقیات صرف فنا ہونا ہی نہیں ہوتا بلکہ منتقل ہونا ہی اس کا اصل ہے۔

لہٰذا نور حق کی موجودگی ہر شے میں ہے۔ اور اس کی غرض و غایت بھی ایک ہی

Marfat.com

ہے۔ چونکہ ہر شے میں موجود ہے اور وہ فانی ہے اس لئے اس مرکب صورت میں عالم حیات کل موجودات کی جنس اصل سے وابستہ ہے۔ یہ ہی اصل فانی اور اصل باقی ہے۔ یعنی اس میں کوئی دوئی نہیں ہے۔ لہٰذا جب دوئی نہ ہو گی تو غیر حق کچھ موجود نہیں ہو سکتا۔

لہٰذا نور حق عین عدل پر منحصر ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی شدت نہیں ہے چونکہ شدت ہزارہا مشکلات کو پیدا کرتی ہے۔ اس لئے رب تعالیٰ نے اعتدال سے کام لیا اور ہر شے کو عین اپنے مزاج کے مطابق ترتیب دیا جو کہ عین العدل سے کام کر رہا ہے۔ چونکہ عین العدل سے ترتیب دیا اور پھر اسی ترتیب سے عین العدل سے چل رہا ہے۔ اور چلتا رہے گا۔

یعنی ہر شے اپنے مقام پر اپنا اپنا کام بہتر عدل سے کر رہی ہے۔ جس کی باقیات بھی موجود ہیں اور فانیات بھی یعنی ہر اعضاء اپنے اپنے مخصوص زاویئے سے اپنے اپنے کام میں مشغول اور مصروف ہے۔

لہٰذا نور حق ایک ایسی لو ہے جس سے ساری کائنات کا نظام چل رہا ہے۔ یہ حلول کی صورت میں ہر شے میں موجود ہے۔ اور جب تک موجود ہے اس شے کا وجود موجود ہے۔ جب یہ نکلتی ہے تو ہر شے کی حیات ختم ہو جاتی ہے۔ اور پھر وہ فانیات میں چلی جاتی ہے۔ یعنی فنا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ہر شے کی زندگی دوئی بنتی ہے۔ ایک موجودگی اور فنائی جو باقیات تک رہے گی۔ فنا کی بھی ایک بقا ہے جو اس کی زندگی ہوتی ہے۔

لہٰذا فنائیت اور باقیات کا عدل ہی تو یوم الحساب کہلاتا ہے۔ اور وہ مقرر ہے لہٰذا اس کا حق محفوظ ہے۔ رب ذوالجلال کے پاس وہ تب ہی ظاہر ہو گا جب اس کا وقت آ جائے گا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ فانیات کی بھی حیات موجود ہے۔ یعنی دوسری زندگی اس لئے سزا و جزاء کے بعد یا پہلے ہی حیات ہے۔ یعنی جس کا نام فانیات کی حیات کہہ سکتے ہیں۔ جو ارض و سماوات میں یکساں تقسیم پر مامور ہے۔ یہ ہی عین العدل ہے۔ بہرحال نور حق ہر حال میں موجود اور باقی ہے۔

Marfat.com

ایجاد

نئی چیز کو پیش کرنا ہوتا ہے۔

ایجاد کی اصل کو ضرورت کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ایجاد کا اصل نام محبت اور لگن ہے۔ ہمارے خیال میں رب تعالیٰ کو انسان سے اتنی محبت ہے کہ جس کو لفظوں میں بیان کرنا ناممکن ہے ورنہ اس ایجاد سے رب القدوس کو کوئی غرض و غایت نہیں ہے اور رہی بات عبادات و ریاضت کی تو وہ ملائکہ پہلے ہی سے موجود تھے۔ جو انسان کے مقابلے میں بہت عبادت گزار ہیں۔ اس ایجاد کی معرفت تو رب القدوس ہی جانتا ہے چونکہ خالق اپنی تخلیق کا مقصد بہتر جانتا ہے۔

بہرحال انسان سے محبت اور لگن اور اس کی نشوونما کے لئے ہر چیز کا پیدا کرنا صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رب تعالیٰ انسانوں سے کتنی محبت کرتے ہیں۔ لہٰذا جس انسان کی وحدت حقیقی مشیر ہو گی وہ کسی صورت میں بھی ناکام نہیں ہو سکتا چونکہ مشاورت کا ادراک ہی ایسا ہے کہ جس کو میسر آجائے اس کی کائنات بدل جاتی ہے۔

انسان بھی اپنی ذات میں واحد الصفات ہے ان صفات کو برقرار رکھنے والے ہی متقی ہیں۔ جن کو اہل تقویٰ کہا جاتا ہے۔ یا اہل تصوف تقوے کی پاکیزگی سے ہی مرشد حق تک رسائی ہے۔ اور عارف کامل ہونے تک کی راہ میسر آتی ہے۔ جو انسان کو خود بخود معین کر دیتی ہے۔ اور حکم کا عنصر انسان کی ہستی سے عیاں ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ یعنی کمالات کی کنجی حاصل ہو جاتی ہے اور سیر کا کشفی سفر وحدت حق کی طرف رواں ہو جاتا ہے اوور فنا فی اللہ کی حکمت میں مراتب عالم دکھائی دینے شروع ہو جاتے ہیں۔ یعنی صفات انسانی واضح ہو جاتی ہیں۔ اس احدیت کو اک عالم کہتے ہیں۔ اسی عالم میں غفور الرحیم کی بڑی عنایات کا منبع ملتا ہے۔ اور انسان حق کو قائم بجتی دیکھتا ہے۔ یہ ہی اسم الٰہی کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ یہاں پر ذات حق کے رازوں سے مستجاب ہوتے ہیں اور انسان کو حقیقی معنوں میں تجربہ یا تجزیہ ہوتا ہے کہ واقعتہ" کس طرح خالق جہانوں کا

Marfat.com

آغاز اور انجام کر سکتا ہے۔

یعنی وحدت کا نور کثرت میں محو ہو کر عدم عالم کے قریب ترین لے جاتا ہے۔ اس کا نام (رجوع) ہے۔ اور رجوع کا انجام فیض ہے۔ یعنی ہر شے اس کے تابع ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ انسان کے ہاتھ پاؤں بھی زبان آنکھ کان بھی۔

تو ہمارے خیال میں انسان کا اصل مدعا بھی یہ ہی ہے جب سارے کا سارا اس کا ہو جائے گا تو پھر ہی تکمیل ہوتی ہے۔ ہم نے اس بات کو واضح کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ انشاء اللہ آپ کو آگے پڑھ کر وہ گوہر ضرور حاصل ہو گا جس کی آپ کو تلاش ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بصدقہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

پیدائش

فلینظر الانسان مم خلق ○ خلق من ماء دافق ○ یخرج من بین الصلب والترائب

کیا عجب اور تعجب نہیں کہ انسان اپنی پیدائش کو غور سے نہیں دیکھتا کہ کیا ہے۔ جو پیٹھ سے مرد کی اور سینے کے ہاڑوں کی عورت کے یعنی اچھلتے پانی سے اور جو اچھل کر گرتا ہے۔ پھر ایک جگہ فرمایا کہ کھنکتی مٹی سے پیدا کیا' ایک جگہ فرمایا کہ گندے کیچڑ سے پیدا کیا۔ اور کہیں صلصال یعنی بجتی مٹی سے پیدا کیا۔ مگر اس میں کتنا غرور اور تکبر ہے۔ کتنی ناشکری ہے اس میں۔

مگر وہ کون ہے جو اپنے اصل کو بھولتا ہے اور پھر جب کہ ہر ایک کو پھر اس کی طرف لوٹ کر جانا بھی ہو مگر انسان ایک خود غرض قسم کی شے ہے جو اکثر بھول جاتا ہے لیکن یاد رکھیں کہ کمال تو اس میں ہے کہ بھول کر بھی کبھی نہیں بھولتا۔ اور نہ ہی کبھی چوکتا ہے۔

ذرا غور کریں کہ اگر وہ کبھی بھول جائے تو پھر کیا ہو۔

مگر وہ انسان ہی ہے جو ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھا ہے۔

Marfat.com

مختصر یہ کہ پیدائش کو ترتیب دیا گیا۔

اول ایک مرد دوم ایک عورت پھر دونوں کو ملانا اور اس ملاپ میں شہوت کو دخل دیا۔ لہٰذا جب ملتے ہیں دونوں تو اولاد کا پیدا ہونا قرار پاتا ہے۔ مرد کی پیٹھ سے جو پانی نکلتا ہے عورت کے خانہ مخصوص میں رکھتا ہے اور جمع رہتا ہے۔

پھر پہلے چالیس دن آپس میں مکس ہوتا ہے۔ پھر وہ نطفہ جب تیار ہوتا ہے تو اگلے چالیس دنوں میں وہ خون یعنی لہو کی صورت بن جاتا ہے۔ جیسے بندھا ہوا فرمایا ہے لہٰذا پھر اگلے چالیس دنوں میں وہ لہو گوشت پوست کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یعنی چار ماہ میں یہ گوشت اپنی صورت کو وجود دینا شروع کرتا ہے۔ اور پھر ہاتھ پاؤں اور شکل وغیرہ سب تیار ہو جاتی ہے۔ لہٰذا جب نقش تیار ہوتے ہیں تو جو فرشتہ اس پر مقرر ہوتا ہے وہ اپنا کام شروع کر دیتا ہے یعنی پیٹ میں بیٹھ کر اس نئی پیدائش کی پیشانی پر چار حکم تحریر کرتا ہے۔

(۱) اول اس کا عمل یعنی فرمانروائی اور نافرمانی وغیرہ

(۲) دوم اس کی عمر یعنی اس کی عمر کو مرنا جینا اور کیسے

(۳) اس کی روزی لکھتا ہے کہ کس طرح مقدور ہے

(۴) اس کے اعمال اچھے برے مقدور نا مقدور اور دیگر امور و احوال درج کئے جاتے ہیں۔

تحریر کے بعد اس قلبوت میں جان ڈال دی جاتی ہے اور پھر عالم وجود کو ظاہر کرنے کے وقت تک رکھا جاتا ہے اور مدت پوری یعنی وقت مقررہ پر اس کے تن میں جان آ جاتی ہے اور دنیا میں لایا جاتا ہے۔ یعنی حکم رب سے روح کو پھونک دیا جاتا ہے اور تن بدن میں جان پیدا ہو جاتی ہے۔

اتنے بڑے پراسس سے گزرنے کے بعد بھی انسان کو کچھ یاد نہیں رہتا۔ جب کہ یہ ہر لمحہ اپنے رب کا محتاج ہے۔ اس لئے ہر طرح کی کوتاہی سے گریزاں رہنا ہی اصل انسانیہ ہے۔ ورنہ وہ پچھتاتا ہی رہے گا۔ کبھی انسان غور کرے کہ انسان کس قدر خوبصورت اور کاریگر کی کاریگری کا ایک بہترین شاہکار ہے۔ یعنی ایک نجس سا قطرہ گندہ

Marfat.com

پالی اور پھر زندہ جاوید ہستی انسان اور ہر اعضاء اپنی اپنی انفرادیت کا حامل ہے۔ یعنی آنکھ' کان' ناک' سر' پاؤں' ہاتھ اور خصوصی دل و دماغ جب کہ دل ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے خالق حق کی بہترین تخلیق ہے۔

لہٰذا خالق حق اپنی تخلیق کا واحد مالک ہے۔ جس طرح چاہے اسے بنائے سنوارے یا ختم کر دے۔ سب اس کے بس میں ہے۔ جیسے چاہے ویسا کر دے اس کی شفقت کی کوئی حد مقرر نہیں۔ جب کہ انسان اپنے اصل کو بھی بھول جاتا ہے۔ بڑی غور طلب بات ہے کہ کوئی نقصان آتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ رب کی مرضی تھی۔ مگر جب کوئی فائدہ آتا ہے تو کہتا ہے کہ میں نے یوں کیا تو یہ ہو گیا۔ اور اپنی بڑائیاں بیان کرتا ہے اور اپنی شیخیاں مارنے لگتا ہے۔ بہرحال جب رب تعالیٰ نے کسی کو اولاد دینا ہوتی ہے تو عورت اور مرد میں ملنے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے جس کی زیادتی کو شہوت کہتے ہیں۔ پھر جب مل لیتے ہیں تو نطفہ ٹھہراتا ہے اور پیار سے پیاری چیز اولاد عطا کر دیتا ہے۔ یہ سب اس رب ذوالجلال کے حکم کے منتظر رہتے ہیں۔

نوٹ۔ (۱) عمر کے ایک حصے میں انسان کو اپنی پیدائش کی جستجو ہوتی ہے وہ ہوتا ہے بچپن مگر جوانی کی حدوں میں پہنچ کر یہ بات ازخود اسے معلوم ہو جاتی ہے چونکہ یہ تجرباتی حدود ہوتی ہیں اسی طرح رب حقیقی کی وحدت کو بھی من وعن تسلیم کر لیتا ہے چونکہ تجزیہ ہوتا ہے یا مشاہدہ ہو جاتا ہے۔

(۲) انسان کو چاہئے کہ غور کرے ذرا خوراک بھی دیکھ لے کہ کتنے وقت کون کون سی وٹامن کس کس اعضا کو پہنچا دیتا ہے ہر چند اپنے حصے کی چیز کو حاصل کر لیتا ہے جو باہم اپنے اپنے کام میں مشغول ہوتی ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حکم ربانی

پیدائش

حکم ربی سے تن بدن میں جان آ جاتی ہے اور حکم ربی جس کو روح کہتے ہیں وہ نورانی وجود ہو جاتا ہے۔

اس کاریگر کا کمال دیکھیں کہ ایک گندے پانی کے قطرے کو کس طرح خوبصورت شکل میں بنا کر تیار کر دیتا ہے۔ اس کی انفرادیت یہ ہے کہ ہر ایک اعضاء اپنی حقیقت کا مالک ہوتا ہے اور ہر ایک اعضاء اپنی انفرادیت میں موجود ہے اور ہر شکل کی شباہت مختلف ہے۔ کیا کمال ہے۔ اس کی کاریگری میں غور طلب بات ہے۔

پھر اس تیار شدہ مخلوق کو یونہی نہیں چھوڑ دیتا بلکہ اس کی حفاظت کے لئے بہت بڑا نظام تشکیل دینا پڑا ہے۔ اس کو چونکہ ہر آدمی کے ساتھ دو دو فرشتے مقرر ہیں بلکہ کچھ جگہ پر تو یوں ہے کہ نو' نو فرشتے ہر انسان کے ساتھ ہیں۔ کچھ جگہ سات سات تحریر ہے۔ جب کہ ہر انسان پر ایک سو ساٹھ فرشتے مقرر ہیں۔ ایک جگہ یوں بھی ہے لہٰذا اندازہ کریں کہ کل کتنی کائنات ہے۔ اور کتنی مخلوق ہے۔ اور کتنے فرشتے ہیں۔ اور کیا نظام ہے؟

لہٰذا بنانا' سنوارنا اور تلف کرنا' ختم کرنا سب اس کے اپنے بس میں ہے۔ جسے چاہے جیسا بنا دے۔ ہاتھ پاؤں آنکھ کان ناک سر اور خصوصاً" دل دے کر رب تعالیٰ نے انسان پر ایک خصوصی کرم فرمایا ہے جو سارے جسم کا مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔ اس لئے ہی کہتے ہیں دیکھو اس کی کاریگری۔

Marfat.com

فرشتوں کی ایک فورس ہوتی ہے۔ انسان کے ساتھ کیا نگرانی ہے کارساز کی سبحان اللہ سبحان اللہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سبحان ربک رب العزت عما یصفون

ایک حدیث حق ہے کہ انسان پر بلاؤں کا حملہ اس طرح ہوتا ہے کہ جس طرح شہد کی مکھیاں اور وہ ملائکہ جو انسان کے ساتھ مقرر ہیں وہ نہ ہوں تو انسان کا کیا بنتا ذرا غور کریں۔

بہرحال جو ملائکہ انسان پر مقرر ہیں۔ ان میں سے کچھ خارجی امور پر مقرر ہیں اور کچھ داخلی امور پر اور کچھ عقلی امور پر اپنے کام کو سرانجام پہنچا رہے ہیں۔ اور نہ کوئی چوکتا ہے اور نہ کوئی غفلت کرتا ہے۔ خصوصاً" جو ملائکہ انسان کے ساتھ مقرر ہیں جن میں دائیں بائیں کے ملائکہ ایک خاص حیثیت کے مالک ہوتے ہیں جو انسان کے ذاتی اعمال کا حساب کتاب رکھتے ہیں۔ ایک نیکیاں تحریر کرتا ہے دوسرا بدیاں مگر رب حق کی شفقت انسان کے ساتھ تو دیکھو کہ نیکیاں تو فوراً" درج کر لیتا ہے مگر برائیاں درج کرنے میں کچھ دیر کرتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ سونے سے پہلے انسان اپنے گناہوں کی معافی طلب کر لے۔ دیکھیں اس کی شفقت یہ ہے' اس کی محبت اور رحمت آفرین ہے۔ سبحان اللہ۔

بہرکیف جو اس کی رحمت سے بہرہ ور ہونا چاہے۔ اس کے لئے بہت راہیں ہیں۔ چونکہ اس کی شفقت ہر لحہ انسان کو پکارتی ہی رہتی ہے۔ اب سمجھنا اور نہ سمجھنا تو انسان کی اپنی کم عقلی کی بات ہے۔ اس کی رحمت اور شفقت تو ہروقت پکارتی ہے لینے والا چاہیے۔

عقل اور شعور کے بارے میں آگے درج ہے۔ مگر یونہی نہیں چھوڑ رکھا اس نے انسان کو وہ ہی ہے جس کو چاہے ہدایت کرتا ہے اور جس کو چاہے جیسا کر دے۔ سب طرح سے عنایت ہے اس کی۔

(نوٹ) کہتے ہیں قبر میں ۱۸ فرشتے آتے ہیں۔ تفتیش کرنے کی غرض سے پھر تفتیش کے مقام کے قریب لے جایا جاتا ہے۔ جہاں سے آگے فیصلہ کر کے جنت و دوزخ میں لے جایا جاتا ہے۔

Marfat.com

آخری بات جب عالم الروحہ سے کسی کی روح کو روانہ کیا جاتا ہے' عالم الروحہ سے اس کا نام منتقل کر دیا جاتا ہے تاکہ مرنے کے بعد یہ شخص الراحہ میں آ جائے۔ یہی روحانی حقیقت ہے۔

کن فیکون (حکم الا اللہ العالمین)

اس کے معنی ہیں ہر حکم ربی سے یعنی ہو جا اور ہو جاتا ہے' آل عمران ۴۷ کن فیکون امر حق کے لئے استعمال ہوا ہے۔ جس پر خلق کو خالق کی تخلیق کا باعث فرمایا گیا۔ (یعنی تخلیق کا باعث فرمایا گیا اور تخلیق کر دیا گیا) اور کائنات وجود میں آ گئی۔ لفظ ق کا اشارہ قلم کی طرف بھی ہے جس سے علم کی ابتداء فرمائی گئی یعنی لفظ ق کو علم کو بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور ق قدرت کے کمالات میں مقدور کو بھی فرمایا ہے۔ یعنی مقدور بھی کن فیکون کی تابعداری میں ہی ہے۔ یعنی حاصل لا حاصل پر بھی حاوی ہو گیا۔ کن فیکون یعنی ہر قوت کن فیکون کی تابع ہے۔

اس طرح یہ تعین اول بھی ہو گیا۔ یعنی حکم کی ابتدا بھی ہو گئی۔ یعنی قلم کا تعین اول ہوتا ہے۔

اب یعنی نفس رحمانی کو اپنے علم کی قدرت عطا فرما کر کن فیکون فرمایا اور کائنات کا علم ظاہریت کی صورت میں ایک دم عالم وجود میں جان پیدا کر دینے کا سبب ہو گیا۔ اور ساری کائنات حرکت میں آ گئی۔ یعنی حکم لاگو ہو گیا۔ اور ہر شے تیار ہو گئی۔ چونکہ حکم لاگو ہی مدعا موجود ہو تو ہوتا ہے۔

اسی طرح خصوصی نگہداشت کے سبب سے خاک آدم کو حرکت کا ظہور نصیب ہوا۔ یعنی معلم کی عین تجلی نے شہود حق کو صورت ظاہری سے وجود عنایت فرما دیا لہٰذا ہر تعین کا وجود الموجود میں واقع ہو گیا یعنی تجلی حق انسانی شباہت اختیار کر گئی۔ اب ان دونوں کے ایک ہونے کا سبب یہ ہے کہ نفس رحمانی بھی (ہوا) پر محیط ہے اور نفس انسانی ہوا پر محیط ہے۔ لہٰذا اب ان دونوں کی مشابہت ایک سی ہو گئی۔ اس لئے یکجا فرمایا گیا۔ یعنی یکجا ہو گیا۔

Marfat.com

لہٰذا ان حدود میں خارج اور مخارج وجود میں آئے اور حروف کو بھی زندگی عطا ہوئی یعنی کہ آئینہ حق میں جو وجود آیا وہ اپنی جامعیت کو پا گیا اور نفس رحمانی تک پوری رسائی حاصل کر گیا۔ جس طرح آدم بھی موجود ہے پھر اس سبب سے یہ کمال جامعیت تک عروج کو پہنچا اور اپنی خوبیوں کو بروئے کار لا کر اسماء الٰہی کی صفات سے وابستگی پاتا ہے۔ اور پختہ بکمال کہلاتا ہے اور عروج کمال کو پاتا ہے یا پہنچتا ہے۔

(اور ہر طرح سے وابستہ تجلی ہو جاتا ہے) اور امر جلیل کی تخلیق کا مقصد واضح ہو جاتا ہے۔

لہٰذا کن فیکون ایک امر ہے میرے رب جلیل کا۔ جب کوئی وجود اپنی جامعیت کو پہنچتا ہے تو ظاہر ہے اس کا عروج و زوال بھی ہوتا ہو گا۔ یعنی جامعیت کے بعد اس کا زوال ہوتا ہے۔ یعنی زوال کی ابتداء تصور کر لیں۔ لہٰذا آئینہ حق کا عروج نفس رحمانی تک با آسانی چلا جاتا ہے۔ جہاں انسان کی رسائی عین ممکن ہے مگر اس کا وہاں پہنچنا ہی اس کی جامعیت ہونے کی دلیل کرتا ہے۔ لہٰذا اس کا زوال وہیں سے شروع ہو جاتا ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ چونکہ انسان کے پاس وقت بہت کم ہے اس لئے اس کو اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرنے میں بہت جلدی کرنی چاہئے اور پوری توجہ ہی خاص ضروری ہے۔ اس لئے اہل اللہ کا یہ ہی طریق طور ان کی کامیابی کی دلیل ہے۔ یعنی کامیابی کو پانے کے لئے من و عن سخت جہد کی ضرورت ہے۔ تب ہی احکامات کی اتباع میں آتا ہے۔ توفیق اللہ دینے والا ہے۔

انسانی جسم اور اشیا کے اجسام وغیرہ

خلق الا نسان من نطفة فاذا هو خصيم مبين (آیت ۴ النحل)

پیدا کیا انسان ایک نطفے سے مگر جھگڑنے والا ہے ظاہرا"

رب تعالٰی کا فرمان ہے کہ ہر شے کو معلوم ہے کہ ہم نے انسان کو کن کن

Marfat.com

اجزاء سے اور کن کن مراحل سے گزار کر پایہ تکمیل کو پہنچایا ہے۔ مگر پھر بھی یہ اپنے کیئے وعدے پر قائم نہیں رہتا۔ لہٰذا جسم انسانی کے اجزاء مٹی، ہوا، پانی اور آگ ان کی قسمیں اور افادیت اور خاصیتیں درج ہیں۔

مٹی

مٹی کی قسم ثقیل مطلق ہے یعنی بُھربھرا ہونا۔ جس میں چکناہٹ ہے۔ مگر بھربُھرا پن بھی ہے۔ یعنی بُھربھری اور سخت بھی ہے۔ یہ مٹی کی خاصیت ہے۔

پانی کی قسم بھی ثقیل مصاف ہے۔ یعنی ہلکی سی چکناہٹ والی صاف۔ یہ پانی کی خاصیت ہے۔

ہوا

ہوا خفیف مصاف یعنی ہوا کی قسم ہلکی اور مضبوط یعنی جذب کرنے والی اور نمی پیدا کرنے والی بھی دو خاصیتیں ہیں۔ دونوں کیفیتوں کو ہوا کہتے ہیں۔

آگ

آگ کی قسم خفیف مطلق ہے۔ جس میں شدت کی مضبوطی اور فنا کی خاصیت ہے۔ (یعنی جلا کر خاک کر دینا اس کی خوبی ہے) یہ خاصیت ہے آگ کی۔

یہ چاروں اجزاء اپنی اپنی خوبیوں میں یکتا ہیں۔ اس کے باوجود یکجا بھی ہیں۔ یہ ہے حکم (کن فیکون) یعنی جمع رکھنے پر قادر نہ ہو کر بھی جمع رہتے ہیں۔ لہٰذا یہ چار اجزاء مل کر ایک مرکب وجود پاتا ہے اور حلول نور حق اس میں جب سرائیت کرتا ہے تو اس مرکب کو حیات نصیب ہوتی ہے۔ یعنی نور حق جب اپنی سرائیت کو ختم کرتا ہے تو وہ مرکب فنا ہو جاتا ہے۔ جس کی مثال جلی ہوئی خاک ہے یا مردہ جسم کہلاتی ہے۔

Marfat.com

ان سب اجزاء کی حیثیت سے وجود کا اطلاق بنتا ہے۔ اور اس کی مشابہت یعنی شکل نفس الامر ہو جاتی ہے۔ کیفیت اس کی مزاج کہلاتی ہے۔ حرکت اس کی ارادی کہلاتی ہے اور حسی حرکت دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک عنان حسی اور دوسری غیر عنان حسی۔ عنان حسی نبات کا تقاضا ہے۔ اور غیر عنان حسی فطرت کا تقاضا کرتی ہے۔ ان تمام اجزاء کا تعلق جدا جدا ہے اور عنان حسی کا مزاج بھی جدا جدا ہے۔ پہلی اشیاء کی طرح ہے۔

یعنی عنان حسی کے لفظی معنی فطری شعور ہے اور غیر عنان حسی یعنی غیر فطری شعور جس کو لاشعور بھی کہتے ہیں۔ حاضر حیات میں شعور غیر حاضر میں لاشعور۔

شعور میں حاضریت اور باقیات ہے جب کہ لاشعور میں کچھ بھی باقی نہیں۔ فنافیت ہی فنافیت ہے۔ یعنی دونوں کے ربط کو نفس رحمانی کہتے ہیں۔ تو ان دونوں کی صورت نفس رحمانی کہلاتی ہے۔ جس سے چراغ حیات روشن رہتا ہے یا ہوتا ہے۔ اور رحمت امتناعی کی ابتداء یہیں سے ہوتی ہے۔ اور بخشش جس کا سبب بنتی ہے۔ یہ سبب تجلی رحمانی کہلاتی ہے۔ یعنی زندگی یہاں سے عنایت ہوتی ہے۔ اسے بخشش کہتے ہیں۔ یعنی مقام بخشش سے حیات نصیب ہوتی ہے۔ اس تجلی کو نور حق نے اپنے فیض سے خاک آدم کو گلشن حق ہونے کا شرف عطا فرمایا۔ یعنی انسان کو تخلیق فرمایا ہے۔ یا حیات عطا کی گئی ہے۔

نفس رحمانی

نفس رحمانی ہی اصل میں تجلی حق رحمانی ہے۔ یہ تجلی وہ ہے جس سے عقبیٰ کے تمام انوار جو وجود حق پر پھیلائے ہوئے ہیں اور اسی کے سایہ میں نور مروارید کی تابانی چھپی ہوئی ہے جس کو حیا کہتے ہیں۔ اسی سے عالم کا وجود تیار ہوا ہے۔ اسی کو کرسی کا وجود بھی کہتے ہیں۔

Marfat.com

حیاء

حیا وہ ہے جو صدیقین و صالحین و مومنین کے گلشن کھلانے کا ذریعہ ہوتی ہے یا بنتی ہے۔ لیکن حیاء پردۂ نور کا نقاب بھی ہے۔

حیاء ہی کے گوہر سے مروارید میں دلکشی ہے۔ یعنی یہ وہ باغ رحیمی ہے جس کے اندر ہزاروں گل عارف و معارف اپنی اپنی شگفتہ کمالی کے پھول کھلائے ہوئے ہیں۔ اس گلشن کی وسعت میں نور حق کا دریا موجزن ہے۔ اسی لئے ہر پھول اپنی مہک سے معطر کئے ہوتا ہے اور اپنے حال میں مست رہتا ہے۔ اور باغ حق کی زینت بھی اس کی یہ خوشبو ہے جو خوشبوئے وحدت کہلاتی ہے اور روشنی بھی کہلاتی ہے۔

اس دریا وحدت کے ایک کنارے کا نام قاف ہے اور دوسرے کا نام نون ہے۔ اس دریائے وحدت سے کائنات کا ذرہ ذرہ سیراب ہوتا ہے اور اپنی اپنی مستی میں سرشار رہتا ہے۔ اس دریائے وحدت کے نور سے ہی ہزاروں کائناتیں جنم لیتی ہیں۔ یا اس میں سمٹی ہوئی ہیں یا سمائی ہوئی ہیں۔ یا پوشیدہ ہیں۔ لہٰذا پوشیدگی حیاء ہے اور ظاہریت فنا ہے۔ یعنی خسارہ ہے۔ لہٰذا ظاہراً" شعور میں حیاء کی قوت نہیں رہتی۔ جس کی وجہ سے انسان اپنا مقصود پا سکے اس لئے لاشعور میں حیاء پوشیدہ ہے اور وہ قوت بھی جس سے انسان اپنی منزل تک پہنچ سکتا ہے لہٰذا اس چیز کی تلاش کر جو تجھے تیرے مقصود تک پہنچا دے۔ یہی تیرے لئے بہتر ہے اور تو جانتا ہے کہ بہتر کیا ہوتا ہے؟

حروف یعنی اسم

لہٰذا ہر اسم اسم الٰہی کا اصل مظہر ہے اور اس کے نور حق سے روشن اور منور ہے اور عیاں صاف شفاف اور واضح ہے اپنی افادیت اور خاصیت کے ساتھ۔

Marfat.com

لہٰذا شیطان نے مرکوز اسم الٰہی کو سجدہ نہ کر کے اپنی حیات کے حروف کی افادیت کو کھو دیا۔ اور اسم الٰہی کی مطابقت سے محروم ہو گیا۔ یعنی زندگی کی پر حقیقت وراثت سے محروم ہو گیا اور دوسری طرف حروف حق کو سمجھ کر ملائکہ بن گئے اور مطہر کہلانے لگے۔ یہ فرق ابلیس کے سجدے کے انکار سے پیدا ہوا۔

اور یہ اپنی اصل وراثت بھی کھو گیا۔ یعنی جہل میں ذلیل رہ گیا اصل افادیت ختم ہو گئی اور آدم کو وراثت سے ہمکنار کروا گئی۔ یعنی رب حقیقی نے آدم کو اپنے اسم واحد سے اپنی شناخت عطا فرما دی۔ ماعنداللہ باقی کا نور مظہر عطا فرما دیا اور یہ جلوۂ حق وہ ہے جس کی نوازش ابد سے ازل تک قائم اور جاری رہے گی۔

لہٰذا انسان کی تخلیقی معراج یہ ہی ہے اور اس کی شناخت بھی یہ ہی ہے۔ اور عقل و تمیز کی (اپروچ بھی معراج بھی اسی میں ہے۔ اس لئے فرمایا کہ جب وہ چاہتا ہے تو اپنے علم اور فضل کے دروازے کھول دیتا ہے اور دل کشادہ کر دیتا ہے یا دماغ کشادہ کر دیتا ہے یا علم کشادہ کر دیتا ہے کیا سے کیا کر دیتا ہے۔

یعنی اول بات واحد القہار کی شناخت ہے۔ چونکہ انسان بھی اپنی ذات میں واحد الصفات ہے۔ واحد القہار جو کثیر الصفات ہے۔ لہٰذا ہر ایک کی اپنی شناخت ہے۔ اور اپنی اپروچ یعنی کثیر الصفات سے واحد الصفات بھی سامنے آتا ہے۔ تب ہی شناسائی ہوتی ہے اور شناخت ملتی ہے تو رسائی کے راستے کھلتے ہیں۔ اور معرفت حاصل کر کے دوام پاتا ہے۔

شناخت

شناخت کی اصل پہچان اس کے اصل کو دیکھنا ہے۔ یہ ہی اس کی معرفت ہے۔ یہ اس کی شناخت ہے۔ اسی سے عقل و شعور اور تمیز تمدن نکلتے ہیں اور حروف کو زندگی

Marfat.com

و بقاء ملتی ہے۔ جو اس کی اصل منزل ہے۔ کشفیت اور شہودیت دو راہیں ہیں۔

شناخت سے ایجاد کی طلب نکلتی ہے اور ایجاد کی طلب سے مطلوب کی کشفی اور شہودی کا اظہار ہوتا ہے۔ اس کو اطاعت قلبی کہتے ہیں۔ اس کو پانے سے ہی اخفی اور مخفی علوم نفس رحمانی تک رسائی ہوتی ہے پھر یہ ہی سبب ذکر کو عبادت و ریاضت کا وسیلہ دیتا ہے۔ شناخت کی معراج سے معرفت حق کا گوہر مقصود با آسانی دستیاب ہوتا ہے اور پوشیدہ علوم کی رازافشائی ہوتی ہے اور مدبر اور تدبر کے معنی سامنے آتے ہیں۔ مدبر اور تدبر کی شناخت کرنا اور کمال حق کی اپروچ کی راہ نکلتی ہے یا نکالتی ہے۔

اور یہ ہی راہ آدم کو راہ حق تک پہنچا سکتی ہے اور پھر اس سبب سے علم و ادب و عقل تمیز کی راہیں استوار ہوتی ہیں اور آدم کی مجموعی جامعیت سامنے آتی ہے اور یہیں سے نفس رحمانی کے کمال کی اصل شناخت سامنے آتی ہے جس سے ہر صورت عیاں اور واضح ہو کر سامنے آتی ہے۔

اسی جگہ سے معلم کی عین الحق شہودیت شروع ہوتی ہے اور عقل و تمیز اپنے جوہر کو پاتے ہیں اور اپنے اپنے وجود کی شناخت کرواتے ہیں۔ یعنی شناخت کے ظہور کو پختگی ملتی ہے۔ یعنی علم کو شعور ملتا ہے اور انسان کی پیدائش کی وضاحت ہوتی ہے۔ اور دیگر ایجادات کا وجود سامنے آتا ہے اور دلیل کو جامع حقیقت حق کو حکمت الٰہیہ کی لفظی شناخت ہوتی ہے اور اس اسم کامل کا گوہر الٰہیہ اپنی تمنا کے حق کو پہنچتا ہے۔ یعنی حقیقت و غیر حقیقت کا اصل معلوم ہو جاتا ہے۔ اور حاضر و غیب کا فرق واضح ہو جاتا ہے۔ اور یہ ہی انسان کی معراج ہے۔ اور عقل کی ابتداء ہے۔ یعنی معراجیت کی ابتدائی سیڑھی ہے اور جو کچھ انتہائے عقل کی منزل ہے۔

عقل

انسانی جسم کو ایک کتاب تصور کر لیں۔ اور عقل اس کی پہلی آیت کا نام۔ باقی تمام اعضاء انسانی جسم کی آیات تصور کر لیں۔ مثلاً" انسان ایک چلتی پھرتی کتاب ہے۔

Marfat.com

بلکہ ہماری نظر میں انسان ایک چلتی پھرتی لائبریری ہے۔ جس کی سمجھ تو اہل عقل کو ہی آ سکتی ہے اور عقل ہی اس کی وضاحت کر سکتی ہے۔

جس طرح قرآن حق کی پہلی آیت بسم اللہ ہے اس طرح انسانی جسم کی یعنی کتاب کی پہلی آیت عقل ہے۔ دل اور دماغ اس مجلّہ کی جان ہیں۔ عبارت اس کی تمیز ہے۔ اور قرآن پاک کی آخری سورۃ الناس اور انسان کی آخری سورۃ یا آیت نفس ہے۔ ان سب کی تفصیل آگے درج ہیں۔ یعنی دل و دماغ جان ہیں اور دل ہستی ہے یعنی وجود ہے۔

نفس کل

جسم انسانی کی کتاب کی دوسری آیت نفس کل ہے۔

جو عقل فکر و تدبر کا مجموعہ ہے۔ اور نفس کل مظہر حق کا مجموعہ ہے۔ جو کن فیکون کی تفسیر و تفصیل کا منبع ہے۔ چونکہ یہ نور ہی مظہر نور الٰہیہ کی دلیل کرتا ہے۔ وہ اس لئے کہ ہر شے کا نور ہی سے ظاہر ہونا ثبوت ہے۔ اس لئے نفس کل ایک چراغ کی مانند ہوتا ہے جس سے جسم انسانی اور عالم روحانی عیاں اور واضح ہوتا ہے۔ چونکہ انوارات ہی سب کو روشن اور منور کئے ہوئے ہیں مگر واضح ہو کہ تقسیم اس کی استعداد کے مطابق ہے۔ بے شک استعداد بھی وہ ہی عطا کرتا ہے۔

بالآخر نفس کی حقیقت کو ظاہر کرنا بہت ضروری ہے۔ نفس کو دو قوتیں حاصل ہیں۔ ایک سانس کی دوسری خواہشات کی ڈور میں نفس کی زندگی ہے اور خواہشات کی ڈور میں خطرہ ہے۔ اس خطرے کا حل اپنے سرکش نفس کو قابو میں رکھنا اور کوشش کرنا شیطانی چالاکیوں سے بچا جائے۔ توفیق دینے والا رب پاک ہے جس کی ہر جگہ پر تائید فرمائی گئی ہے یعنی ۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی

والی بات ہے یا یوں درج ذیل ہے۔

Marfat.com

وصل میں وصف ہے کیا چشم باطن سے پوچھئے ناصر
تلمیذ دے لسان کو اسی سے کلیمؑ کو شرف کلام بخشا ہے

تیسری آیت (عرش رحمانی ہے)

جس کو فلک اطلس بھی کہتے ہیں۔ جس طرح قرآن حق میں سورۃ الرحمٰن ہے یہ عقل کا اصل مقام ہے۔

عرش رحمانی بھی خط استوا کی طرح ہے۔ جس میں اندھیرے اجالے کا کوئی فرق نہیں ہے۔ (اس کو مقام نبیؐ پاک بھی کہتے ہیں) اس کی مشابہت رسول اللہ سے ہے۔ چونکہ اس کا ہر پہلو روشن اور منور ہے۔ یہ اصل میں فکر کا اپنا گھر ہے۔ لہٰذا جسم انسانی کا مجلّہ بھی قران حق کی طرح ہے۔ کسی جگہ آیت الکرسی ہے اور کسی جگہ اعوذ ہے۔ یعنی ہر آیت کا اپنا ایک مقام ہے۔ اسی طرح جسم انسانی کی کتاب کا ہر اعضاء اس کی آیات ہیں اور پھر واقعی قرآن کریم کی انسانی طریق سے کُوئی نہ کوئی آیت ضرور ملتی ہے۔ یعنی دل قران حق یٰسین اسی طرح ہے۔ دیگر آیات کا بھی طریق ہے اور دل انسانی مثل عرش اولیٰ جو ایک جگہ نہیں رہتا۔ مگر اپنی اپنی استطاعت کی اصل بنا ہے۔ جتنا کوئی سما سکتا ہے اسی کو اتنا ہی مل جاتا ہے۔ (عرش اولیٰ استواء بھی خط استوا کی طرح کا ہے) بلکہ اسی کا ایک حصہ ہے۔ یعنی شروع بسم اللہ سے کتاب حق ہے اور ختم اعوذ یعنی سورۃ الناس اور انسان سورۃ عقل سے شروع ہے اور سورۃ نفس پر ختم ہے۔ یہ انسان وہ قرآن (یہ ہے قرآن یہ ہے انسان)

چوتھی آیت (فلک ہشتم ہے)

یعنی عقل کی گہرائی تصور کرلیں۔ عقل کے سات پردے ہیں۔ جیسے جیسے انسان جستجو کرتا جاتا ہے وہ پردے خود بخود ہٹتے جاتے ہیں اور شان الٰہی مزید روشن اور واضح ہوتی جاتی ہے۔ اور بصیرت ترقی افروز ہوتی جاتی ہے۔ یعنی بصیرت کھلی آنکھ بن جاتی ہے۔ (سات آسمان بالمقابل پردہ عقل انسان میں ہوتے ہیں)

الغرض ہر شے کا اعضائی وجود ہوتا ہے چاہے خاکی ہو یا آتشی یا آبی مگر وجود ہوتا ہے۔ لہٰذا جب چاروں اجزاء مرکب ہوں گے تو ہر ایک کا تاثر تو ہو گا اور اس کی

Marfat.com

وضاحت عرض خدمت ہے۔

انسان ابتدائے بناء ہے اور انسان ہی متہائے تنزلات یعنی انتہا ہے یعنی مجموعہ ایجاد کی تمام ابتداء اور انتہا انسان ہے یعنی ابتدا بھی انسان اور انتہا بھی انسان۔ حقیقی معنوں میں انسان کی کتاب کے اوراق کا شروع عقل ہے اور آخر نفس ہے جس طرح قرآن حق کا شروع بسم اللہ ہے آخر الناس پر ہے۔ مشاہدہ پیش نظر ہے۔ یعنی اسم الرحمن کا مظہر عرش اولیٰ ہے جس کو کائنات کا دل تصور کیا جاتا ہے۔ اسی طرح انسانی کتاب کا مظہر بھی دل ہے۔ جس کو دل ہی کہا جاتا ہے۔ قرآن کا دل یٰسین کو کہا جاتا ہے۔

دل

دل انسانی کی کیفیت یہ ہے کہ دو گھنٹے ایک جگہ واقع نہیں رہتا۔ اسی طرح عرش اولیٰ متحرک رہتا ہے۔ دل انسانی بھی متحرک اور عرش رحمانی بھی متحرک رہتا ہے لہٰذا دونوں کی مطابقت ہو گئی لہٰذا دل انسان جسم محکم کتاب کو چلا رہا ہے۔ اور عرش اولیٰ اپنے مقام کو چلاتا ہے۔ بلکہ ساری کائنات کو چلاتا ہے۔

دل کے بارے میں ایک جگہ درج ہے کہ انسانی دل کا عرش یعنی انسان کا دل عرش یعنی انسان کا دل رحمان کی دو نیلگوں میں ہے۔ جس کو رحمان جس طرف چاہے پلٹتا ہے۔ اور اسی حوالے سے دل انسان متحرک ہو گیا۔ اور عرش الٰہی وہ اس حوالے سے متحرک ہے لہٰذا دونوں متحرک ہیں۔

بالآخر دونوں کا باعث تخلیق ایک ہی طرح کا ہے۔ یعنی شان الٰہی ہمیشہ اپنے ظہور کا تقاضا کرتی رہتی ہے۔ اس حوالے سے بھی عرش اولیٰ متحرک رہتا ہے۔ بالآخر دونوں کا باعث تخلیق ایک ہی طرح کا ہے۔ (گویا کہ قلب مومن بھی عرش العظیم ہے۔)

Marfat.com

ایک جگہ عمرو بن عثمان مکی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں۔

رب ذوالجلال نے دلوں کو جسموں سے سات ہزار سال پہلے پیدا کیا ہے۔ اور روحوں کو درجہ انس میں رکھا جو قرب سے ہے اور اپنے قرب کے مقام پر رکھا۔ اسی طرح روحوں کو دلوں سے سات ہزار برس پہلے پیدا کیا۔ اور باطنوں کو مقام وصل میں رکھا۔

اور پھر ہر روز تین سو ساٹھ مرتبہ اپنے ظہور جمال کی تجلی نگاہ فرمائی یعنی کلمہ محبت سنایا اور روحوں سے تین سو ساٹھ لطیفے دل پر ظاہر فرمائے اسی لئے دل میں فخر حق کا نام پیدا ہوا (یعنی فخر) پھر عقل کو ــــ مرکزیت عطا کی اور اسی سبب سے مقام جستجو پیدا ہوا۔

اور بدن نماز میں مشغول اور دل محبت میں پیوستہ کیا اور جان خدا کے قرب میں پہنچ گئی۔ یعنی باطن نے پھر اسی طرح سے وصل الٰہی کا قرار حاصل کیا۔ یعنی اصل یہ ہوا کہ محبت و عشق رب کی خصوصی دین ہے۔

دل اور عرش

عرش دن اور رات رب تعالیٰ کے نور کا طواف کرتا رہتا ہے اس کی حرکت ہر سمت سے ہوتی ہے اور حرکت کی تعداد ستر ہزار برس کی راہ ایک رات میں طے کر لیتا ہے اور اسی طرح انسانی عرش یعنی دل بھی ہزاروں کوسوں کی راہ ایک لمحے میں طے کر لیتا ہے۔ اسی لئے بھی دونوں کی مشابہت ہوتی ہے۔ یعنی عرش اولیٰ بھی دن رات اپنے طواف میں مصروف ہے۔ اسی سے حرکت افلاک نے وجود پایا ہے۔ یعنی آسمانوں نے وجود پایا ہے۔

دراصل اس حرکت کا اصل گوہر ارباب قلوب اور اصحاب قلوب کا مکاشفہ اور مشاہدہ ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ سب قندیلیں ہیں۔ جو روشن راہ کو اپنی تقویت سے

Marfat.com

سرشار کئے رکھتی ہیں۔ چاند' سورج' ستارے محبوب حق کی قندیلیں ہیں۔ یعنی روشن ستارے نبی و مرسل' ولی کاملین ہیں ان سب کی حرکت کا خلاصہ آفتاب ہے۔ جس کا دور تمام فلک پر ہے اس کو شمس کہتے ہیں۔ شمس الاولیٰ کی روشنی کسی خاص کے لئے نہیں ہر ایک کے لئے ہے۔ انہی کی مثل ذات رسول اللہ ہے۔ یعنی ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز پر حاوی ہیں۔

سورج چاند اور ستارے اور اولیاء

سورج کی اصل حرکت کا سبب مبراء شمس کو روشن اور پرسمت رکھنا ہے۔ اک مثل ہے کہ دن رات ابھی پورے نہیں ہوتے کہ آفتاب اپنی سیر خاص سے نقطہ عروج پر پہنچ جاتا ہے اور یہ راہ روشن ہی رہتی ہے۔ اسی طرح سے افلاک کی تابعداری میں پورا پورا ہوتا ہے۔ یعنی ہر قندیل روشن اور واضح ہوتی ہے۔ اس طرح سورج بھی روشن ہی رہتا ہے۔

رش کو خط استوا کی وجہ سے ہی سکون میسر آیا ہے اسی طرح دلوں کو سکون بھی ذکر مصطفیٰ سے ہی ہوتا ہے۔

پیغمبران اس راہ روشن کے بڑے ستارے ہوتے ہیں۔ جن سے چھوٹے ستارے روشنی پاتے ہیں۔ یہ حکم کے پابند ہوتے ہیں۔ اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتے نہ ہی کوشش کارگر ہوتی ہے۔ چونکہ یہاں کوشش گمراہی ہے۔ یعنی ہر کام حکم کے تابع ہوتا ہے۔

اولیاء

ایک دوست یا رازدار یا راہ پر آیا ہوا۔

اسی طرح ٹھیک زمین کی قندیلیں اولیاء کاملین ہیں۔ جو ہر وقت حرکت میں رہتے

Marfat.com

ہیں۔ اسی طرح فلک پر جس طرح واقع چاند ستارے ٹھیک اسی طرح زمین پر کئی قندیلیں روشنی پھیلائے کشادہ راہ ہیں۔ فلک پر چاند ستاروں سے روشنی ہے۔ زمین پر اولیائے کاملین سے روشنی ہے اور وہ ستارے بھی دکھائی دیتے ہیں اور یہ بھی دکھائی دیتے ہیں۔

چونکہ رب تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرے دوستوں کے چہروں سے نور برس رہا ہو گا۔ یا برستا رہے گا اور یہ چمکتے چہرے مثل ہیں ان الصفاء المروۃ من شعائراللہ یعنی یہ نشان ہیں تیرے رب کے اور مینار ہیں۔ روشنی کے جو روشن ہیں۔ روشن رہیں گے۔ یعنی جتنی محرابیں یا مسجدیں ہیں وہ بھی رب کے شعائراللہ میں آتی ہیں یا دربار ہیں یا مینار ہیں یا اس حق کی علامت ظاہر کرنے کو موجود ہیں یا گواہ ہیں یا جاسوس ہیں یہ بھی گواہی دیں گے۔ جیسے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انسان میں ایسا کچھ بھی نہیں یعنی اپنے ہی گواہی دیں گے یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ۔

سورج چاند ستارے

ان تینوں چیزوں میں ایک چیز مشترکہ ہے۔ یعنی روشنی نگران سب کے الگ الگ کام ہیں۔ کچھ ستارے ثوابت ہیں۔ یعنی ایک جگہ قائم رہنے والے ان کی تعداد تقریباً" ایک ہزار چوبیس ہے ان کا مقام کرسی پر ہے۔ ان کے مشاغل اور طریق عین پر ہیں۔ یعنی عدل پر۔

زحل ساتویں آسمان پر نگران ہے۔ مشتری چھٹے آسمان پر ہے مریخ پانچویں آسمان پر ہے۔ اور سورج آفتاب عالم آرائی کا سب سے بڑا (چوتھے) گھر ہے اور تیسرے آسمان پر زہرہ اور دوسرے پر عطارد اور چاند یعنی قمر دنیائے فلک پر گشت کنندہ ہے۔

ان کی تفصیل عرض خدمت ہے۔ ویسے تو کتنے بڑے ستارے ہیں مگر جن کو ہم نے نہیں پہچانا سات بڑے ستارے یعنی شمس و قمر و زحل و مشتری و مریخ و عطارد اور زہرہ ان سب کا قرب ایک بہت بڑے ستارے سے ہے۔ جس کو عطارد کہتے ہیں۔

Marfat.com

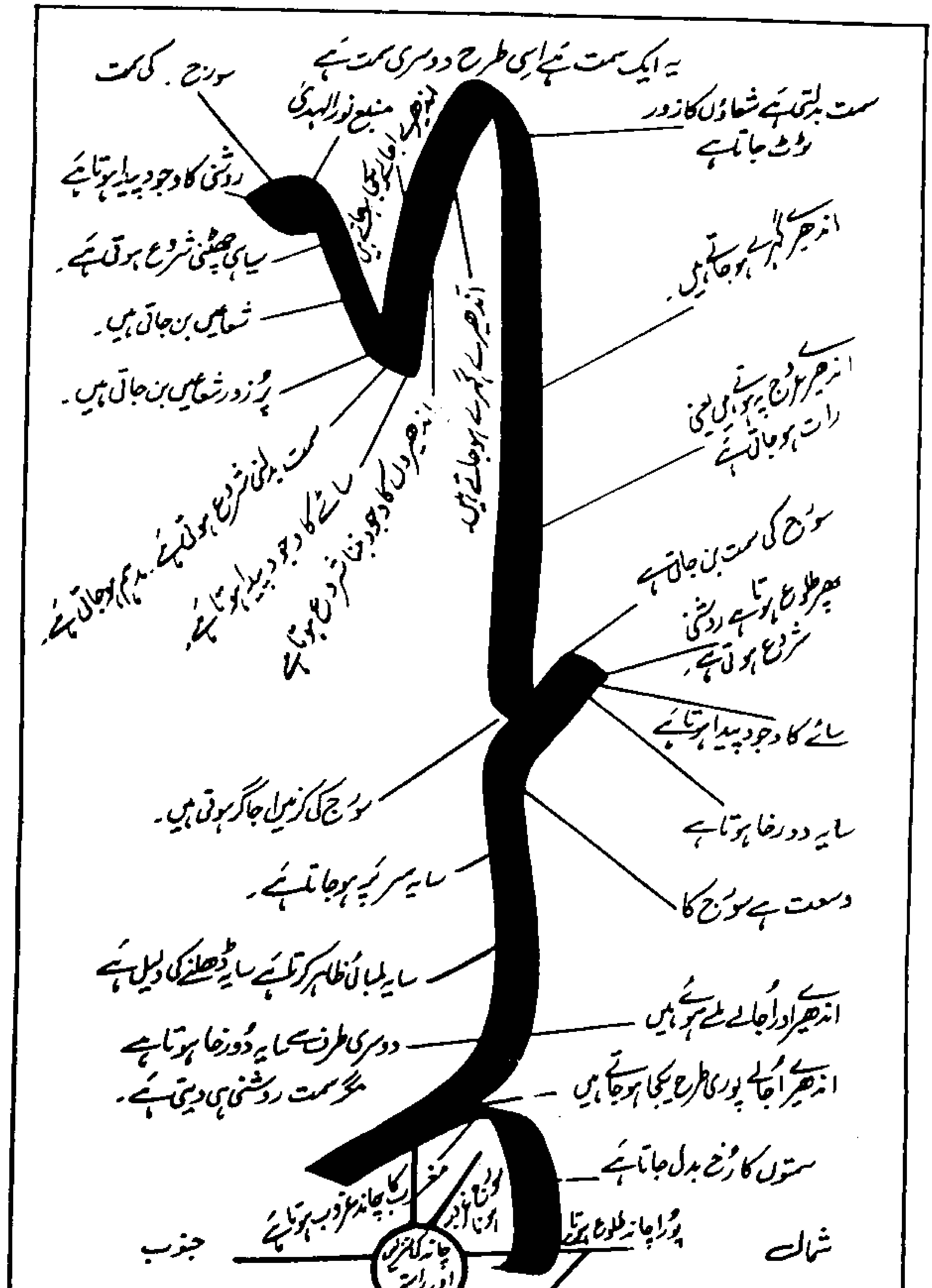
سورج کی سمت
یہ ایک سمت ہے اسی طرح دوسری سمت ہے
منبع نور الہدیٰ
روشنی کا وجود پیدا ہوتا ہے
سمت بدلتی ہے شعاؤں کا زور ٹوٹ جاتا ہے
سیاہی چھٹنی شروع ہوتی ہے ۔
شعاعیں بن جاتی ہیں
پُرزور شعاعیں بن جاتی ہیں ۔
اندھیرے گہرے ہو جاتے ہیں ۔
اندھیرے سورج پر پڑتے ہیں یعنی رات ہو جاتی ہے
سمت بدلنی شروع ہوتی ہے ، مدھم ہو جاتی ہے
سائے کا وجود پیدا ہوتا ہے
سورج کی سمت بن جاتی ہے
پھر طلوع ہوتا ہے روشنی شروع ہوتی ہے
سائے کا وجود پیدا ہوتا ہے
سورج کی کرنیں اجاگر ہوتی ہیں ۔
سایہ دور رہا ہوتا ہے
سایہ سر پر ہو جاتا ہے ۔
وسعت ہے سورج کا
سایہ لمبائی ظاہر کرتا ہے سایہ ڈھلنے کی دلیل ہے
اندھیرے اور اجالے ملے ہوئے ہیں
دوسری طرف سے سایہ دور رہا ہوتا ہے
مگر سمت روشنی ہی دیتی ہے ۔
اندھیرے اجالے پوری طرح یکجا ہو جاتے ہیں
ستوں کا رخ بدل جاتا ہے
مغرب کا چاند غروب ہوتا ہے
پورا چاند طلوع ہوتا
شمال
جنوب
سورج طلوع ہوتا ہے
جو بن یا عروج تاریخ کے حساب سے ہوتا ہے
پہلی تاریخ کو چاند طلوع ہوتا ہے
چاند کا مدار کم ہے ۔
سورج کا مدار زیادہ ہے ۔ سائنس دان کہتے ہیں کہ ہر سیارہ سورج کے گرد گھومتا ہے ۔ سمت دونوں کی ایک ہی دکھائی دیتی ہے نہیں ایسا نہیں ہے ہر سیارے گرد گھومتے ہیں جب کہ زمین اپنی جگہ ساکت ہے ۔ جب کہ چاند مغرب سے طلوع اور سورج مشرق سے ہو رہا ہے ۔

Marfat.com

عطارد کا ایک محور ہے۔ یعنی سب کا مقرب ہے۔ سب کو تقویت دیتا ہے اور راہ بھی اسی طرح زہرہ بھی ہے۔

جن کے آگے بارہ برج یعنی مقام کی جگہیں ہیں۔ جن میں ان ستاروں کو ٹھہرانا یا چلنا پھرنا مقصود ہے۔ جن میں ہر ایک بڑے ستارے کی منزلیں یعنی حدیں مقرر ہیں۔ جو اپنی حدوں سے کبھی تجاوز نہیں کرتے یہ ہی تو نظام ہے۔ جو انسان کو سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ کیا کمال نظام ہے۔

لہٰذا قمر کی اٹھائیس منزلیں ہیں جو کہ آفتاب کے مقابلے میں کچھ کم ہیں۔ بہرحال کسی کا کام کم ہے اور کسی کا کام زیادہ مگر ہیں سب احکام حق کے تابعدار تفصیل عرض ہے۔

جو بارہ برج ہیں ان کے نام حمل' ثور' سرطان' اسد' سنبلہ' میزان' عقرب' قوس' جدی' دلو' حوت' عطارد۔

نوٹ۔ نقطہ عروج اصل میں زمین سے اوپر واقع ہے جبکہ اس وقت بام عروج پر دیگر اور بہت سے ستارے آچکے ہیں۔

حمل و ثور اور جوزاو سرطان یہ چاروں اطراف کا گھیرا کئے ہوئے ہیں۔ جب کہ اسد اور سنبلہ لٹک رہے ہیں اور میزان اور عقرب' قوس' جدی' دلو اور حوت یہاں کی راہ کے نشان ہیں۔ یہ ہی بروج کہلاتے ہیں۔ ان سب میں کچھ ثوابت کہلاتے ہیں۔ اور کچھ چلنے والے یہ سب اپنی اپنی عادات اور کیفیات میں الگ الگ ہیں۔ ایک جگہ ان کی مثل ہمارے اماموں سے بھی مشابہ ہے۔ یعنی یہ آسمان کے ستارے ہیں اور امامین زمین کے ستارے ہیں۔

ثوابت اور غیر ثوابت ستارے

زحل ساتویں آسمان پر نگہبان ہے۔ اسی طرح مشتری چھٹے آسمان پر اور مریخ پانچویں آسمان پر اور آفتاب چوتھے آسمان پر اپنا عالم آرائی گھر رکھتا ہے۔ تیسرے پر زہرہ اور دوسرے پر عطارد اور پہلے پر قمر ہے۔ یہ ستارہ دنیائے آسمان پر گشت کرتا رہتا ہے۔

Marfat.com

زحل کی منزل جدی اور دلو ہے مشتری قوس اور حوت میں اپنی ابتداء اور انتہا کئے ہوئے رہتا ہے۔ جب کہ مریخ کے معاون حمل اور عقرب ہیں اور اسد آفتاب کی آرام گاہ ہے۔ زہرہ نے ثور اور میزان کو اپنا گوشہ بنایا ہوا ہے۔ عطارد جوزا اور سنبلہ کو اپنے محور میں رکھتا ہے اور سرطان نے قمر کو اپنا دوست بنایا ہوا ہے کمال حق کی جانب ایک عقل اختیاری کا ظہور نکلتا ہے۔

بہرحال قمر کی اٹھائیس منزلیں مقرر ہوئیں۔ جو آفتاب کے مطابق کچھ کم ہیں۔ مگر اپنی اپنی بازگشت عظیم میں مصروف ہیں اور واضح ہو کہ یہ ہی تقدیر عزیز کہلاتی ہے۔ جو ایک بہترین علم ہے اس کے لئے عرض کیا ہے جو علم کی فکر میں رہتا ہے وہ ہی مرد کامل کہلاتا ہے۔

نوٹ۔ فلک ہشتم کو فلک ثوابت اور فلک بروج بھی کہتے ہیں چونکہ تمام ستارے اسی میں مرکوز ہیں جبکہ کچھ حرکات کرنے والے ہیں اور کچھ جامد ہیں۔

یعنی اس پوری مصنوعات میں تفکر کے ہزاروں آثار موجود ہیں۔ جو احکام کی صورت میں بھی ہیں اور حاضر و غیب کی صورت میں بھی ہیں۔

مگر کسی چیز کی مجال نہیں ہے قوس ہو یا مریخ کہ اپنے اندر ایک تاثیر پیدا کر سکے۔ یہ سب اس کارساز کی نشانیاں ہی ہیں۔ لہذا جو لوگ جانتے ہیں کہ ہر ذرہ زمین میں کیا کیا خوبیاں ہیں وہ ہی مرد کامل ہیں۔

حق تو یہ ہے کہ اس پیدائش کی ایک خاص حکمت عملی ہے۔ جو ترتیب خاص پیدا کئے ہوئے ہے اور ہر چیز کو متوازن کئے ہوئے ہے۔ (رب ذوالجلال نے)

کئی جگہ پر قرآن پاک میں فرمایا کہ میں نے اس کائنات کو یوں ہی پیدا نہیں کیا۔ بلکہ اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔ غور کرنے والوں کے لئے لہذا ان افلاک انجم کی تاثیر بھی مستقل نہیں ہے۔ بلکہ فاعل کے اختیار سے امر ہوتی ہے اور پھر مختار کی کاریگریاں مشابہت کرتی ہیں۔ یا پھر استقلال اسی پر منحصر ہے عدل بھی اسی پر ہے۔ جو کہ دیکھا اور محسوس کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

اور کمال حق تو دیکھو ہر چیز کو دیدۂ بصیرت سے نوازتا ہے بلکہ جو انجم دیدہ بصیرت سے نابینا ہیں۔ ان کے ذمے اعلیٰ ترین اور موثر ترین نظام دے دیا ہے۔

الغرض کہ ہر چیز کو واحد القہار نے اپنے محکوم اور تابع رکھا ہے۔ اسی میں اس کی بڑی حکمت پنہاں ہے یعنی ہر چیز کی اک لڑی پرو رکھی ہے۔ جو روشن ترین ہے۔ ورنہ کسی ایک فرد کو سلطنت کا کاروبار سونپا ہوتا تو نہ جانے کیا ہو جاتا۔ یا کوئی اس میں شریک ہوتا تو کیا ہوتا؟

اسی طرح سب نظام کو رب ذوالجلال نے اپنے دائرہ کار میں مصروف رکھا ہے۔ نہ کوئی سرتابی کرتا ہے اور نہ کوئی تاخیر یا جلدی کرتا ہے۔

لہٰذا اسی طرح رب تعالیٰ نے انسان کو ایک کتاب کی صورت میں نعم البدل دیا ہے یعنی قرآن پاک کی کسی نہ کسی آیت کے ساتھ انسانی زندگی کا تعلق ضروری ہے نہ سمجھنا ایک الگ بات ہے۔ یا بات کی تہہ کو نہ پانا بھی الگ بات ہے۔ قرآن پاک کے بارے میں آگے درج ہے۔

غور فرمائیں نقشہ جات پر جو بڑی تشنگی درست کرتے ہیں۔ صفحہ (۱۴۴۔ ۱۴۵ پر دیکھیں)

انسانی عادات

انسانی عادات کا تعلق ان ملائکہ سے ہے جو انسان کے ساتھ ڈیوٹی پر معین ہیں۔ جنہیں موکل کہتے ہیں۔

یعنی ہر موکل کی طبیعت میں فرق ہوتا ہے اور پھر ظاہر ہے کہ ہر انسان کی طبیعت میں بھی فرق ہوتا ہے۔ اور فرق کی اصل وجہ یہ بھی ہے کہ انسان کی تیاری میں جو اجزاء استعمال ہوئے ہیں ان میں غیری ہے اور غیری ایک دوج ہے اور دوج میں غیر حق ہونے کے بہت زیادہ چانس ہیں۔ چونکہ غیری یا دوج میں شرک کے عناصر ہیں۔ اور شرک تقصیر ہی تقصیر ہے۔ اپنائیت نہیں ہے مگر شرک کا تعلق مطلق نہیں ہے لیکن خطیر ہے۔

Marfat.com

لہٰذا اللہ کا اور انسان کا روحانی تعلق ہے۔ یعنی جب تک وہ تعلق قائم ہے۔ ہر طرح سے انسان اللہ کو غیری میں نہیں دیکھتا۔ اور جب اسی تعلق میں غیر کی آمد ہوتی ہے تو انسان پر وہ کیفیات کا طاری ہونا امر ہو جاتا ہے لیکن کافر یا مشرک کا تعلق صرف ہٹ دھرمی پر رہ گیا ہے۔ یعنی جو بات کرتا ہے وہی میں بھی کروں۔ بے شک وہ گمراہی ہی ہو صرف یہ تعلق ہے ملائکہ سے یعنی فطری تعلق کو انسان توڑ نہیں سکتا۔ لہٰذا وہی کیفیات انسان پر حاوی رہتی ہے۔ یعنی جن اجزاء کا تعلق غیری سے ہے وہ لازم حیوانیت کو جنم دیتے ہیں اور الجھن پیدا ہو جاتی ہے۔ اور حقیقت یہ کہ جن اجزاء سے انسان کی تکمیل ہوئی ہے ان میں خلاصتہ" حیوانیت بہت زیادہ ہے لہٰذا جو ان اشیاء کا شکار رہے گمراہ ہو گئے۔ اور اپنی راہ کو کھو گئے۔

اس کی اصل وجہ چار چیزوں کا ایک دوسرے سے مختلف ہونا ہے۔ چونکہ ہوا کو آگ پر فوقیت ہے۔ اور مٹی کو آگ پر فوقیت ہے اور ان سب پر پانی کو فوقیت ہے۔ لہٰذا مزاج جدا جدا ہو گئے۔ یعنی ایک دوسرے کی فوقیتوں میں فرق کی وجہ سے بھی بڑی قوت پکڑتی ہے۔ چونکہ ان کا تعلق آپس میں ہے وہ حکم ربی' لہٰذا ان کی اپنی زندگی یا حیات کا تعلق جوہریت سے ہے۔ اور پھر ہر جوہر کسی نہ کسی بنا سے تو ہے۔ لہٰذا جو بنا برحق ہو گی وہ روحانی کہلائے گی۔ اور جو غیری پر ہو گی وہ حیوانیت کہلائے گی۔

بہرحال انسان کو رب تعالیٰ نے اپنے خاص فضل اور رحمت و حکمت سے پیدا فرمایا ہے۔ چونکہ جوہر عام کو جوہر خاص میں بدل کر جسملت کی زندگی عطا کی اور پھر اپنی روحانیت کو اس میں مرکزی کر کے ایک الگ حیثیت پیدا فرما دی چونکہ نباتات میں شعور نہیں ہے۔

مگر جسم انسانی میں شعور بھی ہے اور حکمت اور دانائی بھی ہے چونکہ پہلے نباتات کو بنایا ہے پھر بناتات کو اور پھر جوہران کو اور پھر اپنی روحانیت کو تکمیل دے کر مکمل کر دیا۔

لہٰذا ہر عنصر کی ایک اپنی تاثیر ہے۔ یعنی جو چیز انسان پر وقتی غالب آ جائے۔ وہ ویسی ہی کیفیت میں ہو جاتا ہے۔ یعنی روحانیت غالب ہو تو نیکی پارسائی کی طرف راغب

Marfat.com

ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی نباتات غالب آ جائیں تو تحقیق کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور اگر کبھی نباتات یعنی مٹی ہو تو نرم ہو جاتا ہے۔ اور اگر کبھی پانی ہو تو نرم گداز اور شائستگی اختیار کر لیتا ہے۔ اور اگر ہوا غالب ہو جائے تو ہوا کو تلواریں مارتا ہے اور اگر آگ غالب آ جائے تو شدت اختیار کر جاتا ہے۔ جس سے شیطانی عمل تک پہنچ جاتا ہے یا حیواناتی عمل تک پہنچ جاتا ہے۔

جب یہ غور کریں گے تو پیدائش ہر چیز کی ایک طرح کی ہے لیکن کسی کو وجود کی ظاہریت میں پیدا کیا کسی کو وجود غائب میں طبقاتی شعور ہر ایک کو دیا گیا ہے۔ مگر انسان میں اچھے برے کی تمیز کا معیار شعور عافیت کیا گیا ہے۔ جو قائم تجلی کو حق سے دیکھ سکے۔ یعنی اپنی غرض و غائت کو دیکھ اور محسوس کر سکے اور اپنی اصل راہ کو پا سکے۔

الغرض کہ انسان کے جسم میں کافی اہم مشینری ہے جس کو معدہ اور دل جگر' گردے وغیرہ کنٹرول کرتے ہیں معدہ میں چاروں عناصر کی چار طبیعتیں رکھیں اور اسی طرح طعام میں چار خاصیتیں رکھیں اور مزاج بدن کو وجود دیا۔ اور بدن کا اعتدال پیدا کیا اور اس اعتدال سے ایک طبعی چند کو استقلال دیا گیا۔ اور گرمی معدہ سے رطوبت کو وجود ملا۔ اسی طرح قلب کو روح کی بقا عطا کی۔ جو اپنے اعتدال کو برقرار رکھتی ہے۔ اور پھر اسی طرح جسم کو جلا بخشی اور پھر تقدیر کو اپنے علم کی روشنی سے منور کیا۔

اور پھر بدن کو چاروں اقسام کی روشنی پر محیط کیا۔ یعنی ہر قسم کو زندگی ملی اور ان کا وجود بھی قائم رہا۔ اور زندگی بھی ملی۔ پھر ان کے اپنے اپنے نام تھے۔ جن کو کیفیات میں رکھا گیا۔ ہر ایک کیفیت کو جدا بھی رکھا اور یکساں بھی عنصر سے موجود رکھا یہ ہے کمال قدرت۔ (اور اصل کی وصل جو راہ کو اپنی روانی کی طرف راغب رکھتی ہے اور منزل آسان ترین ہو جاتی ہے۔)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انسانی عادات

اور

اجزاء اور کیفیات

ترتیب خاص سے قائم رکھنا ہر ایک کا نام اور کیفیت پہلی بات تو یہ ہے کہ ہر ایک کو اپنی کیفیت برقرار رکھنے کی پوری قوت عطا کی گئی۔ بہرحال نام اور کیفیات تحریر ہیں۔ جو کہ سائنسی لحاظ سے بھی بہترین ہیں

اول قوت صفراء دوم قوت سودا سوم قوت خون چہارم قوت بلغم

تفصیل

اول قوت صفراء میں نباتاتی جُزئیات زیادہ رکھے ہیں۔

دوم قوت سودا میں حیواناتی جُزئیات زیادہ رکھے ہیں۔

سوم قوت خون ہوائی ہوتے ہیں۔ جو گردش میں رہتے ہیں۔ ہوائی کیفیات زیادہ رکھی ہیں اور رطوبت سے اپنے جُزئیات میں نرمی رکھی ہے۔ جو کہ لحیم کہلاتی ہے۔

چہارم بلغم کو منجمد کر دینے کا طریق ہے۔ یعنی پیوستی پوست رکھتے ہیں۔ یعنی پوست کی صورت میں بدن کو سقیم رکھتے ہیں یا قسیم رکھتے ہیں الغرض ہر جز اپنی کیفیات کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے اپنے کام میں مشغول رہتا ہے۔ کسی بھی چیز کی کمی بیشی میں

Marfat.com

بیماری جسم میں واقع ہوتی ہے۔ یعنی بیماری بھی ایک حالت میں کسی چیز کی کمی بیشی کی گھٹتی ہوتی ہے۔ جس سے انسان آگاہی حاصل کرتا ہے۔ بدن کو پھر سقیم اور بہتر کر لیتا ہے یہ میرے پروردگار کی تحقیق ہے جس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا وہی سب جانتا ہے۔ وہ سب کر سکتا ہے۔ وہی سب کچھ ہے' وہی سب کچھ رہے گا۔

اول قوت صفراء ہے۔

جس میں ہڈیاں اور ان کا گودا اور سختی اور تلخی ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کو نباتاتی جزئیات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ قوت کائنات کی ہر شے میں پائی جاتی ہے۔ جس کی مثال پودا بھی ہے۔ درخت بھی زمین بھی اسی طرح اور بھی کئی ایک اشیاء ہیں یعنی قوت صفراء سے ہر ایک بدن تشکیل ہوتا ہے۔ چاہے پھول ہو یا انسان یا درخت یا پودے میں سختی اور بھربُھرا پن بھی ہوتا ہے۔ جیسے مٹی کا وجود قصہ مختصر ہر بدن یا وجود میں قوت صفراء ہی موجود ہے۔ یعنی سقیم یا لحیم یا متین یا خفیف ہر بدن میں قوت صفراء ہی موجود ہے اور بدن قائم ہے۔

دوم قوت سودا کی تیزی سے جزئیات کا اتراؤ چڑھاؤ واقع ہوتا ہے۔ جس سے شدت بھی پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً" آگ کی اور اس کی نرمی آگ بجھنے کی دلیل ہے۔ جس سے دو حیثیتیں پیدا ہوتی ہیں۔ ایک حالت سکر اور حالت صحو پیدا ہوتی ہے۔ سکر میں جزئیات کم ہوتی ہیں اور صحو میں زیادہ اور سکر غیر حاضری کی صورت میں حاضر ہوتا ہے جب کہ صحو ہر طرح سے موجود اور حاضر ہی ہوتا ہے۔ اور رہنا پڑتا ہے۔ اس لئے ہمارے خیال میں سکر میں جزئیات کی طاقت کم ہوتی ہے اور صحو میں جزئیات کی طاقت زیادہ ہوتی ہے۔

لیکن سکر میں جُزئیات کی طاقت کم ضرور ہوتی ہے مگر تیز بہت ہوتی ہے اور جلدی اثر انداز ہوتی ہے۔ جب کہ صحو کی جزئیات میں قوت بہت ہوتی ہے مگر دھیمی ہوتی ہے۔ جو آہستہ آہستہ اثر انداز ہوتی ہے۔ اس کے بارے میں آگے تفصیل سے عرض کریں گے۔ اس جگہ ان کی کیفیات مقصود ہیں۔

سوم قوت خون ہے۔

Marfat.com

قوت خون میں ہوائی عنصر زیادہ ہوتا ہے اور یہ گردش میں رہتا ہے یہ چھوٹے چھوٹے ذروں پر مشتمل ہے۔ جس طرح سے مٹی کے ذرات یا حشرات کے ذرات مگر ان ذرات میں رطوبت بہت ہوتی ہے۔ جو چمٹ جاتی ہے یعنی لیس دار ہوتا ہے اور لیس دار ہونے کی وجہ سے نرم رو اور بہاؤ پانی کی طرح ہوتا ہے اور گردش کی وجہ سے مزید نرم رو ہو جاتا ہے۔ اس کی تشبیہہ خوشبویات اور عرقیات سے بھی دی جا سکتی ہے۔ اس میں ہوا کا عنصر سانس کی روانی سے بھی ہے۔ بہاؤ اس کا شدت میں بھی ست روی میں بھی ہے۔

یعنی وجود اس کا ذرات ہے۔ اور بہاؤ پانی کی مانند اور زندگی اس کی چلنا گردش کرنا موت اس کی منجمد ہونا اور بلغم بننا ہے۔

مگر خون میں جو سرخ ذرات ہوتے ہیں۔ وہی خون کہلاتے ہیں۔ باقی جو اس میں رطوبت ہوتی ہے وہ اس کو چلاتی ہے اور ہوا ان دونوں میں حل ہو جاتی ہے اور مانند حلول بن جاتا ہے۔

یہ قوت منجمد کرنے والی ہے۔ طریق اس کا پیوستی ہے۔ یا پوست کی صورت ہے۔ جس سے بدن سقیم قائم ہوتا ہے۔ نرم' ملائم اور گداز ہونا اس کی زندگی ہے منجمد ہو کر گوشت پوست کی صورت میں تبدیل ہونا اس کی موت ہے۔ کام اس کا ساری قوتوں کو اپنے اندر سمو لینا اور سب کو اپنی صورت میں ایک کر کے بدن کے وجود میں ظاہر ہونا ہے۔ اس کی اصل حقیقت ہے۔

اس میں نمی اور لیس داری ہوتی ہے۔ جس کو رطوبت بھی کہتے ہیں۔ یا آب کہنہ سقیم بدن کو توانائی دیکر گداز ار ملائم اور نرم کر دیتا ہے۔ اور اپنی زندگی ختم کر لیتا ہے یا پھر آب کہنہ منجمد ہو کر گوشت پوست کی صورت اختیار کر لیتا ہے اس کو لحمیات بھی کہتے ہیں۔ وہ یہ صورت بن جاتی ہے۔

بہر حال یہ چاروں اپنی اپنی خدمات کو آگے بڑھاتے ہی رہتے ہیں اور ان چاروں کا مرکب بن جاتا ہے۔

لہٰذا یہ چاروں اشیا انسانی معدے میں ڈال دی جاتی ہیں۔ جس سے یہ معدے

Marfat.com

کی ہانڈی اچھی طرح سے پکا کر تیار کر لیتی ہے۔ تو پھر یہ ایک خودکار رطوبت نما ایک مواد بن جاتا ہے۔ اس پگھلتے ہوئے لاوے کو مرکب شیر بھی کہتے ہیں۔ اور یہ ہوتا بھی شیر کی طرح ہے۔ اس کو مثانہ میں سپلائی دی جاتی ہے۔ اس سے جو آگ پیدا ہوتی ہے۔ وہ اس شیر کو آگے لے جانے میں بڑی حد تک کام انجام دیتی ہے۔ چونکہ یہ شیر ہی ہے جو اجزا کو برابر تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ جب سب اجزا اس شیر کو اپنے اندر نہایت دیانت داری سے تقسیم کر لیتے ہیں اور اپنا اپنا فیض جاری کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں تو پھر جسم کا نظام چلنا شروع ہو جاتا ہے۔

اس کا ضروری ترین حصہ معدہ ہے۔ جو ایک ہانڈی کی مانند ہے۔ جو ہر چیز کا جوہر نکال کر سارے جسم کو سپلائی کرتا ہے۔ یعنی جو جوہر جس جس عضو کو چاہئے ہوتا ہے وہ مہیا کرتا ہے۔ یعنی معدہ کی ہانڈی میں ہر طرح کی خوراک پک کر ایک شیر کی طرح ہو جاتی ہے پھر اس شیر کے جتنے مرکبات ہوتے ہیں۔ الگ الگ ہر عضو کو ملتے ہیں اور جان لیں کہ جہاں تک جان کا تعلق ہے وہ الگ سسٹم ہے اور جو بھی بیان کیا گیا ہے یہ تن بدن سے وابستہ ہے اب آگے چل کر جان کے بارے میں عرض خدمت کریں گے۔

جان کا نظام

جان بے شک رب قدوس کا وہ نور ہے جس کو روح کہتے ہیں اور روح وہ چیز ہے جو رب تعالیٰ نے اپنے خالصتاً" نور سے جدا فرما کر اپنی کرسی کے نیچے رکھا ہے۔ اس نور کو مروارید کہتے ہیں۔ اس کے بعد نورالہدیٰ سے ساری کائنات کو حیات ملتی ہے۔ یہ نور اپنے اختیار میں خود ہی کل ادراک کا منبع ہے اور اپنا مکمل نظام اپنی دسترس میں رکھتا ہے۔ اس نظام کے تمام اثرات انسان پر اچھے طریقے سے مرتب کئے جاتے ہیں۔ جس کا انسان کی جان سے تعلق ایک خصوصی چیز سے ہے اس نور کو جو مروارید سے جدا ہو اس کا نام ہے نورالہدیٰ۔ اس نور سے تمام روحوں کو حیات ملتی ہے اس کے بارے میں تفصیل سے درج کر دیا گیا ہے۔

Marfat.com

روحوں کا تعلق جان و تن سے

روح کا اصل امر سے ہے۔ اب امر نور ہے یا روح نور ہے لیکن روح اصل میں نور ہے اس کا تعلق امر سے ہے۔ امر ہوتے ہی یہ داخل ہو جاتا ہے اور سب کچھ روشن کر دیتا ہے۔ اس کے بارے میں اتنا جان لینا ہی کافی ہے کہ جتنے بھی روح ہیں سب اللہ کا امر ہیں۔ یعنی بٹن کا آن ہونا اور بتی کا جلنا تصور کر لیں۔ جب تک کہ بٹن آن ہے بتی جل رہی ہے۔ جب روح نکال لی جائے گی بٹن بند ہو جائے گا۔ زندگی ختم ہو جائے گی۔

قُل الروح من امر ربی

روح کا تعلق جان و تن سے بہت ہی گہرا ہے۔ اس کا منبع دل ہے اور اس کا تعلق قلب سے چار طرح سے ہے۔

اول حاضر حیات یعنی زندگی ہے جو موجود ہے۔ دوم قبر ہے جو خاموش زندگی ہے۔ سوم قبر سے اٹھنے کے بعد قبل از یوم الحساب اور چہارم زندگی حیات میں سونا اور پھر سو کر اٹھنا چونکہ نیند بھی آدھی موت ہے اور جینے اور مرنے کے درمیان کا فاصلہ ظاہر کرنے کی دلیل ہے چونکہ یہ نیند بھی ابدی نیند کی طرح کی ہے بلکہ اسی کا حصہ ہے۔

لہٰذا روح ایک وہ نور ہے جس کے تن میں جانے سے جان پیدا ہوتی ہے۔ اب اس کا تعلق سیدھا دل سے ہوتا ہے جس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ انسان کے جسم میں ایک ٹکڑا ایسا ہے جو وہ سدھر جائے تو سب کچھ سدھر جاتا ہے اور انسان اپنی منزل با آسانی پا سکتا ہے۔ لہٰذا رب تعالیٰ نے دل کو اپنے نور منور سے مزین فرما کر روشن اور منور کر دیا ہے۔ لہٰذا نور کا سوئچ جب مین تار سے جڑ جاتا ہے تو روشنی آنی شروع ہو جاتی ہے اور پھر کائنات کی ہر چیز صاف اور واضح دکھائی دینا شروع ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

انسانی جسم میں اس گوشت کے معمولی ٹکڑے کو مرکزی حیثیت حاصل ہے جس کی روشنی میں دماغ کام کرتا ہے اور دماغ کیا ہے۔ دماغ تن کا منبع ہے جو سارے جسم کو چلاتا اور کنٹرول کرتا ہے۔ جس میں سوچ بچار کی وسیع گنجائش ہے بلکہ بعض احادیث میں ہے کہ انسانی دماغ میں چار کروڑ مخ ہوتے ہیں جو اس کو اچھے برے فائدے نقصان وغیرہ سے آگاہ کرتے ہیں اور اپنی روشنی سے تن کو قائم رکھتے ہیں۔

جب کہ دل مین لائن سے کرنٹ لینے والی چیز ہے اگر یہ ہی کاٹ دی جائے تو کیا ہوتا ہے۔ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا اور سب نظام فیل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دل کے تار ٹوٹنے سے زندگی کی ڈور بھی ٹوٹ جاتی ہے یعنی دل نور کا کنٹرول خانہ ہے جو اپنے کنٹرول سے روشنی فراہم کرتا ہے ایک لمحہ بھی نہیں چوکتا۔ یہ آگے سپلائی کرتا ہے۔

لہٰذا یہ گوشت کا ٹکڑا بہت بڑی مرکزیت کا منبع ہے۔ یہ سدھر جائے تو سب کچھ سدھر جاتا ہے۔ یہیں سمتوں کا تعین ملتا ہے اور خواہشات کی چنگاریاں بھی یہیں سے پھوٹتی ہیں۔ اس کے اُتار چڑھاؤ اور معاملہ فہمی میں بھی بہت کردار ہیں۔ اس کی سمت درست ہونے سے ہی یہ دل عارف الولیاء ہو جاتا ہے۔ اس کو اپنی ذات میں ذات حق دکھائی دیتا ہے۔ جب یہ اسماء حق سے روشناس ہو جاتا ہے تو اس دل کو معرفت کشفی کا شرف حاصل ہو جاتا ہے اور روحانیت کا مشاہدہ کرتا ہے اور یہ ہی دل عارف بنا دیتا ہے اور درجہ کمال تک پہنچا دیتا ہے۔ اسی کو عارف باللہ کہتے ہیں۔ بلکہ فقیدالمثال ہونے کا شرف پاتا ہے۔ جو کہ بلاشبہ ایک بہترین راہ ہے یعنی اصل راہ وفاء ہے۔

دل اور روح

آئینہ دل - ایک تجزیہ ہے کہ دل کو جب بھی کھولا گیا' ہر بار ایک نئ چیز ہی سامنے آئی ہے۔ یہ میڈیکل سائنس بھی مانتی ہے۔ لہٰذا اس آئینہ دل کو شعور اور لاشعور بھی کہتے ہیں اور کچھ ضمیر بھی کہتے ہیں۔ آخری بات اس کا تحت الشعور ہے جو انسان کو لے کر چل رہا ہے۔ اس میں جھلی ہوتی ہے جس کو حس کہتے ہیں۔ یہ انسان کی بڑی

Marfat.com

رہنمائی کرتی ہے۔ بشرطیکہ کوئی رہنمائی لینے والا ہو۔ اس کا کام ہے حساس سے حساس بات کی طرف مائل کرنا اور اس پر غور کروانا اور اس سے افادیت دلوانا وغیرہ۔

حس ایک بہترین چھلنا ہے جو کہ بہترین طریقے سے چھانتا ہے یعنی باریک سے باریک تر یہ ایک جھلی ہوتی ہے جیسے کھجور کے اندر قطمیر کا ایک ہلکا سا پردہ ہوتا ہے۔

لہٰذا روح اپنی نورانی روشنی کی وجہ سے رطوبت کو تقویت دیتی ہے اور انسانی جسم کے ہر حصے میں آسانی سے سرایت کر جاتی ہے۔

حق بات یہ ہے کہ روح تو نور حکم ہے۔ سرایت اس کا کام ہے جس میں نظام جان و جسم کو اعتدال پر رکھنا اور چلانا بھی شامل ہے جب کہ باقی عنصرات میں تغیر ہے جو اور اعتدالی عناصر میں بھی تغیر لے آتے ہیں یہ ایک دوسرے پر غلبہ بھی کر لیتے ہیں اس وجہ سے انسان میں حیوانیت بھی اُمڈ آتی ہے اور اگر روحانی عنصر غالب آ جائے تو صورت فرشتہ بھی بن جاتا ہے۔

بہرحال اس وقت اصل تفہیم خون دل اور روح کی ہے۔ لہٰذا جو خون گردش میں رہتا ہے اس کو دل سے گزرنا ہوتا ہے جب کہ دل میں جو خون آتا ہے یعنی ٹھہرتا ہے وہ خون سیاہ ہوتا ہے۔ اس کو حبہ دل بھی اسی لئے کہتے ہیں یعنی سیاہ خون۔

کیفیت دل کے تغیر کی وجہ سے یہ خون سیاہ رہتا ہے اور یہیں سے صاف اور شفاف ہو کر آگے سارے جسم کو سپلائی ہوتا ہے۔

اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ دل مظہر جلالیہ کہلاتا ہے چونکہ اس میں نور کا دخل بھی ہے اس لئے بھی خون کا سیاہ ہونا ضروری ہوتا ہے۔ چونکہ سارے جسم پر ان چار اجزاء کا راج ہے۔ بے شک یہ بھی صفات جمالیہ ہیں مگر عنصرات کا غلبہ بھی ہو جاتا ہے۔ اس لئے فرشتگی اور حیوانگی دونوں ساتھ ساتھ چل رہی ہیں۔ یعنی دل منبع روحانیت جلالیہ ہے۔ اس کی وجہ سے بھی خون کا سیاہ ہونا ضروری ہے۔ بوجہ خوف (نور) یا خائف الانوار ۔ لیکن جو چیز اس کی حرکت یا اس کو تغیر میں رکھتی ہے لہٰذا خون کے ذرات سرخ' سفید اور نور کے ذرات سفید اور سیاہی مائل لہٰذا نور کے پاس سے ہر وقت گزرنے والی ہر چیز سیاہ ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس کا اصل وہ خون دل ہے۔ جو گردش

Marfat.com

میں رہتا ہے۔ یعنی صفات جمالیہ کی وجہ سے تغیر میں رہتا ہے۔ اس لئے غلبہ جلالیہ کی وجہ سے انسان فرشتہ نما ہوتا ہے اور غلبہ غیر عنصران کی وجہ سے حیوانیت میں بھی آ جاتا ہے۔ یعنی نسبت کی عروج ہر حال میں چھائی رہتی ہے۔ یعنی پل میں موم ہو جاتا ہے' پل میں حیوان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کی نسبت کی بلندی کبھی اپنے غلبہ سے انسان کو فرشتہ اور کبھی شیطان بنا دیتی ہے۔

اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ نور روح مجموعہ عجب ہے اور جسم منقطع اشیاء کا مجموعہ یعنی کبھی یک جا ہو جاتا ہے اور کبھی ٹکڑے ٹکڑے بکھرا ہوا اور دل کے بارے میں عرض ہے۔ دل کی اندرونی کیفیت چار حصوں پر محیط ہے جن پر ہر پردہ دوسرے پردے سے مختلف ہے مگر جڑا ہوا ضرور ہے۔ مگر مختلف بھی ہے۔ تین پردوں کا تعلق گردش خون سے ہے اور ایک کا تعلق ہوا اور دیگر عناصر سے جڑا ہوا ہے۔ اس کے پاس ہی جھلی نما پردہ ہوتا ہے جو خون کو صاف اور شفاف کرتا ہے اور آگے چلنے میں مدد دیتا ہے۔ اس کو بھی خط استواء ہی کہتے ہیں۔ یہ انسانی جسم کا خط استوا ہے۔ جو کہ نظام کائنات کا ایک اہم حصہ ہے

دل

دل دو ساعت سے زیادہ ایک حال پر قائم نہیں رہتا۔ لہٰذا خط استوا کا ذکر ضروری ہو گیا ہے تو پہلے اس کو عرض کر رہے ہیں۔ آگے دیکھیں!

عرش

اسی طرح عرش اللہ بھی ہر وقت جنبش میں رہتا ہے یعنی یہ بھی دو ساعت ایک جگہ قائم نہیں رہتا۔ جب کہ یہ تخت پہلے پانی پر ہی محیط تھا۔

Marfat.com

خط استواء

اب رہی بات نور کے مسلسل رہنے کی تو عرض ہے کہ جہاں نور مسلسل رہے گا وہاں ہر چیز سیاہ ہو جائے گی۔ اس کی واضح مثال کعبہ اللہ کے پہاڑ اور پتھر ہیں۔ یعنی خوف حق سے سیاہی جنم لیتی ہے۔ میں ناچیز نے کعبتہ اللہ میں پتھروں کو سیاہ دیکھ کر دریافت کیا تو یہ حقیقت سامنے آئی اور آپ ایک جگہ لائٹ رکھ کر بھی دیکھ سکتے ہیں کہ وہ جگہ سیاہ ہو جاتی ہے کہ نہیں۔

لہٰذا عرض خدمت ہے کہ مدینتہ اللہ میں نور کے مجذوب کی ہستی موجود ہے بلکہ یہ ہستی دنیا الارض سماء کے لئے موجود ہے۔ یعنی مدینہ میں حضور پاک کا موجود ہونا ساری کائنات کو نور کی روشنی کی تقسیم کرنا ہے۔ اس لئے دنیا اجلی اجلی ہے۔ جب کہ مسلسل نور السموت کی وجہ سے کعبتہ اللہ کے پہاڑ اور پتھر بھی سیاہ ہیں۔ یعنی دنیا میں ٹرانسفارمر جو ہے نور کی ساری شعاعوں کو اپنے اندر کنٹرول کر کے آگے ساری دنیا کو روشن رکھے ہوئے ہے۔ وہ حضور حق صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات اقدس کی واضح مثال ہیں۔ بلکہ سیاہی اور نور میں ایک پردہ حائل ہے۔ جس کو خط استوا کہتے ہیں۔ یعنی خط استوا میں سیاہی سفیدی کی کوئی الگ الگ حقیقت نہیں ہے۔ یہاں پر سیاہی سفیدی ایک ہی ہے اور عرض ہے کہ بات دراصل گردش جمال کی ہے۔ جو کبھی سر اور کبھی پاء میں ہے جہاں سے وحدت اور وحشت کا جمالیاتی وجود پیدا ہوتا ہے۔ یہیں سے خیر اور شر کی راہ نکلتی ہے۔ لیکن ہوتے ساتھ ساتھ ہیں۔ یعنی سادہ الفاظ نفع اور نقصان ملے ہوئے ہیں۔ اس لئے کہتے ہیں کہ عقل اور نفس دونوں اپنی اپنی لطافت میں ملے ہوئے ہیں۔ مگر الگ ہوتے ہوئے بھی ایک ہی ہیں۔

کعبتہ اللہ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نشانی گھر ہے مگر مدینتہ اللہ مکانی گھر ہے یعنی کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ خدا نہیں ہیں مگر اس سے جدا بھی نہیں ہیں۔

لہٰذا اصل واقعتہ العین الکمال جو ہے وہ ازل سے ابد تک جڑا ہوا ہے۔ اس مقام کو بھی خط استواء ہی کہتے ہیں۔

Marfat.com

لہٰذا مدینتہ اللہ کا ٹرانسفارمر جس کا نام مبارک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے یہ ایک خط استواء بلکہ اصل خط استواء جو مقام ہے یا نام ہے یا ہستی ہے یا نور کی سپلائی کا مرکز ہے۔ وہ ہی ذات پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ لہٰذا خط استواء ذات حق کے بعد ذات کی افضل ترین حقیقت ہے نقشے میں بھی دیکھیں۔ ایک بات اور ہے خدائی کا دعویٰ ہزار بار ہوا ہے۔ مگر محمدؐ کا دعویٰ نہ ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے۔ جہاں نہ دن ہے نہ رات ہے۔ نہ اجالا ہے نہ اندھیرا ہے۔ بس نور ہی نور ہے' نور ہی نور ہے۔ یعنی سیاہی اور سفیدی کی معراج خط استوا ہے اور خط استوا کی معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ (اصل بشریت کا تقاضا ہے) اور اصل نور کا منبع بھی یہی ہے۔ جو کہ تفسیر الحیات ہے بلکہ حق الحیات ہے۔

نقشہ دیکھیں (صفحہ

Marfat.com

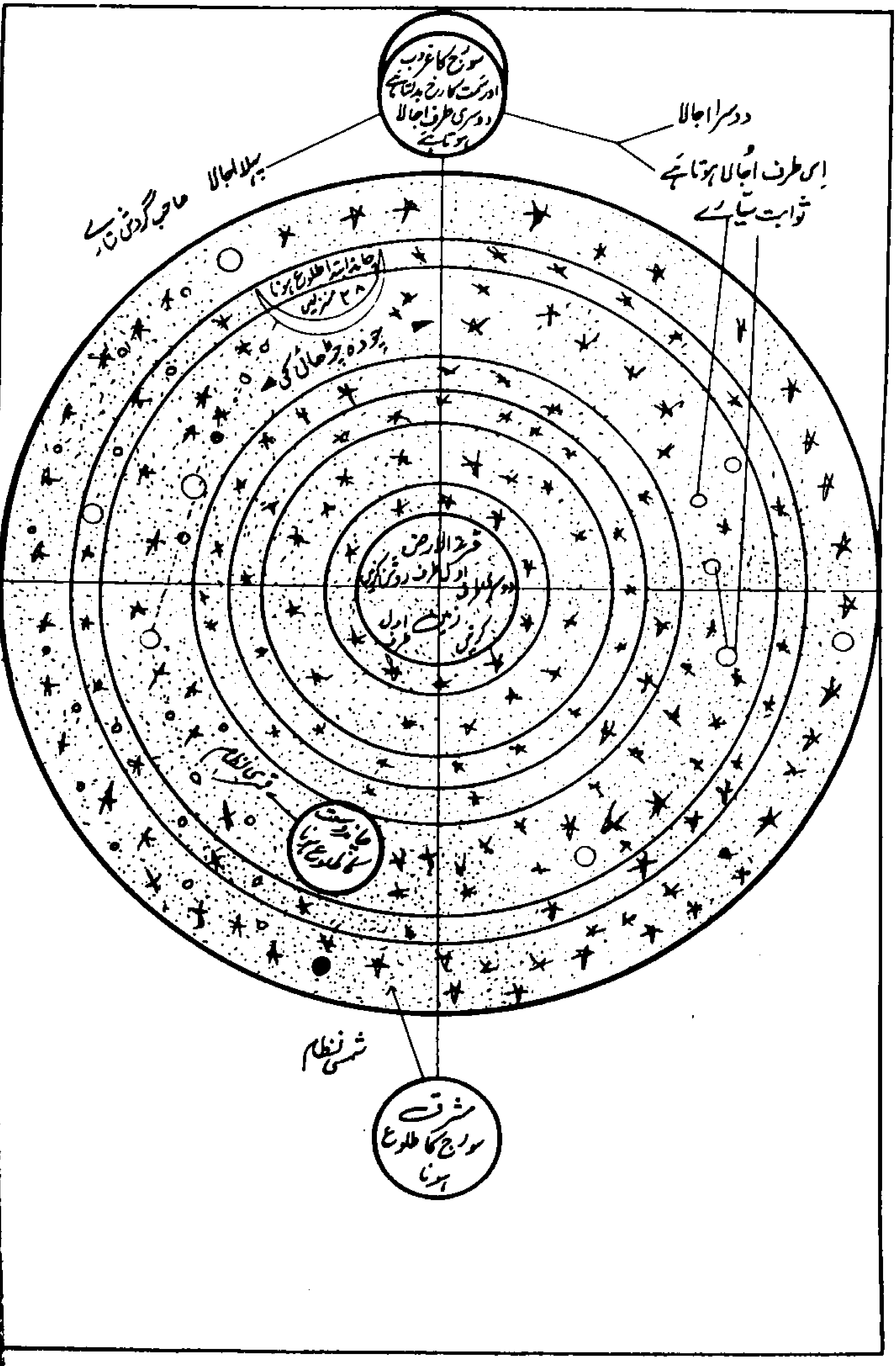
سورج کا غروب
دوسرا اجالا
اس طرف اجالا ہوتا ہے
ثوابت سیارے
پہلا اجالا
صاحب گردش تارے
شمسی نظام
مشرق سورج کا طلوع ہونا

Marfat.com

روح کا مشاہدہ دل سے

روح کا تعلق دل سے ایسے جڑا ہوا ہے۔ جیسے نور کا تعلق یعنی لائٹ کا تعلق بلب سے ہوتا ہے یا اس کا تعلق ٹرانسفارمر سے ہوتا ہے۔ یا سوئچ روم سے یا فیڈر سے۔

روح اصل میں نور ہے یہ وہ نور ہے جس سے انسان کی ہر چیز کام کر رہی ہے۔ مثلاً" آنکھیں روشن ہیں ہاتھ پاؤں چل رہے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اس مطالبت حق کو جب رب تعالیٰ نے واپس طلب کرنا ہے تو پھر یہ جسم ایک کوٹھڑی کی شکل میں اندھیرا کا اندھیرا ہی رہ جائے گا۔ یہ سب اس نور کی بدولت ہے جو سب نظام چل رہا ہے کہ ہر چیز صاف اور واضح دکھائی دیتی ہے اور انسان ہر اچھی بری چیز کا موازنہ کر لیتا ہے۔

ذرا تصور کریں کہ نور باطن سے بھی آشنائی ہو۔ اور ظاہر حق تک بھی رسائی ہو تو پھر مشکل کس بات کی پیش آ سکتی ہے۔ اس عالم میں غیر حق اشیاء کا وجود اور عین الحق کا وجود بالکل سامنے ہوتا ہے۔ اور اس مرتبے کو ذی العقل کہتے ہیں۔ اس مقام پر ہستی حق خود بخود ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور پردے کا اجارہ ختم ہو جاتا ہے۔ نقاب حق جب اٹھ جاتا ہے۔ تو جلوۂ نور کا بالمشافہ یعنی حق تعالیٰ کا دیدار کر اور کروا سکتا ہے۔

بہرحال روح کا تعلق وجود اور جان سے ہے۔ حق تعالیٰ ہی کا مظہر ہے جسے روح یا مظہری عنصر بھی کہتے ہیں۔ یہاں پر روح کا نور تمام عنصرات پر پڑتا ہے تو ہی نور اپنی نورانیت کی وجہ سے چھا جاتا ہے۔ سارے جسم پر بلکہ دل کے اندر خون رنگ سیاہ کر دیتا ہے۔ جسے حبہ دل کہتے ہیں۔ جب کہ انسانی جسم میں دل ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے تمام نظام حیات چلتا ہے۔ اسی لئے دل کو مظہر جسم کہتے ہیں۔ یہ دل ہی ہے جو بدن کی تمام نفسیاتی اور روحانی جامع المسقویات کو اعتدال پر رکھتا ہے۔ اسی دل کے ظہور سے باطنی صورت کو جامع الحقیقت کہا جاتا ہے۔ یہ اپنی اس قوت سے تمام ظہورات اور مظہورات وغیرہ کو اپنے اندر سمو لیتا ہے۔

Marfat.com

یعنی دل کو جسم و جان کا منبع قرار دیا گیا ہے۔

روح کے بارے میں رسول اللہ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ روح اللہ تعالیٰ کا امر ہے۔ مکے کے لوگ قیل قال بہت کرتے تھے اس وجہ سے اتنا ہی فرمایا گیا باقی آگے وضاحت درج ہے۔

دل اور روح

دونوں کا تعلق ایک چیز خمع میں واقع ہے وہ ہے نور حق۔ یہ دونوں اجزا ایک رطوبت کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔ رطوبت کا کام ہے آگے چلنا نور کا کام ہے جان دینا۔ جب کہ ایک جز خالصتاً" نوری ہے۔ ایک خالصتاً" عنصری ہے۔ مگر دونوں کے اجزا کا تعلق چار چار مرکبات سے ہے۔ عنصری کا تعلق پانی۔ مٹی۔ ہوا۔ آگ سے ہے اور نور کا تعلق سیدھا رب ذوالجلال سے ہے۔ دوسرا حکم سے ہے تین سرایت کرنے سے چار اعتدال کو قائم رکھنا۔ خواہ وہ جسم کا ہو یا جان کا ان سب کو ملا کر بنتا ہے آئینہ حق میں خود کو دیکھنے والا پا لیتا ہے۔ وہ اپنی صورت میں مخفی نہیں رہتا۔ مگر اندھا آئینہ کے موجود اور ظاہر کو بھی نہیں دیکھتا۔ اس لئے ماورائیت الاشیا کہلاتا ہے۔ ماو رائیت الاشیاء کو کچھ صوفیا الورایت اللہ بھی کہتے ہیں۔ یعنی موجود ہر شے میں ہے بھی اور نہیں۔ الورایت اشیاء یعنی ہر صورت میں ہے۔ مگر کہیں مخفی ہے اور کہیں ظاہر یعنی ظاہر میں آئینہ ہے اور باطن میں وجود گویا کہ مظہر میں چھپا ہوا ہے اور ظہور میں موجود یعنی جس طرح آئینہ عشق میں عاشق معشوق ایک ہی ہیں۔ چونکہ آئینہ میں دونوں کی صورت ایک ہے ۔ کوئی ممتاز نہیں۔ اور نہ کوئی حقیر ہے۔ ہاں البتہ جہاں دخل عقل آ گیا اس جگہ ایک دوسرے سے ممتاز ہوا جا سکتا ہے۔ یہ آئینہ حق انسان کے دل کے اندر موجود ہے اور اس کا حجاب مخفی ہے۔ لیکن ظاہری بھی ہے۔ یہ دیکھنے والے پر منحصر ہے۔ گویا کہ آئینہ دل کا ضمیر ہے۔ بلکہ ضمیر ایک آئینہ ہے۔

یہ آئینہ اعجاز اگر مخفی نہ رکھا جاتا تو تفکر کی کوئی قسم بھی سامنے نہ آتی۔ اور ہر

Marfat.com

طرح حجاب ہی حجاب ہی رہتا۔ اور انسان علم سے بے بہرہ رہتا۔ اس لئے ہی انسان کو تین اقسام میں تقسیم فرما دیا گیا ہے۔ اول عام قسم کا آدمی جو تذبذب میں رہتا ہے۔ دوم وہ ہے جو حجاب میں رہتا ہے۔ سوم وہ جو حجاب حق کی آشنائی میں مصروف رہتا ہے۔

اول دنیا کو ترجیح دیتا ہے۔ دوم وہ جو دین اور دنیا دونوں کے چکر میں رہتا ہے۔ سوم وہ ہے جو خاص الخاص ایک ہی لگن میں رہتا ہے۔ اور منزل مقصود کو پہنچتا ہے۔ یہی لوگ اہل دل کہلاتے ہیں۔ یعنی دل کی آواز کو بغور سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔ دیکھنے کو آئینہ دل کہتے ہیں۔ سننے کو اور تجزیہ کرنے کو ضمیر کہتے ہیں۔ یعنی باضمیر ہی زیادہ جلد راہ پا لیتے ہیں۔ اور اپنی منزل تک پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن غرض کی طلب رکھنے والے بات کی تہہ تک نہیں پہنچ پاتے اور درمیانے لوگ یہ کوشش ہی نہیں کرتے کہ کہیں پہنچ پائیں۔ لہٰذا تیسرا طبقہ ہی ہے۔ اعلیٰ درجے کے لوگ ہوتے ہیں۔ جنہیں عارف کامل کہتے ہیں۔ یہ لوگ ہر قسم کی قربانی دے دیتے ہیں۔ کسی چیز سے دریغ نہیں کرتے' یعنی ریاکاری سے پاک ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کے کپڑے میلے بھی ہوں لیکن دل اجلے ہی ہوتے ہیں۔ کسی سے حسد نہیں کرتے۔ کسی کا حق نہیں رکھتے۔ بلکہ کچھ نہیں رکھتے جب کہ نفس تو ان کے پاس بھی ہوتا ہے۔ مگر ان لوگوں کی وجہ سے ہزاروں کی بخشش ہو جاتی ہے۔ ریاکار کے کپڑے اجلے دل میلا ہوتا ہے۔ اس لئے ریا سے بچنے والے راہ پاتے ہیں۔ لہٰذا دل کو مظہر جسم قرار دیا گیا ہے۔ جو انسانی بدن کو تمام نفسانی اور روحانی جامع المستویات کو اعتدال پر رکھتا ہے اور دل ہی ہے جو ظہور ظاہر اور باطن کی صورت کو جامعتہ الحقیقت بنا دیتا ہے اور اپنے اندر تمام قوت ظہورات اور مظہورات اپنے اندر سموئے رکھتا ہے۔ یعنی دل جسم و جان کا منبع ہے۔

اسی سبب سے حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سایہ مبارک نہ تھا۔ چونکہ خط استواء کا سایہ نہیں ہے۔ حضور پاک کا سایہ نہ ہونے کی یہ ہی ایک خاص وجہ ہے۔ یعنی حضور حق صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مقام ابدی اور امری ہے۔ اس لئے ہی خط استواء کی حقیقت سامنے آتی ہے۔

لہٰذا خط استواء وہ ہے جو رب اور بندے کے درمیان یا رب اور کائنات کے

Marfat.com

درمیان واقع ہے۔ خط استواء کے بعد ہی نظام کائنات قائم ہے۔ اس جگہ آپ کا وجود کب پیدا ہوا بھی سامنے آتا ہے۔ آپ اندازہ خود کریں۔

خط استواء

تو عرض ہے کہ جب رب تعالیٰ نے اس کائنات کو تخلیق کرنا چاہا تو اپنے اور نظام کائنات کے درمیان ایک خط کھینچا۔ یہ وہی خط ہے جس کو خط استواء کہتے ہیں۔ یہ ایک مقام بھی اور حیثیت بھی اور ہستی بھی ہے۔ رنگ و بو کی شعاعوں کا مرکز بھی کل گوہر حیات کا وجود بھی موجود بھی اور کل اصل وصل بھی۔

اس حساب سے جب نظام کائنات موجود نہیں تھا مگر حضور پاک کا وجود اقدس موجود تھا۔ لہٰذا جب کائنات کا بننا مقصود ہوا اس وقت حضور پاک کی عمر ۷ (سات) دن تھی یعنی اس دنیا کے مطابق سات ہزار سال تھی۔ اسی وجہ سے حضورؐ پاک کا نام ابد سے پہلے اور ازل تک قائم و دائم ہے اور رہے گا۔

ایک اور مثل ہے جب آدم علیہ السلام پر توجہ حق ہوئی تو آدم علیہ السلام کو پہلے خط استواء سے ہی گزرنا پڑا ہے۔ یعنی پہلے سیاہی چھا گئی اور پھر رب حق تعالیٰ کے دیدار کا نقاب اٹھایا گیا اور پھر بخشش بھی اسی منبع نور یعنی خط استواء کی وجہ سے قرار پائی۔ اور پھر جب موسیٰ علیہ السلام نے زیارت حق کی تمنا کو پانا چاہا تو بھی پہلے اندھیرے چھا گئے اور پھر خط استواء سامنے آگیا۔ اسی طرح جب ابراہیم خلیل اللہ کو آگ میں جھونکنے لگے تو آپ کو پہلے اندھیروں نے گھیر لیا اور پھر خط استواء کے نور سے جا ملایا اور گلزار کر دکھایا اور پھر ہر سلسلہ اسی طرح جڑا ہے۔ اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ بھی ہوا۔ یعنی جب تک خط استواء سے نہ گزرا جائے انسان کو بھی روشنی دکھائی نہیں دیتی۔ چونکہ آنکھ بند کرنا یا جھپکنا اور پھر دیکھنا یہ بھی خط استوا کا ایک مقام ہے۔

لہٰذا جب کوئی پیغمبر دیدار کی خواہش کرتا ہے تو اس کو بھی پہلے خط استواء سے

Marfat.com

گزرنا پڑتا ہے۔ خط استواء کے بعد ہی جبرائیل بھی دنیا یا زمین کو دیکھ یا آ سکتے ہیں۔
یعنی نزول عیسیٰ علیہ السلام سے آدم تک کا ظہور بھی جڑا ہوا ہے۔ جو ایجاد کی ابد کہلاتا ہے جب کہ عیسیٰ علیہ السلام دائرہ ازل بھی کہلاتے ہیں۔ لیکن عیسیٰ علیہ السلام سے نبی مکرمؐ تک اس کا درمیانی عرصہ بھی خط استواء ہے یا اس سے وابستہ ہے جو خالق کی تخلیق کی مصوری ہے۔ جس سے اربوں اشکال نے وجود پایا ہے۔ یعنی اس مشکل تسلسل کا سلسلہ ہی تخلیق کا معیار ہے۔ اس معیار کا عروج بھی خط استواء ہے۔ نقطہ اصل یہ ہے کہ ہر اصل کو اپنے اصل کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور اس کی اصل راہ خط استواء ہے۔ یعنی کروڑ ہا اشکال پیدا کر کے بھی خط استواء اپنے نقطہ پر قائم رہی ہے۔ یہاں یہ عقل روحانی کے تمام جزئیات ایک ہیں۔ تمام ممکنات کی حب بھی ایک ہے۔ حضوری بھی ایک ہے۔ حیرت بھی ایک ہے۔ حقیقت بھی ایک یعنی کہ سرچشمہ حق بھی ایک ہے۔ یعنی کل کلیات ایک کل اسماء ایک کل مجلات ایک الحق الحق ایک اور حروف حق ایک' ظاہر و باطن ایک' غیب و حاضر ایک' پوشیدہ ظاہر ایک' عالم ایک معدوم ایک' کتاب ایک' موت ایک حیات ایک' یعنی مقصد ایک مقام ایک سب خط استواء کے ساتھ ہیں۔ کچھ فرق نہیں ہے چونکہ ہر ایک کی راہ گزر ہی یہی ہے۔ یعنی آسمان کی بلندیوں میں جانے کا یہ ہی راستہ ہے۔ صرف

لہٰذا خط استواء پر جو ٹرانسفارمر نصب ہے اس کا نام ہے رحمت للعالمین سید الانبیا و المرسلین۔ اس نور کی سپلائی کو ہی خط استوا قرار دیا گیا ہے۔ جہاں اندھیروں اجالوں کی قیمت ایک ہے۔ یہ خط استواء کی اصل حقیقت ہے یہی وجہ ہے کہ خط استواء کا کوئی سایہ نہیں۔ یعنی کسی سمت بھی سایہ نہیں ہے۔ ایک وجہ عدل بھی ہے۔ وقت عدل ترازو کا جو خط ہے وہ درمیان اور متوازن ہے جب ترازو متوازن ہو گا تو عدل ہو گا۔ لہٰذا ترازو کے درمیان کی سوئی کو بھی خط استوا سے نسبت ہے۔ یہ بھی انصاف کی دلیل ہے۔ لہٰذا اگر کوئی ڈنڈی مارتا ہے تو ظاہر ہے حضور پاک سے وفا نہیں کرتا۔

بہرحال ہر نقطہ اپنے کلیئے کے لحاظ سے بے شمار جزئیات کا مالک ہے۔ مگر خط استواء ہر حال میں قائم المقیم ہے۔ اور ہر نقطہ عروج پر حاوی ہے اور تمام جزئیات سے

Marfat.com

بالا تر ہے۔ اور اس کا علم پوشیدہ میں بھی ظاہر ہے۔ اور ظاہر میں بھی دراصل پوشیدہ ہی ہے۔ اسی لئے واصل الحق کہلاتا ہے یا جامع الحق ہوتا ہے۔

اسی لئے تو کائنات کی تمام مخلوق کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں حتیٰ کہ اندھیروں اور اجالوں، جن و ملک سب کے رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کائنات کا ہر ذرہ مخلوق ہے۔ اسی لئے اعلیٰ ہیں اسی لئے ہر مخلوق کے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ لہٰذا حضور حق نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہیں ہے کی وضاحت خود بخود ہو جاتی ہے آپ کی ذات اقدس کا سایہ نہ ہونا ہی آپ کو خط استواء قرار دیتا ہے۔

درحقیقت خط استواء نظام کائنات کی حدود کی ابتداء ہے۔ یعنی یہاں سے کائنات کا ظاہر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا عرض ہے کہ ہر شے کی ابد کو حیات کی صورت اس وقت عطا ہوتی ہے جب وہ کسی دائرہ خاص سے گزر کر اپنی حیات کو پہنچتا ہے۔ اور پھر عروج کو اور پھر زوال کو مگر آخری نقطہ عرض ہے۔ خط استواء ایک ایسا نقطہ ہے جس کو زوال نہیں۔ بلکہ جب ازل کا قیام بھی واقع ہو گا۔ تو وہ تخت بھی اسی مقام پر ہو گا کیونکہ عدل کی اصل بھی خط استواء ہی ہے اور پردے کی بات یہ تھی مگر عرض ہے کہ تخت کی اصل جگہ بھی خط استواء ہی ہے۔ یعنی وہ تخت جو روز ازل کو لگایا جائے اسی لئے کہتے ہیں کہ خط استواء خدا نہیں مگر خدا بھی اس سے جدا نہیں۔

لہٰذا ہر حال میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنا ضروری ترین حق ہے جو کہ اپنے ہی فائدے میں ہے۔

حق کی حقانیت محبوبیت ہے جو ہر جوہر کو عالم وجود عطا کرتی ہے تو پھر ہو جاتا ہے وہ پیر ہو یا فقیر یا شہنشاہ سب ایک ہی صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں اسی جگہ پر اقبالؒ نے فرمایا ہے کہ ۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

سو وصف کا چانن بھی یہیں سے ہوتا ہے اور رفعت کا نور بھی یہیں سے ملتا

Marfat.com

ہے۔

آئینہ دل میں جو تین اشکال ہیں پردوں کی طرح ان میں ہر طرح کی باتیں یادداشت میں بھی ہیں اور نہیں بھی ہیں۔ سب تحریر ہیں۔ اسی آئینہ دل میں تین بال ہوتے ہیں۔ جو آئینہ دل کو صاف اور شفاف رکھتے ہیں اول پردہ جیسے کھجور کے اندر قطمیر ہوتا ہے اس طرح کا ہوتا ہے۔

دوسرا پردہ جیسے ایک نقطہ ہوتا ہے تیسرا پردہ ایک دائرہ جیسے درمیان سے خالی ہو وہ نقطہ ہر پردے کا شعور الگ الگ کر دیتا ہے۔ یہ آگے بیان کریں گے۔ چونکہ نقطہ وجود کو پیدا کرتا ہے یعنی وجود کو دائرہ دینا یا اس کی وسعت کو واضح کرتا ہے اور جو قطمیر کی طرح ہوتا ہے ہر چیز کی چھان بین کرتا ہے۔ اور باریک بین بنا دیتا ہے۔

آئینہ حق

آئینہ حق وہ چیز ہے جو حبہ دل کے آخری خانے میں پایا جاتا ہے۔ جہاں خوف حق کے بعد صداقت جنم لیتی ہے۔ حبہ دل وہ سیاہ خون ہے۔ جو سارے نظام جسم کی زندگی کا باعث ہے اور آئینہ دل اس کی گہرائی ہے۔ جو ضمیر کی ایک کڑی ہے جس سے تمیز اور شعور پیدا ہوتا ہے یہ وہ آئینہ جس کے بارے میں عرض ہے کہ گردن جھکا لی اور تصویر یار دیکھ لی۔

یہ تمیز کو واضح کرنے کی راہ ہے اور ماخلق الانسان جس سے بنا ہے۔ یعنی جو پانی کے ایک قطرے سے ساری کائنات تخلیق کر سکتا ہے۔ وہ کیا نہیں کر سکتا۔ اور اسی کے حکم سے جنات اور انسان تخلیق ہوا ہے۔ یعنی ما خلقت الجن انس الا یعبدون "میں نے بے شک جنات اور انسان کو تخلیق کیا ہے" اور بھی سب کچھ ایک جگہ حدیث پاک میں ہے کہ جناب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یعبدون رب تعالیٰ کا استقلال ہے۔ اس کی اصل تو یعرفون ہے جو انسان کی استدلال ہے۔ جب تک انسان یعبدون سے یعرفون تک کا سفر طے نہیں کر لیتا۔

Marfat.com

دوسرے لفظوں میں یہ کہ یعبدون رب کا استقلال اور یعرفون بندے کا استقلال دونوں ایک نہ ہو جائیں۔ اس وقت تک عرفان اللہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ چونکہ رب تعالیٰ کا استقلال شفاف اور پاکیزہ ترین ہے اور اگر انسان کا باطن یعنی آئینہ حق پاکیزہ اور شفاف نہ ہو گا تو دونوں ایک کس طرح ہو سکتے ہیں۔

لہٰذا کشف اور عرفان تو اپنے آئینہ حق میں ہی ہے۔ چونکہ یعبدون رب کا آئینہ حق ہے۔ یعرفون انسان کا آئینہ حق ہے لہٰذا دونوں کا روحانی قلبی کشفی مخفی اخفی ہونا ایک ہی ہے۔ جو امر میں بدل جاتا ہے اور امر ہو جاتا ہے۔

چونکہ جو رضا پر موجود ہے وہی خلاصہ عرفان حق میں مشغول ہے یعنی عملاً استدلال لے کر چلنے والے ہی استقلال کی راہ کو پالیتے ہیں۔

بہرحال انسان اپنی جامعیت اور مرتبت میں اپنا ایک خاص مقام رکھتا ہے بے شک اس کا اپنا مقصد کچھ بھی ہو۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ کمالات کا مجموعہ تو ذات باری برحق ہی ہے۔ باقی ایجاد کی بنا تو آدم ہی ہے۔ اور یہ ہی رہے گا لیکن ایک بات وہ بار بار کہتا ہے۔ کہ میں کسی کی محنت اور لگن کو ضائع نہیں کرتا۔ یہ ہی تو اس کا کمال ہے اس کی مثال ہے کہ رب تعالیٰ اپنے اندر زبردست قوت کو رکھتے ہوئے بھی بغیر حق کے نہیں چلتا یہ اس کا تدبر اور فراست کا دائرہ کار ہے یہ اس کا آئینہ حق ہے اور یاد رکھ تیرا ہر ایک اعضا تیرا جاسوس ہے۔ جو وقت پڑنے پر تیرا ساتھ نہیں دے گا۔ سب کچھ اگل دے گا۔ گویا آئینہ حق میں تیری ایک فلم تیار ہو رہی ہے۔ جو تمہارے ریکارڈ میں موجود ہو گی اور وہی سب کچھ تجھے بتا دے گی کہ تو کیا کرتا رہا ہے اور اگر گواہی کی ضرورت پیش آئی تو تیرے جسم کے تمام اعضاء سب کچھ اگل دیں گے جو کبھی بھی تیرے حق میں نہیں ہو گا۔ اس سے بہتر ہے کہ تو اپنے اعضاء کو بھی اس جگہ لگا جس پر انعام حاصل ہونے کی توقع ہو۔ اور اپنے آئینہ حق کو صاف اور شفاف کر اور وہ رکھ جو تیرے لئے ہر حال میں بہتر ہے۔ یعنی مثقال ذرۃ کی حقیقت مدنگاہ رکھ تو منزل پا لے گا انشاء اللہ۔

Marfat.com

قرآن پاک یعنی کتاب حق (حصہ اول)

قرآن پاک یعنی قر کے معنی ہیں قدیم کے اور آن کے معنی ہیں آیات یا حصے۔ یعنی قر آور یا پرانی باتیں اور پورے معنی ہوئے پرانے قر آور قدیم قصے ایک حکایت ہے کہ کروڑ ہا سال ہو گئے اس دنیا کو وجود میں آئے ہوئے۔ تو اس طرح سے لاکھوں سالوں کے قصوں کا مجموعہ ہے قرآن پاک بلکہ اربوں سالوں کا نچوڑ ہے قرآن پاک اور پھر بہ زبان اللہ۔ قر کو قرا یعنی زمین کے قصوں کا مجموعہ بھی کہہ سکتے ہیں۔

حسن بصری روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن پاک کی کوئی سورت یا آیت از خود نازل نہیں کی گئی بلکہ ہر لفظ اپنے تجربے اور تجزیئے سے گزر کر وجود میں آیا ہے۔ یعنی جو پہلی قوموں نے کیا یا ان کے ساتھ جو کچھ ہوا یہ وہی دہرایا گیا ہے مگر اس کی اہمیت اس لئے زیادہ اور پائیدار ہے کہ خود رب ذوالجلال نے فرمایا ہے۔

بلکہ یہ کتاب نہیں یہ ایک خطاب تھا۔ جس کو صورت شکل میرے محبوب حقؑ نے دی۔ خطاب میں ہر بات کی وضاحت بڑی خوش اسلوبی سے بیان کر دی گئی ہے اور اپنی شفقت کا اظہار بھی کر دیا گیا ہے۔

اس کتاب میں دانائی اور حکمت کی اصل باتیں تو وہی ہیں جو رب ذوالجلال نے فرما دیں اور (جو بیان فرمایا ہے) یعنی کامل حیات لائحہ عمل عطا کیا جو اور کسی قوم کے پاس نہیں ہے۔

قرآن کے لغوی معنی دور کرنا بھی بنتا ہیں۔

ایک روایت ہے کہ قرآن پاک کا اصل تو پہلی تین آیات مبارکہ ہیں۔ یعنی سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں پلن ہار، رحیم اور یوم آخرت کا مالک ہے۔

لیکن رب تعالیٰ جانتا ہے کہ انسان اس کو ادا نہیں کر سکتا لہٰذا اس نے انسان کو الحمد کا طریق ہی نہیں بلکہ یہ بھی بتایا کہ اس کے آگے تم نے کیا کہنا ہے۔ یہ ہی طریق

Marfat.com

جو بتایا اس کو رائج کر دیا کہ وہ طریق یوں ہے تاکہ تم فائدہ لے سکو۔

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ۔ امین

اس کے معنوں کا مقصد تو واضح ہے یعنی اس راہ پر چلا جس پر تیرا انعام ہوا نہ کہ اس راہ پر کہ جس پر تیرا غضب ہوا۔ الفاظ کو آپ خود دیکھیں اور جگہ کا تعین بھی خود کریں جو سب سے بڑی بات ہے یعنی ادائیگی کا سلیقہ بتانا مقصود تھا سو بتا دیا۔ چونکہ انسان کی اتنی بساط نہ تھی نہ ہے کہ الحمدللہ کے بعد اپنی عقل سے کچھ کہے اور بات حق تعالیٰ کے معیار پر پوری اترے۔ اس لئے حق تعالیٰ نے اپنے بندوں پر شفقت فرما کر یہ بھی بتا دیا کہ یوں کہو تو تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے۔ لہٰذا اس کی شفقت کا وہ کمال بھی سامنے آگیا جس کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔

علیٰ ہٰذا القیاس قرآن کو ادا کرنا بہ زبان اللہ ہے یعنی اللہ کی زبان سے دہرانا یا اس عہد کو دہرانا جس کو رب تعالیٰ نے اپنی شفقت سے انسان تک پہنچایا۔ ہمارے خیال میں ایک اور بات بھی ہے وہ یہ کہ قرآن حق قوموں کے قصوں کے علاوہ یہ بھی واضح کرتا ہے کہ برائی کی راہ پر چلنے والوں کا انجام یہ ہوا اور نیکی کی راہ پر چلنے والوں کا انجام کیا ہوا ہے۔ اور یہ بھی ساتھ ساتھ واضح کر دیا کہ ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اور تم کیا کر سکتے ہو۔ جب کہ وہ جانتا ہے کہ انسان کی اوقات کیا ہے؟ لہٰذا صرف اور صرف اس کے فرق کو ہی دیکھ لیجئے تو سب کچھ سمجھنے میں آسانی ہو جائے گی۔ لیکن ہر دلیل کے ساتھ ساتھ کسی ایک انسان کا تعلق قائم ہے اور یہ تعلق ہی اس کی شفقت کو واضح فرماتا رہتا ہے اور وہ راہ بتاتا رہا ہے کہ تم کس طرح میرے ہو سکتے ہو۔ کئی ایک حدیثوں میں ہے کہ انسان کو اگر پتہ چل جائے کہ قرآن پاک کے کیا فائدے ہیں تو ساری زندگی کیا دس زندگیاں بھی مل جائیں قرآن کو نہ چھوڑے۔ قرآن پاک جب کھولیں گے نئی بات سامنے آئے گی جس طرح دل کو کھولنے سے نئی بات سامنے آتی ہے۔ یہ قرآن کریم کا

Marfat.com

سب سے بڑا معجزہ ہے۔ اور دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ اس طرح اس کے کئی معجزات ہیں اور خود پڑھنے کا سلیقہ بتانے والی کتاب ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ کسی کی خون کی نالی کسی اور طرف لگی ہوتی ہے یا دیگر اسی طرح بلکہ جب دل کھولا گیا ایک نیا ہی علم وجود میں آیا جو کہ تجربہ گاہ میں آ چکا ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ظہور نبوت اور سایہ
اور خط استواء کی شکل

نبوت کا ظہور آدم علیہ السلام سے ہوتا ہے اور مخلوق کا ظہور بھی آدم سے ہی ہوتا ہے۔ ایک جگہ تحریر ہے (آ) الف کو اللہ کا اشارہ دیا اور مد کو سایہ قرار دیا (دم یعنی سانس) کو آدم بنا اور ظہور قرار دیا۔ یعنی اللہ نے اپنے سایہ میں سانس کو چلنے کا ظہور دیا۔

بہرحال نبوت کو کامل اور مکمل حضور پاکؐ پر فرمایا اور مخلوق کو پایہ تکمیل کی راہ کا بانی بھی حضور پاکؐ کو فرمایا اور دین حق کی مثل کا نگہبان اور پاسبان بھی بنا کر ساری کائنات کو روشنی کا وسیلہ عطا فرمایا یہ شان بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو عنایت فرمائی اور شریعت حق دے کر کامل اکمل دین بھی عنایت فرمایا۔

ہمارے خیال میں جو تحقیق کا سوال کرتا ہے۔ وہ دراصل ہدایت کی رجوع کا باعث بنتا ہے۔ مگر کور مادر زاد کیا حل کرے گا؟ اس کو جس کی بینائی از خود درست نہیں ہے۔ جب تک انسان اپنی بینائی کا تعین درست سمت کو نہ کر لے' اس کے کامیاب ہونے کے چانس کم ہی ہیں۔

(ا) (مثل یعنی کتاب)

لہٰذا دیدہ بصیرت کو کس طرح درست کرنا ہے یہ بینائی حاصل کرنے کے لئے حضور پاکؐ کی تابعداری کو واضح رکھے یعنی حیات پاک کو نظروں میں رکھے۔

چونکہ یہ ہی نسخہ نفس الٰہی ہے اس وجہ سے تو تم اپنے آپ سے بہت کچھ جانتے

Marfat.com

ہو اور تمہارے حق کا سورج طلوع ہوتا ہے۔

اس لئے وہ طلب کر جو تجھ سے ہو سکے اور اس کی تمنا نہ کر جس کی تجھ سے طلب ہو پھر جواب نہ دے سکا تو کیا ہو گا؟ لہٰذا صورت انبیا کو لباس نبوت سے مظاہر کر دیا اور کسی نہ کسی طور حقائق سے آگاہ کر دیا۔ یہ الگ بات ہے کہ کچھ کو مخفی اسرار کا نام دیا اور کچھ کو ظاہرہ امور کا نام دیا۔ لیکن کمال ولایت میں ہر طرح اور ہر طور سے محمد عربی کا ظہور ہی مد نظر رہتا ہے۔ منفی انداز میں حضرت محمد مہدی کا مرکز ہی ہو یا دیگر کسی اسرار کا علوم سب کا کامل ترین احکام سے مستفید ہونا تو پھر ہی ہوتا ہے جب حضور مقبولؐ کی تابعداری میں یا اتباع میں آتے ہیں۔

چونکہ تمام تحائف اور تمام جامع مراتب مجاز کا مجموعہ صحائف سب حضور اقدس کی مرہون منت ہے۔

یہاں تک تمام مظہر رحمانیہ ان کی جامع حدود ولایت کو بھی اپنا مقصود حق حضورؐ پاک کی شان اقدس ہی سے قرار دیتے ہیں اور انہی سے فیض حاصل کرتے ہیں۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہر دو عالم الملک و عالم الملکوت کی خلافتیں آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات اقدس سے ہی مشرف باد ہوتی ہیں (یا روشن ہیں) یا ٹھہرتی ہیں۔ جس میں چلنا سمت اختیار کرنا بھی شامل ہے اور حدود و درجات پانا بھی شامل ہے۔

لہٰذا جب نور عظمت آفتاب سے جدا ہوتا ہے تو صبح کا وجود عالم طلوع میں نمودار ہوتا ہے اور یہ نور اپنے پورے حقوق سے ظاہر ہوتا ہے۔ حق کی تابانی اس قدر زیادہ ہوتی ہے جو بیان کی حدود سے باہر ہے۔ یعنی اس قدر قریب ترین ہوتا ہے کہ دائرہ افق سے گزر کر مشرقی سمت سے طلوع ہوتا ہے۔ یعنی روشنی کا اعجاز اس قدر زیادہ ہوتا ہے کہ اس کی بلندی امر اس استواء تک کو روشن اور منور کرتی نظر آتی ہے لہٰذا سایہ کی حدود کا اعجاز شروع ہوتا ہے۔ تو سائے بنتے ہیں۔

Marfat.com

سایہ

ہر شے کا سایہ دو مثل ہوتا ہے۔ مثل ہے کہ عصر سے مغرب تک ایک اور صبح سے دوپہر تک ہوتا ہے۔ جب زوال آفتاب کا باعث سامنے آتا ہے تو مشرق اور مغرب ایک ہی استواء پر سے گزر رہے ہوتے ہیں اور دونوں سائے سنہرے پن میں اندھیرے کا انتظار کر رہے ہوتے ہیں۔ لہٰذا جب خورشید کی آمد کا سماں سامنے آتا ہے دوسری طرف بھی تاریخ عالم کا ہر ذرہ خود آفتاب نظر آتا ہے اور ایک سایہ سمٹ جاتا ہے اور ہر سایہ کا رخ دوسری طرف اختیار کر لیتا ہے۔

لہٰذا سورج کے بلند ہونے سے سایہ کیوں بنتا ہے؟ جواب ہے چونکہ سیاہی کا رخ دوسری جانب جھک جاتا ہے اور آفتاب کا سایہ خود اسی کے اپنے نور میں چھپ جاتا ہے۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ اتنی بلندی پر ہوتا ہے کہ اس کا سایہ اپنے ہی پردے میں ظاہر نہیں ہوتا اور وہ چھپا ہوا لگتا ہے۔ مگر چھپا ہوا نہیں ہوتا۔ چونکہ اس سایہ کی حد بھی اپنی بلندی پر رہتی ہے وہ بلندی جو ہے وہ ہے خط استواء یہاں پر ہر نور یا اجالے اندھیرے سب کی حدود ختم ہو جاتی ہیں۔ اور سب ایک جگہ ہوتے ہیں۔ چونکہ کوئی رخ بھی پوشیدہ اور ظاہر نہیں رہتا اس لئے سایہ کا وجود ختم ہو جاتا ہے۔ یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کی وضاحت اقدس عرض ہے تو یوں ہے کہ جو میم ہے اس سے مجوعہ اسماء بنتا ہے اور (ح) سے حدود کا تعین وجود پکڑتا ہے اور پھر دوسری میم اپنے مرکز کو پلٹنے کا حکم دیتی ہے تو اندھیرے اجالوں میں بدل جاتے ہیں پھر (دال) جب دال دیدار کرواتی ہے تو سب کچھ روشن ہو جاتا ہے۔

نقشہ دیکھیں۔

اس کو خط استواء کی شکل دکھانے کے لئے ایسے لکھا ہے لیکن یہ ہے کھڑی طرح

یہ شکل ہے خط استواء جہاں پر اندھیرے اجالے یک جا ہو جاتے ہیں یعنی دن اور

Marfat.com

رات میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

اس وجہ سے دونوں ظلمتوں کا آفتاب روئے مشرق واقع ہوتا ہے۔ چونکہ یہ اگر اپنی سمت مغرب میں رکھتا تو سایہ ہر وقت ساتھ رہتا۔ اس لئے اس کا نظام جہتوں کی غرض سے مبراء ہو جاتا ہے۔ ایک جگہ لکھا ہے کہ خط استواء حد ہے اللہ اور کائنات کے درمیان کی یا ایک نقاب ہے۔

سمتوں کا طریق یہ ہے۔

۱۔ سمت مشرق شمال کو روشن رکھتی ہے۔

۲۔ سمت مغرب جنوب کو روشن رکھتی ہے۔

۱۔ یک جا ہو کر ایک اندھیروں اور ایک اجالوں کو روشن رکھتی ہے۔

۲۔ یعنی ایک سمت اجالوں کو روشن رکھتی ہے اور ایک سمت اندھیروں کو زندگی دیئے ہوئے ہے۔

۳۔ ایک بات اور بھی ہے کہ ایک سمت ظاہر رکھتی ہے اور دوسری سمت مخفی رکھتی ہے ظاہر روشن ہوتی ہے۔ مخفی یعنی ظلمت اندھیرا بلکہ ایک جگہ یوں ہے کہ ان کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ ایک سمت شمال کو روشن رکھتی ہے۔ دوسری سمت جنوب کو روشن رکھتی ہے۔

۲۔ یا یوں ہے کہ ایک سمت چاروں کو زندگی دیئے ہوئے ہے۔ یعنی (مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب) دوسری سمت اندھیروں کو زندگی دیئے ہوئے ہے۔

۳۔ یعنی ایک سمت ظاہر ہے اور ایک سمت پوشیدہ ہے۔ ظاہر روشن ہے۔ پوشیدہ ظلمت ہے۔ لیکن پوشیدہ ظلمت بھی روشن ہے۔ انسانی خواب کی مانند لہٰذا اس حقیقت میں قیاس آرائی ممکن نہیں ہے۔ اس کی وجہ ایک عالم روشن ایک عالم ظلمت بلکہ ثابت یہ ہوتا ہے کہ قطبین اور خط استواء میں برابر کا فاصلہ ہے۔ بغیر کسی جھکاؤ کے اس وجہ سے سایہ پیدا نہیں ہوتا ہے۔

یہ ہی حقیقت اسم (محمدؐ) کی سامنے آتی ہے یعنی مرتبہ سامنے آتا ہے۔ ہمارے خیال میں تو یہ ہے کہ مخلوق تو درکنار تمام کائنات کا نور خط استواء سے اپنی حیات پاتا

Marfat.com

ہے۔ مگر اپنی سمت کے حکم میں لگا ہوا ہے۔ یعنی حکم سے بندھا ہوا ہے۔ ظلمت میں بھی موجود اور اجالوں کی روشنی میں بھی موجود یعنی ہر دور میں موجود ہے۔

لہٰذا خط استواء ساتویں آسمان پر واقع ہے اس کا کسی ایک طرف جھکاؤ نہیں۔ جہاں سے حدود عرش اولیٰ شروع ہوتی ہے۔ عرش کی تین سیڑھیاں ہیں۔ عرش اولیٰ دوم عرش اولیٰ سوم آخری ہے۔ نیچے دیکھیں اس کا قیام مستقیم ہے اربعہ سمتوں سے وابستہ ہے۔ اس کا کسی ایک طرف جھکاؤ نہیں ہے اور نہ مڑا ہوا ہے اور نہ کم اور نہ زیادہ بس رب کے اندازے پر درج ہے یعنی حق مستقیم ہے اس کے تمام اوصاف جامع اور واضح اور اعتدالی ہیں۔ یہ وہی نور ہے جو انسان کو انفرادیت دیئے ہوئے ہے۔

یعنی یہ نور وحدانیت سے آدم کو انفرادیت دیئے ہوئے ہے۔ اس کا نقشہ اگلے صفحوں پر دیا گیا ہے۔

Marfat.com

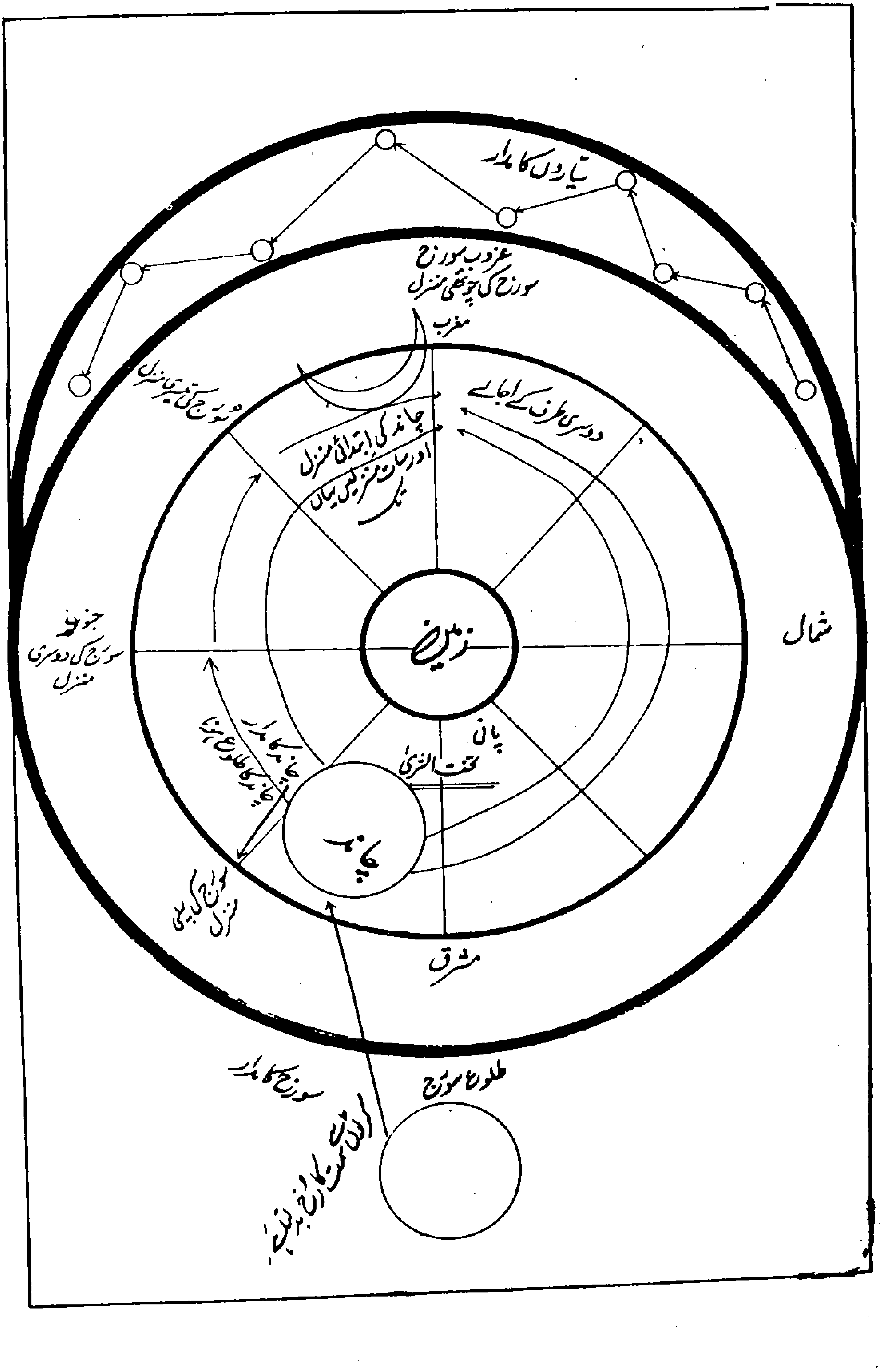
ستاروں کا مدار
غروب سورج
سورج کی چوتھی منزل
مغرب
سورج کی تیسری منزل
دوسری طرف لے جائے
چاند کی ابتدائی منزل
اور سات منزلیں یہاں
تک
جنوب
سورج کی دوسری منزل
شمال
زمین
پانی
تحت الثری
چاند کا مدار
چاند کا طلوع ہونا
چاند
سورج کی پہلی منزل
مشرق
سورج کا مدار
طلوع سورج

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن پاک

(دوسرا حصہ)

قرآن کی تعلیمات میں چھپے ہوئے خزانوں کی خبر بھی قرآن پاک نے دی۔ رہی انسان کی بات تو انسان تو اپنے بارے میں کچھ نہیں جانتا وہ کسی اور کے بارے میں کیا جانے گا۔ یہ سب اسی کا کرم ہے کہ تعلیمات سے جس نے استفادہ چاہا اس کو مل گیا۔

لہٰذا یہ قرنوں کی باتیں تجربے اور تحقیق کے بعد ہم تک پہنچی ہیں۔ ان باتوں میں اس رب عظیم کی وہ باتیں شامل ہیں جن سے اس کی انسان کے ساتھ محبت اور شفقت عیاں ہے۔

رب قدوس نے محبوب حق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر طرح سے ہر وقت آگاہ رکھا۔ یہ ہی بات انسان کے ساتھ محبت اور شفقت کی دلیل ہے۔

کیا یہ کافی نہیں ہے۔ اس کلام حق کے کئی معجزے موجود ہیں۔ سب سے بڑا معجزہ یہ ہے کہ جس طرح نازل ہوا ابھی تک اسی طرح ہم تک پہنچا ہے۔ اور دوسرا معجزہ کہ کوئی اور کتاب کسی بھی سینے میں اس طرح محفوظ نہیں ہے۔ تیسرا معجزہ یہ ہے کہ جب بھی آپ تحقیق کی جستجو میں اس کو کھولیں گے کوئی نہ کوئی نئی بات ضرور سامنے آئے گی۔ اور چوتھا معجزہ ہے کہ دنیا میں ابھی تک اس سے زیادہ پڑھی جانے والی کوئی کتاب موجود نہیں ہے۔ پانچوں معجزہ ہے کہ جیسے جیسے پڑھتے جائیں گے دل کا سرور بڑھتا جائے گا اور چھٹا معجزہ یہ ہے کہ جب سے یہ کتاب نازل ہوئی ہے کسی دور میں اس کی مقبولیت کم نہیں ہوئی اور انشاء اللہ نہ کم ہو گی۔ ہر دور میں ہدایت اور رشد کا منبع ہی رہی ہے۔ اور رہے گی۔ انشاء اللہ علیٰ ہذا القیاس اسی طرح اور ہزاروں ہی

Marfat.com

معجزات ہیں۔ اس کتاب حق کے اور دنیا میں معقولات اور غیر معقولات سب کی خبر اس نے دی ہے۔ طریق اس نے دیا' قانون اس نے دیا۔ محبت کا درس اس نے دیا۔ حق دار کا حق دینے کا سلیقہ اس نے دیا۔ ظلم کی نشاندہی اس نے کی۔ اور مظلوم کی نشاندہی اس نے فرمائی صداقت عدل کا سبق اس نے دیا۔ اخوت و مروت اس نے سکھائی۔ الغرض کہ کیا کیا نہیں دیا۔ اور کیا کیا نہیں بتایا۔ اس کی خوبیاں بیان کرنے کے لئے پوری دنیا کی قلمیں اور علم ناکافی ہیں۔

تیس پارے دروازے ہیں (۱۱۴) علوم کے یا حجرے ہیں (۵۴۰) سیڑھیاں ہیں (۶۶۶۶) حضوریاں (۱۴) رکوع منزلیں ہیں۔ حضوریاں کل کلمات (۸۶۴۳۰) تمام حکم ہیں اس گلشن کے تمام پھول (۳۲۳۶۰۷) ان سب کی جمع ۲۲ سال ماہ ہیں جن میں نزول قرآن ہوا ہے جن کی وقتی حدود کل بنتی ہے (۹) چھ دن کائنات کی تعمیر کے ایک قرآن' ایک رب' ایک محبوبؐ

حقیقت یہ ہے کہ ہمارا بال بال حضورؐ پاک اور قرآن پاک کا قرض دار ہے۔ لیکن اس شفقت کا اندازہ تو کریں کہ اس کے باوجود بھی جو عمل ہم آپ کریں گے وہ سب آپ کے اپنے فائدے میں دیئے جائیں گے۔ کوئی ایسی دکانداری نہیں ہے جس میں مول بھی اور منافع بھی دونوں آپ ہی کے فائدے میں جائیں۔

اس سے نہ کوئی بات اچھی ہے اور نہ ہی کوئی سوداگری اچھی ہے

لیلتہ القدر

سوال - قرآن کریم کو رمضان میں اتارنے کی کیا وجہ تھی؟

جواب - رحمت والے چار مہینوں میں سب سے زیادہ رحمت والا مہینہ ماہ رمضان کو قرار دیا ہے۔ اس کی وجہ سے اس ماہ میں تین راتیں بہت زیادہ اہمیت اور حرمت والی ہیں۔ انہی راتوں کو لیلتہ القدر قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ اس میں سے ایک رات کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے چونکہ اسی رات کو اس کلام حق کو نازل فرمایا۔ اس رات کی فضیلت

Marfat.com

سب سے بڑی جو ہے وہ یہ ہے کہ رب حق تعالیٰ کی خاص توجہ انسانوں پر ہوئی ہے۔
دوسری بات یہ کہ ستائیسویں رجب کی رات کو کل ملائکہ بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں۔

نوٹ۔ ایک ملائکہ جو طواف کر لیتا ہے اس کی باری قیامت تک دوبارہ نہیں آئے گی۔

ایک روایت ہے کہ رب ذوالجلال کا دیدار ہوتا ہے۔ لیلتہ القدر کو ساتویں آسمان پر بیت المعمور کو سجایا جاتا ہے اور تخت حق بچھایا جاتا ہے۔ اس سبب سے رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یعنی تمام خزانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

اسی طرح رحمت حق جب جوش میں آئی تو محبوب کی طرف توجہ زیادہ ہوئی اسی توجہ کے سبب زیادہ رحمتوں کا نزول فرمایا گیا۔ جس میں سب سے بڑی رحمت رب تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرمائی کہ قرآن پاک نازل فرما دیا جو قانون بھی ہے رحمت بھی دانائی اور حکمت بھی۔

اس کا طریق یہ ہے کہ جب ملائکہ طواف کرتے کرتے وجدانی کیفیت میں آتے ہیں تو رب ذوالجلال پھر ملائکہ کو خطاب فرماتے ہیں تو محبوب کی زمین پر موجودگی کو دکھاتے ہیں تو ایک بڑی رحمت اور برکت اور حکمت کی بات بتا دیتا ہے جسے جبرائیل کے سپرد کیا جاتا ہے اور رسول اللہ تک یہ باتیں پہنچانے کا حکم صادر فرماتا ہے۔ اس حکم میں جو جلوت اور محبت تھی اس میں حکمت اور دانائی ڈال دی اور رب ذوالجلال نے اپنے محبوب کے تحفہ کو عطا کر دیا اس تحفے کا نام قرآن پاک ہے اور قرآن پاک کو قرآن مجید کیوں فرمایا؟

وہ وجہ یہ تھی کہ قرآن ہو گیا صدیوں کے قصے اور حالات مجید ہو گیا بزرگ' برکت والا تو سب نام ہوئے۔ اللہ بزرگ و برتر کے اس لئے کلام مجید بھی کہا گیا ہے۔
اس کی کئی وجوہ ہیں پھر جیسے وہ چاہے۔

یعنی بتایا کہ آؤ تم کو تمہارے باپ دادوں کی باتیں بتاؤں۔ کس قدر دانائی تھی ان کی باتوں میں اور بتانے والا کون ہے؟ ایک بزرگ و برتر سو قصوں کی جمع بزرگ و برتر

Marfat.com

کی زبان اقدس سے جو نکلی ہے تو ان باتوں کا مجموعہ کلام پاک ہے۔ لہٰذا اسی لئے رب ذوالجلال کے ایک سو ایک نام ہیں۔ کسی سے بھی آپ کتاب اللہ کو منسوب کر لیں تو خوب ہے۔ یہ اس کے کرم کا نتیجہ ہے۔ جس وجہ سے اسے قرآن کریم بھی کہتے ہیں۔

تھوڑا بیت المعمور کے بارے میں عرض ہے کہ بیت المعمور عین بیت اللہ کے اوپر عین اسی جگہ پر واقع ہے۔ اس کا طواف رمضان المبارک کی اس رات کو ہوتا ہے جس کو لیلتہ القدر کہتے ہیں اور کل ملائکہ اس کا طواف فرماتے ہیں۔ جس میں تمام انبیاء اور اولیاء کاملین اور غوث قطب ولی سب موجود ہوتے ہیں۔

رات کے پچھلے پہر دیدار حق کروایا جاتا ہے اور اسی سبب سے تمام دروازے خود بخود کھل جاتے ہیں۔ ان سب کا مرکز خاص نبی مکرم کی ذات اقدس ہے۔ بلکہ دیدار حضورؐ بھی کروایا جاتا ہے۔

یعنی اس وقت بھی مرکز خاص حضورؐ پاک کی شان اقدس ہی ہے۔ جو ہر سمت کا احاطہ کئے ہوئے ہوتی ہے۔ چونکہ بیت المعمور کا محور خاص جو ہے اس کا زاویہ بھی خط استوا ہے اور مرکزی حیثیت بیت المعمور کی سی ہے جو خود خط استواء ہے جو صرف اور صرف لیلتہ القدر کی رات کو دکھائی دیتی ہے۔ جس کو ما اُنزِلَ کہتے ہیں یعنی اترنے والی۔

اب بات سامنے آتی ہے کہ قرآن پاک عربی میں کیوں نازل ہوا؟

تو عرض ہے کہ چونکہ پیغمبر آخر الزماں مالک کون و مکاں کی ولادت ہی وجہ بہت ہے۔ بلکہ اس کے علاوہ بھی کئی ایک وجہ تھیں۔

وہ یہ کہ عبرانی بھی زیادہ سلیس زبان نہ تھی کہ ہر ایک آدمی آسانی سے سمجھ سکے۔ لہٰذا ایک ایسی زبان استعمال کی گئی کہ جس کو عام انسان آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ لہٰذا یوں تصور کریں کہ انسان کے لئے بہترین سلیس زبان نازل کر دی گئی۔ وہ یہ تھی کہ جس میں قرآن پاک کو نازل فرمایا گیا۔

نوٹ۔ دیدار کرایا جاتا ہے جس کا وہ ہوتا ہے نورا ھدیٰ ہی ہے **اصلی** میں۔

اور پھر اس زبان میں بڑے بڑے نامور عالم فاضل اس وقت بھی موجود تھے۔ لہٰذا جب یہ کلام نازل ہوا تو وہ ایک دم سمجھ گئے تھے کہ نبی آخر الزماں آ گئے ہیں۔ مگر

Marfat.com

اقرار میں ہچکچاہٹ اس لئے کرتے تھے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ ایک عام سی زبان میں اتنی بڑی بات کیسے ہو گی' اس بات کو انا بنائے اڑے رہے۔

لیکن جن کو رب تعالیٰ اپنی طرف بلانا چاہتا ہے ان کے لئے خود بخود کوئی نہ کوئی راہ نکال لیتا ہے۔ اور اسی کو اپنی راہ کی محبت عطا فرما دیتا ہے اور کامیابیوں کی طرف گامزن کر دیتا ہے۔

قرآن مجید حقیقت میں پرانی کتاب ہی نہیں ہے بلکہ اس میں ہر دور جدید کی وہ خوبیاں موجود ہیں جو کسی اور کتاب کی زینت کبھی نہیں بن سکتی وجہ عرض ہے۔

صاف اور شفاف طریق سے رب ذوالجلال نے فرمایا کہ ہر مثل کو اصل کی طرف لوٹنا ہے اور اس کا اصل رب ذوالجلال ہے اور بار بار فرماتا ہے کہ اگر تم لوہے کے بن جاؤ یا کوئی اور پتھر کے یا جو تمہیں پسند ہو مگر پھر میرے پاس تو آنا ہی ہو گا۔ اور پھر پچھتانا پڑے گا لیکن کیوں نہیں سدھر جاتے ہو۔ جو کہ تمہارے اپنے لئے ہی بہتر ہے۔ چونکہ کائنات کی ہر چیز بلکہ ہر ذرہ اس کی تسبیح کرتا ہے۔ ذرا غور تو کرو۔

درحقیقت قرآن وہ کتاب ہے جسے رب ذوالجلال کے احکام کی لاء بک کہتے ہیں۔ جس میں رب ذوالجلال نے ہر قانون کو واضح فرما دیا اور ہر بات کی وضاحت کر دی ہے۔ تاکہ کل یوم الحساب میں تم اس پر بات نہ لا سکو یعنی اپنے کئے کی سزا خود ہی پاؤ۔

بہرحال میں ناچیز عرض گزار ہوں کہ میں نے قرآن کی ایک خوبی بہت زیادہ محسوس کی ہے کہ جب بھی کھولا ہے ایک نئی بات کا علم پایا ہے۔ یعنی جس بات کا پہلے علم نہیں تھا۔ اس کے آنے میں بہت باتوں کا خیال رکھا۔ یعنی نزول کے بارے میں ماہ مبارک یعنی رمضان المبارک کو چنا گیا۔ رحمت والا فضل سے نزول کیا گیا۔ وقت کی نزاکت کے عین مطابق کیا گیا۔

ایک روایت ہے کہ قرآن حق رب ذوالجلال کا انسانوں کو خطاب کرنا ہے سو اگر یہ خطبہ بھی ہے تو پھر بھی یہ عجیب ہے کہ ہر چیز اور ہر بات کو کھول کر بیان کر دیا۔ غرض کہ قرآن کو نازل کر کے انسان پر رب تعالیٰ نے بہت بڑا احسان فرمایا کہ جس کو کوئی سلیقہ نہیں۔ اس کے لئے سلیقہ اور قانون دیا ہے کہ غلطی پر یوں اور نیکی پر یوں

Marfat.com

ہے۔

اور پھر راہ بھی وہ دی جس کا ہر طریق سیدھا اس سے جا ملتا ہے۔ جہت دی راحت دی نہ جانے کیا کیا مگر ناشکرا ہی رہا انسان۔

اصل بات یہ ہے کہ اس کتاب کی تعریف کرنا مقصود نہیں بلکہ اس کتاب کا وہ پس منظر پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جن حالات میں یہ کتاب حق تشکیل دینی پڑی تھی تعریف تو لاکھوں کتب بھی بیان نہ کر سکیں گی بلکہ ہمارے خیال میں اربہا کتب بن چکی ہیں۔ تعریف کے پہلو پر اس کتاب میں بڑی خصوصیت ہے کہ ہر کتب کے بعد کسی نہ کسی کو کوئی دوسرا نقطہ مل جاتا ہے اور وہ دوسری کتاب لکھی جاتی ہے تعریف تو یہ ہے کہ یعنی بڑی سے بڑی بات آسان اور سادہ طریقے سے بتا دی لیکن اگر پھر بھی بات ذہن میں نہ آئے تو پھر یہ انسان کی اپنی غلطی ہے۔

قرآن حق کو رب ذوالجلال نے تین طریق دیئے ہیں۔ اول یہ کہ تجربات اور تجزیات اور جدیدیات پر منحصر فرمایا۔ ان کے آگے تین باتیں پھر رکھیں۔

۱۔ یعنی اول بات تحقیق کی ہر بات کو کھلا رکھا اور واضح کیا کہ تم بھی ان باتوں سے یعنی تجربات سے فائدہ اٹھاؤ یا تحقیق کی طرف رجوع کرو ۔

۲۔ دوم۔ تجربات جو آئندہ کی سوچ کا دائرہ وسیع اور کھلا رکھنا اور پرکھنا چاہیۓ۔ یعنی ضمیر کے ترازو پر پورا پورا تولنا اور اپنے آئینہ دل کو محفوظ رکھنا چاہیۓ۔

۳۔ سوم جدت میں وہ جدید پن شامل کرنا جس کو امر کا درجہ دیتے ہیں۔ یعنی الفاظ کو تا ابد حیات دے دینا کیونکہ ایک نقطہ ہے کہ اگر قرآن کو حیات نہ ملتی تو حروف بھی متزلزل رہتے لہذا حروف کی ابدیت کو قائم رکھنے کی غرض اور نبی مکرمؐ کی ذات پاک کو ابدیت عطا کرنے کی خاطر سب کیا گیا۔ یعنی مدارت کی جمع الفاظ اور الفاظ کی جمع قرآن اور اس کا تقدس اور اس کی زبان اور حیات قانون جو ہر دور میں مشعل راہ ہے اور رہے گا۔

اب اگلی تین باتیں۔

۱۔ تحقیق کو عمل کی زندگی سے گزار کر نکلنا ہے۔ جو رب ذوالجلال سے زیادہ کون کر سکتا

Marfat.com

ہے۔ جو اربوں بار تحقیق کر چکا ہے۔ یعنی اس سے بڑھ کر کوئی نہیں کر سکتا۔

۲۔ وہ تجزیات جن سے الفاظ کی روح اصل سامنے آ چکی ہے اور الفاظ کو ابدیت کی حیات عطا ہو چکی۔ یعنی سونا کٹھالی سے نکل کر اپنے عمل کی ابدیت کو بتا چکے کہ تجربات کی اصل طریق سے تجزیات سے گزرے اور اصل کی روح سامنے آ چکے یعنی اس سے بڑھ کر کوئی تجربات نہیں کر سکتا یا رکھتا ہے۔

۳۔ جدت کی شدت اس کی اپنی زندگی کے عمل سے ثابت کر دے کہ کیا عجب ہے کہ وہ ہو جائے جس کا تصور بھی نہ ہو اور تحقیق اپنے تجربات کے آئینہ میں ڈھل کر اپنا تجزیہ سامنے کر لے اور وہ حیات سامنے رکھے جس کا تصور سے بالا تر ہونا ضروری ہے یعنی اس سے بڑھ کر کوئی جدیدیت پیدا نہیں کر سکتا۔

نقطہ نقطہ یعنی قرآن پاک تحقیق و تجربات میں نمایاں ہے اور اس کا جدید پن بھی ہر دور میں قائم ہے اور رہے گا۔ اس لئے کہ رب تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود پر رکھا ہے۔

نقطہ عروج تو یہ ہے کہ کتاب مسلمانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ کائنات کے ہر ذرے سے پہاڑ تک ہر مخلوق کی کتاب کل کائنات میں جتنی بھی قسم کی مخلوق ہے سب کا تعلق اس کتاب سے وابستہ ہے۔ کوئی مخلوق اس کتاب سے روگردانی نہیں کر سکتی۔ اگرچہ آپ یہ سمجھ رہے ہوں گے یہ کتاب مسلمان پر تحریر کی ہے اور اپنی کتاب کی تعریف کر رہا ہے۔ بلکہ آپ اس بات سے ہٹ کر تجربہ کریں تو زیادہ مزہ آئے گا۔ میں نے امریکہ کی سب سے بڑی یونیورسٹی میں لکھا دیکھا ہے کہ قرآن ایک عظیم کتاب ہے۔ جس کا کوئی مقابلہ نہیں۔ یعنی پیغمبر حق کو محسن انسانیت قرار دیا ہے۔ اور قرآن کو بہترین کتاب قرار دیتے ہیں اور آپ کو حیرت ہو گی کہ دنیا کے تمام بڑے سائنس دان قرآن پاک سے کئی علم حاصل کر چکے ہیں۔ جن میں کئی نام ہارورڈ یونیورسٹی میں تحریر ہیں۔ امریکہ کے ایک شہر سمپٹ فوڈ میں ایک لائبریری ہے۔ وہاں پر اسلامی مواد کے بارے میں اور قرآن کے بارے میں بہت کچھ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ جو انہوں نے حاصل کیا میں نے کئی ایک جگہ دیکھا ہے۔ اور دیگر کئی دنیا کے ایسے مقام ہیں جہاں سے

Marfat.com

آپ کو اس کے بارے میں بہت کچھ حاصل ہو سکتا ہے۔

ادریس علیہ السلام کا آسمانوں کی سیر کو جانا اور پھر وہیں ٹھہر جانا۔ یعنی موازنہ ہو کہ یعنی چاند پر جانا مریخ پر جانا' ہواؤں میں اڑنا سب میرے قرآن پاک کی تعلیمات سے ہے اور تمام تر روایت کا نظام سرچ لائٹ سسٹم' فون سسٹم و دیگر کئی سسٹم ہیں جن کی وضاحت از خود ہو جاتی ہے۔

قرآن مقدس کا ہر لفظ اصلاحی وجود رکھتا ہے۔ اور ہر آیت اپنے اندر پوری جامعیت رکھتی ہے اور ہر لفظ کا مطلع الوجود ہونا اس لئے ہوتا ہے' ہر حروف ایک منزل کی سیڑھی ہے۔ یعنی ہر منزل ایک پوری آیت مقدسہ ہے۔ یعنی جو آیت یا سورت میں نازل ہوئی وہ اپنے تجربے سے گزر کر اپنے وجود کو پہنچتی ہے۔ پھر جمع ہونے کی صورت مگر دوسرے نبیوں کو اس کی دلیل بھی فراہم کرتی رہی ہے اور بعد نبوت بھی چلتی رہے گی۔ یہ اس کا سب سے بڑا معجزہ اور کرامات ہیں۔

ہر آیت یا سورت یا الفاظ کا تجسّس اپنے عمل سے گزر کر وجود میں آیا ہے اور ہم تک پہنچنے کو مطلع الوجود ہو جاتا ہے۔ بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی مقدسیت سے اچھی طرح سے روشناس ہے۔ مگر انسان اس کی اصل روح سے نابلد ہے۔ جب کہ اس طرح سے سارے قرآن کی زندگی اور ان کے الفاظ کی زندگی پہلے اپنے عمل سے گزر چکی اور پھر عمل میں آئی۔

لہٰذا روح اس کی عمل ہے اور قیام وجود ہے۔ ابدیت اس کی وہ مقدس بات ہے جو رب تعالیٰ نے اپنے لہجے میں بیان فرما دی۔ یعنی یہ ہی مقدسیت اور مدبریت کی پہلی اور آخری حقیقت ہے۔ بلکہ تجربات کی بھٹی سے گزار کر قوموں کی تربیت کرنے والے نے سب سے زیادہ سلجھاؤ اس وجہ سے پیدا فرما دیا کہ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر نازل فرمائی گئی جس وجہ سے یہ اور مقدس ہو جاتی ہے۔

چونکہ رب تعالیٰ نے اس کے ہر حرف کو قوموں کے اوپر سے گزار کر عمل فرمایا اور ان الفاظ کو زندگی عطا کی۔

اگر ایسا نہ ہوتا تو لوگوں کو اصل حق تک پہنچنے میں کافی مشکل پیش آتی۔ اس

Marfat.com

کتاب کو مقدسیت یوں بھی حاصل ہے کہ جامع الخطاب ہوئی ہے ہمارے نبی ہادی مرسل کو اس سے پہلے کی خبر بتا دی ہے۔ اور اس میں سے ہر اس قوم کو ان کی اپنی کوتاہیوں کا پتہ چلتا رہا اور یہ آگے کی قومیں سدھرتی گئیں۔ لہٰذا ایک جامع اور مضبوط امت سامنے آئی۔ چونکہ اس میں کوئی لغزش موجود نہیں۔ اور بلا مبالغہ یہ رب تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔ اب یہ امت اس کتاب کو مضبوطی سے نہ پکڑے تو یہ اس امت کی بدبختی ہے۔

چونکہ ہر ایک عمل ایک آئینہ ہے اور آئینہ جانتے ہیں جھوٹ نہیں بولتا دوسری مثال وہ فلم ہے جو بن چکی خالق کی نگرانی میں نہ اس میں تغیر ہے اور نہ تبدیلی۔ چونکہ پرانی قوموں کے اوپر کچھ سختی بھی تھی مگر اس امت میں وہ سختی اور شدت نہیں' نرم روی کو درمیانہ روی فرمایا گیا ہے۔ اور اسی کو کامیابی کا نام بھی دیا گیا ہے۔

اور اس کتاب کے جامع ہونے کی ایک اور بھی بڑی دلیل موجود ہے کہ ساری کتابیں رب تعالیٰ ہی نے نازل فرمائیں۔ جب کہ ان کتابوں میں ان قوموں نے تغیرو تبدل کر لیا۔ جہاں سے اپنی موافقت میں نہ دیکھا وہاں سے اپنے مقصد میں ڈھال لیا اور موافقت میں بنا لیا۔ یہ ان کا اپنا فعل تھا جس وجہ سے وہ کتابیں محفوظ نہ رہ سکیں لہٰذا ہر حرف کو وجود دیا۔ اور ہر آیت کو اس کی جامعیت دی جس کی وجہ سے حرف بہ حرف نبی پاک تک آیا اور ان کے بعد ابھی تک قائم ہے جو کہ قیامت تک قائم رہے گا۔ ارشاد ہے (سورہ عبس) یعنی جو کوئی چاہے یاد کرے ان سورتوں کو چونکہ یہ سب آیتیں ہیں۔ خطاب کی گئی ہیں ہر آیت اور سورت اپنی اپنی ہستی لئے ہوئے ہے۔

سورۃ البروج

بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ

یعنی یہ ہی وہ کتاب ہے جو بزرگی والی ہے اور لوح محفوظ پر درج ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جو محفوظ کی گئی ہے۔ جس میں ہزاروں حکمتیں اور دانائیاں کھلی مرجود ہیں۔

Marfat.com

جس سے ہر طرح کے فوائد حاصل کیئے جاتے ہیں۔ کائنات کے ذرے سے لے کر ارض و سما کے تمام موجودات نباتات حیوانات شجرو حجرو دیگر اموال دنیا جس کی ہر طرح کی تشریح اسی کتاب سے حاصل ہوتی ہے۔

جناب حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن پاک اس مقدس لوح پر اچھی طرح سے محفوظ ہے اور ہر لفظ اپنے خاص الخاص وجود کے ساتھ موجود ہے اور موجود رہے گا۔ جو ہو رہا ہے اور جو ہونے والا ہے وہ سب بھی لوح محفوظ پر درج ہے۔ اور سب قیامت تک موجود رہے گا۔ یعنی ابجد کے طریق پر تحریر ہے یعنی الگ الگ الفاظ میں۔

لوح محفوظ کیا ہے؟

عرض ہے کہ لوح محفوظ ایک سفید تختہ ہے جو مروارید کے ایک قطرے سے بنا ہے۔ اس کی اصل بھی موتی کے دانے کی طرح ہے۔ یہ اصل میں ایک موتی ہے اس کا طول و عرض کچھ یوں ہے۔ مشرق سے مغرب تک اور زمین سے فلک تک ہے اور کنارے اس کے سرخ یاقوتوں سے جڑے ہوئے ہیں۔ جہاں پر رکھی ہے یعنی مقام اس کا ساتویں آسمان کے اوپر ہے۔ اور اس پر جو تحریر ہے وہ بڑے لفظوں میں کندہ ہے۔ تقدیر مقدور ہے۔ جو کچھ کم اور زیادہ نہیں کیا جا سکتا مگر اللہ چاہے تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ لیکن ایک جگہ ثابت ہوتا ہے کہ لوح محفوظ کو کھولا اور بند کیا جا سکتا ہے۔ (واللہ عالم الغیب)

نوٹ۔ (لوح پاک پر جو تحریر ہے) پہلی تحریر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الھکم واحد وھو عالم الغیب و شھادۃ وھو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس تحریر کے بارے میں کئی ایک جگہ پر تحریر ہے کئی ایک جگہ پر اس سے الگ قسم کی تحریر بھی ہے بہر حال جو بھی تحریر ہے وہ اسی قسم کی ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفکر

تفکر و تفہیم سے بنیاد رکھنا حق کی راہ کو پانا ہے۔

تفکر کی جمع میں وجود الحق ہے۔ اور اسی جمع تفریق سے نور الحق ہے۔ یہ سفر صرف لمحے بھر کا ہے۔ اور ہر موجودات کا ایک اسم الٰہیہ ہے جو اپنے وجود کا مظہر ہے ہر صفت کی بنیاد الگ الگ مگر محور ایک ہی ہے۔ مثلاً" ملائیکہ نے عرض کی کہ نحن نسبح بحمدک و نقدس لک

کہتا تو ٹھیک ہے مگر کرتا نہیں جو کرتا ہے وہ دشمنی ہے مگر شیطان نے کہا کہ ضبغر تک لہ غوینہم اجمعین یعنی کوئی اور انسان کے سوا مظہراور جامع اور جمع الصفات و اسماء نہیں ہے۔ اسی لئے تو وہ ہے تو انسان عبادت اور ریاضت میں اور معرفت میں اپنی وضع خاص رکھتا ہے۔ جبھی تو تسکین کامل حاصل کرتا ہے۔ کیونکہ آدم زاد عقل و تمیز کی صفات کا مظہر ہے۔ کیونکہ انسان اپنی عقل اور تمیز سے ہر چیز کو اصل سے اور نقل سے پہچانتا ہے۔ اسی وجہ سے عارف قرار پاتا ہے۔ لہٰذا اس میں شک نہیں کہ تمام عوالم کا منتخب تو انسان ہی ہے۔ کیونکہ حقائق کلیتہ" اور جزیتہ" مجتمع صرف انسان ہی ہے۔ جب کہ رب تعالیٰ اپنی وحدانیت بالذات میں کثیر الصفات ہے۔ لیکن انسان بھی اپنی صفات میں واحد الصفات ہے جو تمام ایجادت کا جامع ہے۔

اپنی معرفت میں واحد الصفات ہے۔ یہ ہی راز اس کی کاملیت کی

دلیل کرتا ہے یعنی اپنی مرتبت میں یا اعتبار اور جامعیت کا معرفتی وجود رکھتا ہے اور بلاشبہ عارف باللہ ہی واصل حق ہے۔ کیونکہ تمام وجودات کو قائم تجلی دیکھتا ہے۔ جب کہ اس کے سوا کسی کو نہیں دیکھتا تو پھر امر کا ایک عالم ہے جسے نفس رحمانی کہتے ہیں۔ وہ لئے

Marfat.com

پھرتا ہے۔ لہٰذا نفس رحمانی تجلی حق ہے اس میں نور کی کثرت ہوتی ہے۔ اس مقام کو عزت المنتہا کہتے ہیں جب کہ یہ ہر کسی وجود میں موجود ہوتا ہے مگر قائم نہیں رہتا۔ مگر ہر موجودات پر اپنی تجلی فیض جاری رکھتا ہے۔ اسی کے آنے جانے میں عارف کو تقویت ملتی ہے اور وہ اپنی منزل کو با آسانی حاصل کر سکتا ہے۔

موجودات سے مراد اشیاء ہیں۔ مگر آدم جب اس مقام اطلاق تک پہنچتا ہے تو تمام موجودات معدوم ہو جاتے ہیں۔ چونکہ وہاں پر وحدت الوجود کے سوا کوئی حقیقی شے نہیں ہوتی۔ کثرت اشیا کو عالم کہتے ہیں۔ اور تمام اشیا کا اصل الحق جو وہاں پر موجود ہوتا ہے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی یہاں پر یعنی نور وحدت بہت کثرت سے ہر موجود کو خیرہ کر دیتا ہے۔ اس کی بحث اصل کثرت عالم کا شہود ہوتا ہے اور وحدت الوجود کو مطلق الوجود ثابت کرنا ہوتا ہے جو کہ ہے تو ضرور مگر تجربے سے ثابت کر دیا جاتا ہے لہٰذا شک کی گنجائش ختم کر دی جاتی ہے۔

اب نفس انسانی جب مستعد ریاضت کرتا ہے تو اپنی اصلاح کرتا ہے اس کو صوفیہ کرام بقرۃ) کہتے ہیں اور جب تک اس سلوک میں مشغول رہتا ہے اس کو بدونہ کہتے ہیں۔ بدونہ وہ شتر ہے جو عیدالاضحیٰ کو ذبح کیا جاتا ہے۔ بہرحال شان سلوک یہ ہے کہ وہ نفس کو بدونہ کی اختیاری موت دیتا ہے۔ یعنی تیغ صالح سے ذبح کر دیتا ہے۔ اسی طریق سے وہ صالحین کی صفات پا لیتا ہے اور اپنے مقصد خاص کو حاصل کر لیتا ہے۔ بدونہ بے مہار شتر کو کہتے ہیں۔ اور اس سے بچ جاتا ہے۔

تفکر دراصل ایک مراد ہے جو امتحان کے بعد انتظار کی صورت میں حاصل ہوتی ہے۔ یعنی انعام بھی کہہ سکتے ہیں۔ یعنی اپنی عبادات کا احتساب کرنا ہوتا ہے۔

چونکہ تفکر اگر صرف ذات حق میں کیا جائے تو فکر کی حدوں کو بھی پھلانگ جائے گا یہ کام شیطان کروانا چاہتا ہے۔ جب کہ تفکر نور وحدت کی بڑی کثرت ہے۔ جہاں ہر چیز خیرہ ہو جاتی ہے۔ گو نگاہ اس چمک کی تاب نہیں لا سکتی۔

مگر اصل تفکر تو یہ ہے کہ اس کی بنائی ہوئی اشیا میں یعنی پھول کی ایک پتی کو دیکھیں اور اندازہ کریں کہ کس قدر نرم و نازک ہے اور کس قدر خوشبودار ہے۔ اور

Marfat.com

کس قدر حسین ہے۔ کس قدر خوبرو رنگدار ہے۔ اسی طرح کائنات کی اور بہت سی اشیاء ہیں۔ جن پر تفکر کرنے سے بہت کچھ حاصل ہوتا ہے۔ (صرف سوال کرنا کیا اور کیوں یہ گناہ ہے) بلکہ سالک کو روا ہی نہیں ہے۔

لہٰذا اس کی بنائی ہوئی اشیاء میں کھلی نشانیاں ہیں۔ اور سب سے بڑی بات اس حق ذات کی صفات میں فکر کر کے اور اپنے علم میں اضافہ کر لے اور فائدہ حاصل کر لے۔ کیونکہ مخلوق ہو کر کیوں اور کیسے کی ٹوہ میں رہنا گمراہی ہے۔

چونکہ رب ذوالجلال کی صفات اس کے ناموں میں موجود ہے۔ اور دیگر افعال سے بھی ظاہر ہے۔ اور نعمتوں سے بھی ظاہر ہے۔ اور جب قوت باطنی افشاں ہوتی ہے تو فکر الٰہیہ ہر طرح سے ظاہر ہوتا ہے۔ ہمارے خیال میں فکر کرنا گویا شکر کرنا ہے جب آپ کو اس کی نعمتوں کا شمار ہی نہیں آتا تو تفکر کیسا؟ بہرحال یہ ہی راہ وفا ہے اور حق کی ادائیگی بھی ہے۔ اور اس کتاب کی ابتدا بھی۔ انتہا بھی ہے۔

چونکہ نعمت میں شکر کرنا ہی سالک کو خواب غفلت سے بیدار کرنا ہے۔ پھر ذات حق کا فکر تدبر میں بدل جاتا ہے۔ اور یہ وہ بات ہے جو سالک کو آگے کی طرف لے جاتی ہے۔ اسی وجہ سے پستی اور بلندی کا شعور حاصل ہوتا ہے جو وسیلہ ظفر بنتا ہے۔ غلطی سے ڈوبنے کا طریق بھی۔

کیونکہ حق تعالیٰ کی ہستی کسی کی محتاج نہیں اور وہ کسی اور ہستی کے سبب سے بھی نہیں ہے۔ بلکہ مطلق الوجودالحق ہر طرح موجود ہے۔ لہٰذا سالک کو اپنے وسیلے کو نہ چھوڑنا چاہئے۔ چونکہ چراغ سے روشنی لی جاسکتی ہے۔ (یہ ہی راہ وفا ہے) مگر روشنی کا فائدہ یا نقصان انسان کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ (یعنی بیدکل خیر) اصل شعور ہو گا۔ تو فائدہ پائے گا ورنہ گھر تو جلائے گا۔

لہٰذا فرق کے حق کو پہچاننا ہی تو راہ وفا ہے اور جس کے سب دروازے کھلے ہیں۔

لہٰذا انسان کے اندر ایک جو لو جلتی ہے یعنی جس سے اس کا نظام حیات چلتا ہے۔ اس نور سے اوپر بھی ایک نور ہے جس کو مصدر نور کا درجہ حاصل ہے اور وہ ہے

Marfat.com

یہ کہ مصدر نور اپنے پرتو نور سے زیادہ روشن ہوتا ہے اور ہر ذرہ اس مصدر نور سے روشن ہوتا ہے۔ اور نور پاتا ہے اب ہر ذرہ ایک علامت اور ہر علامت ایک آیت ہے اور ہر آیت ایک موجود ہے اور ہر موجود روشن اور واضح ہے۔ خواہ وہ ذات سے ہو یا اسماء یا صفات سے بہرحال نور سے روشنی تو پا رہا ہے۔ عالم ظاہری ہو یا باطنی کہ ہر عالم ہر ذرہ اسی نور سے روشنی پا رہا ہے یعنی ہر چند آفتاب و مہتاب یہ پرتو نور ہی ہے جو اپنے خاص وسیلے سے تابندگی حیات عطا کرتا ہے۔

انسان کو اس سبب سے یہ وسیلے کا ظہور دیتا ہے اور اپنی ذات تجلی میں گم کر جاتا ہے۔ وہ اس لئے کہ ذات کا نور مظاہر میں نہیں سماتا چونکہ یہ نور جلالی ہے ہاں صفت خلقی سے ظاہر ہو سکتا ہے لیکن اپنے درجہ وحدت کے نقاب سے مرقع ہے یہاں پر عاقل کا دامن وسیع ہوتا ہے۔ مگر ناسمجھ کی مثال چمگادڑ جیسی ہو گی چونکہ یہ سورج کی تاب نہیں رکھتی اس لئے دونوں باتیں واضح ہو گئی ہیں۔ چونکہ ذات حق کا ظاہر ہونا عاقل کی سمجھ میں آتا ہے مگر نادان کی سمجھ میں نہیں آتا۔ اسی لئے عرض ہے کہ ایک مرشد کو تلاش کریں تاکہ تم کو مشغول حق رکھنے کے طور طریقے سکھائے اور غفلت سے جگائے۔ جو دم غافل سو دم کافر تو ہی بندگی کی وہ راہ وفا حاصل ہو گی۔ (آمین) مثال کے طور پر عرض ہے کہ

یعنی چمگادڑ کی آنکھ آفتاب دیکھنے سے قاصر ہے۔ ایسے بے عقل کی آنکھ بھی مشاہدۃ اللہ کی وحدت دیکھنے سے قاصر ہے۔ لیکن یہ ہی راہ وفا کو دیکھنے کا ایک خاص طریقہ ہے۔ اب مشاہدہ کی بات تو مشاہدہ ذوالجلال بہت محال شغل ہے۔ اس مقام پر تو جبرائیل علیہ السلام بھی پھونک کر چلتے ہیں۔ کیونکہ مشاہدہ ذوالجلال میں تو جبرائیل علیہ السلام کی ذات بھی کوئی مقام نہیں رکھتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام کی صورت بھی متمثلہ عقل ہے۔ اور مظہر علم ہے۔ بڑی بات تو یہ ہے کہ اصل مقام تو فناء فی اللہ ہے۔ اور آپ کو علم ہو جائے گا کہ مقام فنا فی اللہ میں عقل اور علم کی تمام صفات ختم یا گم ہو جاتی ہیں۔

کیونکہ خود اس مقام پر نور الٰہی واحد دلیل کی طرح موجود ہے۔ اس لئے کسی کی

Marfat.com

مجال نہیں کہ یہاں کوئی پر بھی مار سکے۔

اس لئے اس جگہ پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھی کوئی دخل نہیں مگر حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس مقام میں انسان کو ایک الٰی درجے کی بلندی حاصل ہے۔ وہ عمومی بھی ہے اور خصوصی بھی۔

چونکہ ملائکہ میں عقول اور نفوس اور ارواح کی وہ قوت نہیں ہے جو انسان میں ہے بے شک وہ قرب حق ہیں۔ لیکن باوجود بساطت اور تجرد کے مرتبہ خاص میں انسان سے کامل مرتبہ فانی فی اللہ میں نہیں آتے چونکہ ملائکہ کو مذکور میں ایک خاص قسم کی شرافت حاصل ہے۔ مگر کمال حصول میں اور جامعیت میں اور اسما الٰہیہ میں انسانوں کو کامل ترین نورانی صفات حاصل ہیں۔

جس میں کچھ مقام مخفی ہیں اور کچھ ظاہری ہیں جب کہ ملائکہ کے اس مقام پر پر جل جاتے ہیں۔ لہٰذا عقل عاجز کا وسیلہ صرف ادراک شعور تک محو رہتا ہے۔ چونکہ یہ نور وہ ہے یعنی سورج کی طرف دیکھنے سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔ ایک مثل ہے کہ جب کوئی چیز آنکھ کے زیادہ قریب ہو گی تو آنکھ اس کو دیکھنے میں خیرہ ہو کر رہ جائے گی۔ خاص کر روشنی والی چیز ہے۔ روشنی میں چونکہ ہر شے واضح ہو جاتی ہے اور قریب ہوتی ہے بہرحال جن لوگوں کو یہ کمال حاصل ہوتا ہے یعنی دیدہ عقل کو تاریک کر دینے والی جو حقیقت ہے وہ تجلی ذات کی ہی ہے۔

اس تجلی کی اصل بات یہ ہے کہ دیکھنے سے پہلے تاریکی سامنے آتی ہے۔ جیسے آنکھ بند کرنے کے بعد پھر کھلتی ہے تو روشنی آتی ہے ذات کی روشنی نور حیات ہے بلکہ آب حیات ہے یہ ایک بار مل جائے پھر گم نہیں ہوتی۔

اور باب کشف الشہود کو جب مراتب کی دید دی جاتی ہے تو مشاہدات کی سیاہی ہی اس کے دیدۂ حیات کو بصیرت میں لاتی ہے۔ لہٰذا وہ ہی نور ذات حق کے قریب کی وجہ سے بصر کو بصیرت اور تاریکی لگتی ہے۔ یا پھر تاریکی پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ اس تاریکی میں آب حیات اور فناء فی اللہ دونوں موجود ہیں۔ اب بصیرت کا کمال یہ ہے کہ فائدہ اور نقصان کی تشریح کر دیتی ہے۔ اور انسانی بقاء فی سرمدی کی راہ لیتی ہے۔ مگر

Marfat.com

پوشیدہ ہی ہوتا ہے اور جان لینے کی بصیرت پا لیتا ہے۔ یہ مقام فی اللہ ہے جسے لوگ فنا فی اللہ کہتے ہیں۔ کل اولیائے کرام اس مقام کو کثرت تعینات جمع سے تعبیر کرتے ہیں۔ چونکہ یہیں سے اکثر ارباب کشف اور شہود کو باوجود وصف بقائے کے عرفان نہیں ہوتا چونکہ وہ اس تاریکی سے گھبرا جاتے ہیں جب کہ وہ مراد کثرت کی حقیقت ہے لیکن وہ اپنی ذات کے اعتبار سے ظلمت اور نیستی ہے۔ کیونکہ جو وجود نور کثرت سے دکھائی دیتا ہے وہ اشیاء کے نور سے تمام صورتوں میں ظاہر ہے۔ اور اپنے علم سے اپنے اپنے نور کو ظاہر کر رہے ہیں۔ اس لئے وہ کثرت ظلم میں وہ آب حیات کا وجود لگتا ہے۔ بلکہ ہوتا ہے۔ پوشیدگی اس کی تجسّس ہے۔ جس سے تمام موجودات کی ہستی بنتی ہے اور حیات قائم ہوتی ہے لیکن قرب کے سبب سے مقام فناء اور ادراک کا شعور ملتا ہے۔

جس سے راہ وفا کی ہر رکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ یعنی بصر اور بصیرت تمام ختم گم ہو جاتے ہیں۔ یعنی نور سیاہ ہو جاتا ہے جس کو ضیاء کہتے ہیں۔ پھر ذات کمال کا نورانیہ اور بساطیہ سے تجلی کرتا ہے۔ یعنی کثرت ظلمت اپنے عدم کو اصل کی طرف لوٹا دیتی ہے۔ لہٰذا علم اور اس کی تمام صفات اس وجود کی تابع ہو جاتی ہیں۔

تفکر کی اصلیت میں کثرت سے وحدت کا ذکر ہے جس سے مراد حق واقع ہے اور ہر ایک نمود، نمود الحق اور تجلی نور کا ظہور لگتا ہے۔ یعنی تفکر ایسی حیرت کا باعث بنتا ہے جس سے انسان میں ذات کی تجلیاتی صفات کا ظہور ہوتا ہے اور حیرت نشاں کو احکام عبودیت اور مقام کو ربوبیت سے آشنائی ملتی ہے جس آشنائی میں امتیاز نہیں ہوتا۔ اس لئے حضور حق نبیؐ مقدس یہ دعا اکثر فرمایا کرتے تھے (رب زدنی فلک تحیرا") یعنی میرے علم میں فلک جیسی تطہیر عنایت فرما (آمین)

لہٰذا اس مقام پر علم کی زیادتی کی خواہش خود بخود تیز ہو جاتی ہے اور دعاؤں التجاؤں میں سب میں یہ دعا کرتا ہے اور پھر اسی میں اس کی کامیابی پوشیدہ ہے۔ انشاء اللہ۔

Marfat.com

فناء و بقا

اس کے اصل معنی یہ ہیں کہ حیثیت کا بدل جانا۔ فنا عارضی ہے۔ بقاء دائمی ہے جب کہ لکتا الٹ ہے۔ مگر حقیقت حال جاننے والے جانتے ہیں جو کہ امر کی صورت میں ہے۔

اصل میں یہ ایک اعتمادی عمل ہے جو امر ہے جو کرنا ہی ہو گا۔ اور اس کا ظہور موافقتہ" سے ظہور میں آتا ہے۔ چونکہ اس عمل سے وجہ ہستی حق ہمیشہ ہمیشہ کے لئے باقی ہو جاتی ہے یعنی فناء کا کمال مظاہر اکثریت میں آگئی اور فی اللہ کا مقام سامنے ہر طور سے آگیا یعنی ظاہر اور باطن دین و دنیا و عقبی سب شامل ہو گئے۔ لہذا اس کا اپنا وجود کوئی نہ رہا یہ ہی سودا آگے چل کر سودائے اعظم بن جاتا ہے اور تمام وجدان میں بے شک تمام موجودات مفصل شامل ہو جاتے ہیں۔ اس طریق کو طریق جمال اللہ کہتے ہیں۔ کچھ صرف موجود ہی کہتے ہیں۔ تفصیل سے جیسے ہر پیدائش ایک دانے سے ہے یا ایک قطرے سے ہے اس مرتبے میں بقاء باللہ کو اعلیٰ مقام حاصل ہے چونکہ عمل موافقتہ جو ایک ہی ہے سب کچھ ایک ہی ہے اور اسی ایک سے سب کچھ حاصل ہوتا ہے۔

اس مقام پر فائز موصوف کو سودا الوجہ کہتے ہیں جس کی آخری سیڑھی فی اللہ ہے اور فی اللہ ہے اور فنا فی کلیتہ" بھی کہتے ہیں۔ یہ ہی سودائے اعظم ہے اور بقاء باللہ ہے۔ یہ ایک نازک ترین مسئلہ ہے ہر عام شخص کی سمجھ میں جلدی سے نہیں آتا۔ اس لئے عرض ہے غور سے دیکھیں۔ چونکہ یہ بات عجیب سی لگتی ہے۔ کہ دن میں رات کی تاریکی اور رات میں، دن کا اجالا یعنی فنا فی اللہ اور بقا فی اللہ یہ ہی ہے۔ اس مقام پر تجلی کے ذرات کا حجاب ہے جو بڑی کثرت رکھتا ہے اور دیدۂ بصیرت سے خیرہ بھی ہے مگر اس میں مشاہدہ انوار کی تجلیات دو لہروں میں ظاہر ہوتی ہے اور روشن اس لئے ہے کہ جو کچھ بھی نظر آتا ہے روشن اور ظاہر ہے۔ اس پر مختلف قسم کے الوان انوار و الہی نظر آتے ہیں اور جو کچھ نظر نہیں آتا ظاہر از خود تو ہے مگر ذرات کی چکا چوند کی طرح کبھی روشن کبھی مدھم ہوتی ہے اس بات سے دل کے چلنے کی حرکت کا اندازہ بھی با آسانی ہو

Marfat.com

جاتا ہے۔ چونکہ مصفاء دل سے انوار الٰہی کے الوان یعنی رنگ ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کی ایک واضح مثال سامنے ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو وادی عین میں روشنی دیکھی اور اپنے گھر والوں یعنی قبیلے کو بتایا کہ یہ تجلی اول جو میں نے دیکھی ہے مگر کسی اور نے نہ دیکھی وہ اندھیری رات کی تجلی صاف دن کی طرح تھی جب کہ وادئ طویٰ میں یعنی کوہ طور پر جو اجلے دن میں دیکھی۔ وہ تجلی تاریک تھی لہٰذا اب یوں تصور کریں کہ انسان چشم عالم میں اور نور حق چشم میں اب انسان صاحب العیون ہے مگر نور دیدہ بصیرت میں پوشیدہ ہے اور دیکھنے والا انسان ظاہر ہے مگر اپنے عکس کو دیکھتا ہے مگر اس کے درمیان کا آئینہ ایک ہی ہے۔ یعنی پوشیدہ ظاہریت میں ہے اور ظاہریت پوشیدگی میں لہٰذا حق سبحان ہُو کی صفت قابلیتہ" ظاہر ہوتی ہے اس تجلی مقدس کو مقام احدیت الجمع کہتے ہیں۔ اس پر حضور پر نور جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف فرماتے ہیں۔ یہ مقام اپنے مقام پر مقام وحدانیت کا مظہر کہلاتا ہے۔ جسے خط استواء بھی کہتے ہیں۔

یعنی جو کچھ ہوتا ہے وہ یوں کہ یہ مجھ ہی سے سنتا ہے اور مجھ سے ہی دیکھتا ہے۔ (ان الذی یعبا یعونک) یہ فرمان رب ہے کہ میں اس میں ہوں اور وہ میرے سے ہے۔ یہ مشاہدات کی بات ہے اور مشہودات کی حد آخر ہے۔ اس جگہ پر ایک عجیب نکتہ یہ ہے کہ انسان اول حق کی آنکھ بن جاتا ہے اور حق العین انسان بن جاتا ہے۔ جس میں اندھیرے اجالے سب شامل ہوتے ہیں۔ اشیاء اور اشیاء کی نسبت بھی تمام موجود ہے۔ العین الحق کہتے ہیں۔

یہ سب جہاں انسان کا ہے اور انسان سب جہانوں کا کل ہے۔ کیونکہ اس جہاں کی عظمت انسان سے ہے جو تمام موجودات کا خلاصہ ہے۔ اس جہاں پر وہ ایک علیحدہ جہاں ہے۔ جیسے حق تعالیٰ کی بصیری نگاہ دیکھ رہی ہے۔ اس لئے انسان کو آئینہ حق قرار دیا گیا ہے۔ مگر یہ تمام مراتب انسان کامل میں جامع المرتبہ ہیں ان کا جمال جو ہے اس کا ہر قطرہ ایک جیسا ہے۔ جس کے ہر قطرے میں آب حیات ہی ہے۔ ہر چیز واضح اور صاف ہوتی ہے یعنی خاک کے ہر ذرے میں ایک نظر بصیرت دکھائی دیتی ہے۔ جو اس

Marfat.com

کے تمام جزئیات کو ظاہر کرتی ہے۔ اسی طرح ہر ایک اشیا میں اس کا اپنا ظہور دیکھا جا سکتا ہے۔ چونکہ خاک کا ہر ذرہ آدم بالقوہ کو ظاہری پیدائش دیتا ہے۔ یعنی تمام عالم حق تعالیٰ کی ایک کتاب کی طرح مرتب ہے۔ جس میں جان اور تجلی بھی شامل ہے۔ اور ہزار ہا ظہور کائنات بھی شامل ہے اعمال بھی اطوار بھی۔

اس آئینہ حق کو دونوں تصویروں کا حق ہے۔ ابد اور ازل بھی ہے (اکمل کل ہے) یعنی مکمل ترین ہوتا ہے اس کے بعد عین الحق اور عین العدل ہے۔ اسی عین الیقین پیدا ہوتا ہے۔

صحو و سکر

صحو اور سکر دو الگ الگ کیفیات ہیں صحو کہتے ہیں جو با ہوش ہو اس کو اور سکر کہتے ہیں مجذوبیت کو فرق صرف جذب کرنے کا ہے مگر حالتیں الگ الگ ہیں یعنی ایک خودی میں حاضر ہے اور ایک بے خودی میں حاضر ہے۔ کشف المحجوب صفحہ 179 پر دیکھ لیں۔ ان دونوں کیفیتوں کو ہر دور میں موجود رہنا ہوتا ہے اور رہتے ہیں اس میں ایک شخص نے سوال کیا کہ --- رفعت کو تابانی کہاں سے ملتی ہے سو جواب عرض ہے۔ رفعت کو تابانی ملتی ہے ارادت کے گہرے سمندر سے صحو اس کا وجود ہے نور اس کا سجود ہے نفس اس کی سبیل ہے منزل اس کی حق الیقین ہے جو کہ عین عدل ہے۔

پھر عرض ہے نمود اس کا وجود ہے نور اس کا سجود ہے نفس اس کی سبیل ہے منزل اس کی حق الیقین ہے جو کہ عین العدل ہے اور جبکہ عدل ہی تمام مجموعہ حق ہے اور تمام راہوں کی اصل راہ ہے۔ (وما علینا)

(نوٹ رفعت پرواز کو بھی کہتے ہیں)

نمود ظاہر ہونا سجد و سجود میں ہونا۔ سبیل وسیلہ ہوتا ہے۔

یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں سورۃ الاعراف میں فرمایا گیا' یعنی اعراف جو دیوار ہے مردوں کی اور اس سے مرد دیکھ رہے ہوں گے اور آنے والے کو بتا دیں گے

Marfat.com

کہ جنتی ہے چونکہ ان کے ماتھے چمک رہے ہوں گے۔ الاعراف دیوار کو کہتے ہیں' اس دیوار کو مردوں کی دیوار بھی کہا گیا ہے۔

یعنی یہ دیوار مرد صالحین کی ہو گی جو دیکھتے ہی بتا دیں گے کہ صالحین ہیں چونکہ ان کے ماتھے چمک رہے ہوں گے۔ سورۃ الاعراف 48۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں بار بار قرآن کریم میں ذکر آتا ہے۔

(وما علینا الاالبلاغ)

عین الیقین

حق تو یہ ہے کہ سینہ کی صفائی سے عین الیقین حاصل ہوتا ہے اور پھر عین الیقین ہی صفائی صدور کا اصل ہے اور صوفی کی حقیقت بھی یعنی عین الحق عین الیقین میں بدل جاتا ہے۔ اور طالب کی حیرت میں کمی واقع نہیں ہوتی ہے۔ اور مطلوب تک راہ وفا کی تجلیات کو وحدت کے تمام آثار مل جاتے ہیں۔ یعنی عین الیقین ایک دریا ہے۔ جو نور وحدت سے سیراب ہے۔ اس دریا میں مستغرق ہونا ہی سائل کی خواہشات میں شامل ہے۔ اور فنا فی اللہ کی شہادت بھی ہے لہٰذا العین الحق وہ دیدہ بصیرت ہے۔ جس کا مقلد مقید کسی طرح قائم نہیں رہتا ہے۔ وجودی یا مادی ہو یہ امر کا تعین ہے اور خارج الاصلاح ہے۔ اسی طرح تو اصحاب النظر کا کشف مشہود ہو کر بیان ہوتا ہے لیکن یہ بات بھی ہے کہ معرفت الٰہی دلائل کے وسیلہ سے حاصل نہیں ہوتے کیونکہ جب تک دل میں تصور نہ ہو نام کا کوئی صورت کبھی ظاہر نہیں ہوتی۔

لہٰذا تفکرات کی شکل خود بخود سامنے آ جاتی ہے چونکہ طالب کا ذہن ہر سوال سے عاری ہوتا ہے۔ یعنی تجسس تو تب کرے جب سامنے کچھ نہ ہو جب ہر چیز موجود اور سامنے ہے تو پھر العین مشاہدہ فی الیقین ہے۔ اسی ترتیب خاص کو النور الٰہیہ کہتے ہیں۔ یہ طالب اور مطلوب کے درمیان واسطے کا وسیلہ ہوتا ہے جس سے حق اور باطل کی پہچان ہوتی ہے مگر اتفاقات دونوں کے ایک ہی ہیں۔ اس کا نام ہے برق الٰہیہ یعنی قوت

Marfat.com

کامل والا- یہی سب تفکروں کی جمع ہے- جس کا بدن عشق ہے اور جسد روحانی بقاء اس کی اصل ہے- اس جگہ پر عقل و عمل کو بھی کوئی دخل نہیں ہے-

بغیر دیدۂ جمال کے شہود اور مشہود کا جمال وحدت منزل تک لے جاتا ہے- مگر شعور کے وہ ذرات اس حد کو چھو رہے ہوتے ہیں جس کا موصوف کو بھی علم نہیں ہوتا اور تمام جلوؤں کی تاثیر اور تمام اشیاء کا قیام ہے- وجود حق نظروں میں ہوتا ہے اور جو اشیاء الغرض میں الجھ جاتے ہیں- وہ وہاں پر نہیں پہنچ پاتے- یعنی ایقان الوجود اپنے وجود میں الجھ جاتے ہیں- اور ذات کے تفکر کو کھو دیتے ہیں- یعنی غیر کے محتاج قرار پاتے ہیں پھر معرفت واجب کو حیران کن دیکھتے ہیں اور تصور کرتے ہیں کہ شاید دلیل بدل گئی ہے مگر اپنے عین الیقین کی طرف دھیان نہیں دیتے بلکہ اپنے وصف سے الجھ جاتے ہیں- تو نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلتا اور اپنے عقیلہ نتیجے پر ہی ٹھہر جاتے ہیں- پھر تو ذات حق کے اعتبار سے واجب کیا مخالف ہی تصور ہوتے ہیں- یہ حقیقت دراصل دو حصوں میں تقسیم ہونے سے فلسفی ہو یا کوئی ہو کچھ بھی حاصل نہیں کر پاتا لٰہذا بات سامنے آئی ہے کہ تسلسل کا تفکر لازم رکھنا- جناب رسالت مآب سرور کونینؐ نے فرمایا کہ میں نے اپنے حق تعالیٰ کو کیسے پہچانا ہے تو جواب عرفت الا اشیاء یعنی اس کی بنائی ہوئی اشیاء سے حضور پاکؐ فرماتے ہیں-

باللہ میں نے حق کو حق سے پہچانا ہے اور باقی اشیاء کو ان کے حوالے سے پہچانا ہے- یعنی فوائد اور نقائص کو جدا جدا دیکھا ہے یعنی نشانیوں اور صفات میں فکر کیا ہے اور یہ ہی اصل راہ وفا ہے- اور حاصل حق دکھاتی ہے اور کون سی راہ غیر دکھاتی ہے؟ تو جواب ہے کہ ذات کا تفکر غیر حق ہے اور اسماء اور صفات کا تفکرالحق ہے اور پھر فرمایا کہ پیغمبر یعنی نبی اپنی قوم کا ساربان ہوتا ہے-

جس کی قیادت میں امت کا قافلہ رواں ہوتا ہے مگر اس ساربان میں ایک خوبی اور بھی ہوتی ہے جس کو ساراہم کہتے ہیں- یہ قافلے میں سے کوئی شے بکھرنے نہیں دیتا اور نہ ہی ادھر ادھر ہونے دیتا ہے کیونکہ ساربان آگے دیکھتا ہے مگر نبی آگے پیچھے دیکھتا ہے- کیونکہ ساربان کی نظروں میں صرف راستہ ہوتا ہے جس کا ساتھ سفر ہے- مگر انبیاء

Marfat.com

ساراہم بھی ہوتا ہے جو سب سے پیچھے ہوتا ہے۔ جس کی نظروں میں سارا قافلہ ہوتا ہے اور ہر بکھری ہوئی شے کو وہی اپنے ساتھ ملاتا ہے۔ جمع الکامل بھی کہتے ہیں۔

چونکہ ساربان کو ہر چیز سے آگاہی کرائی جاتی ہے۔ جب کہ ساراہم ہر چیز کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے حاضر میں اور غائب میں چونکہ جو سب سے آخر میں ہوتا ہے اس کی نظر سب کے اوپر ہوتی ہے۔ اس مقام کو نقیب بھی کہتے ہیں۔ یہ ہی ولایت کا خاص درجہ ہے اسی جگہ سے قلوب المشتاقین کی وہ خاص شمع روشنی کا حسن پاتی ہے۔ اس مقام روشنی کو مقام مکاشفہ سے نوازا جاتا ہے۔ یعنی مراد کا قرب یہیں سے حاصل ہوتا ہے۔ اس بحر خاص کا ہر قطرہ بحر الصفات الٰہیہ کہلاتا ہے۔ یہ ہی وہ بحر خاص ہے جو دریائے وحدت کو سیراب کرتا ہے۔ جس میں علم توحید التشریح کی کشتیاں موجزن رہتی ہیں اور حق الٰہی کا ساحل خشکی شریعت کی نشاندہی کرتا ہے اور جواہر اور صدف کا ادراک یہیں سے ہوتا ہے۔ اس منزل عین الیقین میں وہ جواہر نایاب ہیں جو کائنات کے تمام انوار شوق کے اس دریائے حق الیقین سے حاصل کرتے ہیں۔ یعنی ظاہریت کا جمال بھی یہیں سے غوطہ زن ہونے کے بعد باطنی جمال بھی پاتا ہے۔ اس دریائے حق سے ہی حاصل ہوتا ہے گویا کہ یہ مقام سر سے پا تک وفا ہی وفا ہے۔ اور ہر راہ کا تعین آسان ترین یہیں سے ہو جاتا ہے۔ کچھ لوگ اس بحر کو بحر بقاء بھی کہتے ہیں۔ یہیں سے ذکر کے اس مقام کا حاصل ہونا بہت آسان ہے جسے لاالہ الا اللہ کہتے ہیں۔ یہ تکمیل کی آخری سیڑھی بھی ہے اور ابتدائی سیڑھی بھی۔ یہاں پر حجاب نہیں ہے۔ یہ وہ مستی کی راہ ہے جسے راہ وفاء کہتے ہیں۔ یعنی مقام نفی کا آخر اور اول ہے جس کی تجلی سے یہ دریا بہتا ہے۔ یہ ہی صادقین کی اصل درسگاہ ہے۔

آگے توبہ کی دیوار جو کھڑی ہے۔ دونوں جڑے ہوئے ہیں جو کنارے پر جکڑے ہوئے ہیں۔ صحوا" ہو یا سکرا" دونوں تو عریض ہیں۔ یعنی ایک ہی مقام پر ہوتے ہیں۔ صرف دید کا فرق ہوتا ہے۔ اس کمال کو عروج کہتے ہیں۔ یا صحو اور سکر کی معراج بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہیں سے حصول کی سب منزلیں ملتی ہیں جو کہ اصل راہ وفاء کہلاتی ہیں۔ یہ مقام منازل الکُل بھی کہلاتا ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عشق

چونکہ خانہ دل میں ایک محمل کبریائی ہے جب تک وہ خس خاشاک اغیار سے پاکی حاصل نہ کر لے وہ وجود مطلق کو نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ عشق کی سب سے پہلی کڑی یہ ہے۔ یہ بے شک خاک سورج کی گرمی سے ہی حرارت پاتی ہے۔ کیونکہ طلب میں عشق موجزن ہوتا ہے۔ اور پھر خاک اور حرارت مل کر عشق کو پایہ تکمیل کی طرف لے جاتے ہیں۔

چونکہ تجلی کی قابلیت خاک کی تابناکی کو برسرپیکار دیکھ کر اس کی ہستی کو نابود نہیں کرتی مگر جو گرمی خورشید ہے وہ اس مٹی سے نمی کے تمام آثار چھین لیتی ہے۔ اور اس کا وجود خالی اور بھربھرا سا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس خاک کا سودا نمی حاصل کرنا چاہتا ہے اس کی وہی وجہ عشق ہے اور پھر اس میں کوئی شک یا عیب نہیں کہ کھلا اعتراف محبت ہے۔ لہٰذا اسی طرح سے آدمیت جب اپنی نفی کو دل سے مان لیتی ہے اور خودی یا ضد کے ذرات تجلی الٰہی سے خشک ہو جاتے ہیں تو پھر مقام عدم کی طرف روانگی ہوتی ہے اور فیض کی تجلی اس فطرت کے خمیر میں قوت الجمال کو دل سے مان لیتا ہے یا اس کی اصل راہ نکلتی ہے جو کہ اصل راہ وفا ہے۔

لہٰذا فیض کی تجلی بھٹک نہیں سکتی بلکہ عشق کی تجلی ہی اس کے خمیر میں قوت الجمال شامل کر دیتی ہے۔ جو معرفت کی دلیل ہے۔

عشق حقیقی کے دو پہلو ہیں۔ ایک ساری کائنات کے لئے ایک صرف اور صرف انسان کے لئے لہٰذا اس عشق حق سے پورا پورا فائدہ لینا ہی اصل عین الحق ہے۔ جسے عشق حقیقی کہتے ہیں۔ لہٰذا عشق میں قابلیت اور مشاہدہ حق کا مکمل موجود ہوتا ہے اور

Marfat.com

یہی تحصیلات کمالیت کی سب سے بڑی کڑی ہے جو راہ کا تعین دیتی ہے بلکہ راہ وفا تک لے جاتی ہے۔

عشق ایک وہ حقیقت ہے جو تمام کائنات کو اپنے دائرہ اختیار میں سمیٹے ہوئے ہے۔ جیسے ایک پیالے میں پانی ہو۔ عشق ہی سے تمام روشنائیاں اور رعنائیاں ہیں۔ عشق کی ہر شے مرہون منت ہے۔

دراصل عاشق حق ہونا ہر چیز سے مبراء کر دیتا ہے لہٰذا عاشق حق کے دو مقاصد ہونے چاہئیں۔ اول وہ جہاں سے فارغ ہو اور دوم موافقت سے گزر رہا ہو۔ اس موافقت میں اس کی اپنی ہستی کا امتزاج نہ ہو بلکہ ایک دیئے کی طرح جو دوسروں کو روشنی دیتا ہے۔ یعنی اس دیئے کی روشنی میں راہ کی سمت سیدھی کر لے اور پھر نور تجلی کو پا کر حق الیقین میں ثابت قدم ہو جائے اور پھر ہی اس کی نفی اس کو قلبی کی طرف گامزن کرے گی۔ اور پھر ہی صاحب عشق اپنی ہستی کو دور سے ہی خانہ دل میں پا سکے گا اور مقام کی راہ کو چاہنے کی صفائی سے منزل کو آسان پا سکے گا۔ چونکہ مقام محمود وہ مقام ہے جہاں پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آنا جانا رہتا ہے۔ مگر یہ مقام بعد از فناء سے متعلق ہے اس مقام میں وہ اوصاف حق ہیں جو ہر وقت کعبے اور کعبے کے مکینوں کو میسر ہیں۔ اس لئے حیات موت اس کی مرہون منت ہے۔

عشق کا کعبہ وہاں موجود الوجود ہوتا ہے یعنی عشق کے کعبہ میں انبیاء اولیاء اس کے روشن ترین مینار ہیں بلکہ شعائر اللہ ہیں۔

لہٰذا عرض ہے کہ جب تک تو اپنی ہستی کو قائم رکھے گا یہ کیونکر ممکن ہے تو کچھ حاصل کرے۔ کیونکہ ہستی میں عیب ہے چونکہ اس کے تعلقات جسمانی نفسیات سے حجاب میں بھی ہیں۔ اور ظاہر میں بھی ہیں۔ یعنی جب کوئی العین التوحید یعنی سیدھی راہ پر ہو گا تو ہی اس کی تطہیر ہو گی لہٰذا تطہیر میں اس کو چار باتوں کی چہار طہارت کرنی ہے۔ اول نجاست سے قلبی اور جسمی پاک ہونا۔ دوم گناہ کبیرہ یعنی شرک سے بچا رہنا یا دیگر گناہوں سے بچا رہنا سوم وسوسہ سے پاک رہنا یعنی اخلاق الخصوص میں اپنے آپ کو جمع رکھنے سے ہی دل اور جسم تطہیر اختیار کرے گا اور عشق کو چار پاؤں مل جائیں گے

Marfat.com

لہٰذا وہ ہر غیری سے پاکیزگی پا لے گا۔ ظاہری بھی اور باطنی بھی سر سے قلب تک اور قلب سے پا تک نظیف ہو جائے گا۔ اور مناجات کے قابل ہو سکے گا۔ کیونکہ یہ تطہیر چہارم ہی سے جو مناجات کی راہ دیتی ہے اور پھر لائق مناجات ہونا سب سے بڑی بات ہے۔ یعنی مسلح ہونا جو عبادت کی بنیاد ہے اور پھر دوسری سمت آئیے اگر آپ مسلح نہ ہوں گے تو دشمن آپ کو ختم کر دے گا' ٹھیک ہے یا نہیں؟

لہٰذا مسلح ہونے سے نماز عشق کی قرۃ العیون کا نظارہ سامنے آئے گا کیونکہ آنکھ کے بغیر دیکھنا تو ممکن نہیں نا؟ یعنی مسلح ہونے سے آنکھوں میں روشنی آ جاتی ہے جو تیرگی کا درجہ رکھتی ہے۔

یہ اشارہ قرۃ العین فی الصلوٰۃ ہے چونکہ درمیان تمیز کا امتزاج نہیں ہوتا یعنی عارف و معروف ایک مقام پر کھڑے ہیں۔ اس صلوٰۃ کو صلوٰۃ الخالصہ کہتے ہیں۔

لہٰذا عارف جب معروف کے روبرو ہو تو کمال بات ہے مشت بھر خاک معروف حق کے پاس کھڑی ہے یعنی نور خاص کے حق کو جا پہنچا تو پھر یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ علم اور معرفت کی تابعداری کیا ہے بے شک ذرہ خاک نے آفتاب کو چھو لیا پھر نور خورشید کا واسطہ سیدھا ہو گیا یا سیدھا سیدھا اعتراف محبت ہو گیا۔ یعنی لباس فطری الحق کو حاصل کر لیا اور فطری حسن میں آدمیت کے ذرات زیادہ ہیں چونکہ فطری حسن میں قوت بہت زیادہ ہوتی ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو معرفت ذات حق حاصل نہ ہو سکتی اور ربوبیت رحمت الحق میں نہ بدلتی لہٰذا انسان کے لئے یہ ایک بڑے شکر کا مقام ہے۔

نوٹ۔ ہر خاص و عام کے لئے یہ مقام فناء کے بعد ہے جبکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دائمی ازلی ابدی ہے صرف قائم اور مقیم مستقیم الحق ہے۔

رحمت الحق کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ کل کائنات کے لئے ہے اور ایک صرف اور صرف انسان کے لئے لہٰذا سب سے کامل وہ ہے جو رحمت الحق سے مستفید ہو رہا ہے یعنی وہی العین الحق ہے۔ اب رہی بات نفس کی تو ہر نفس عہد بندگی باندھ کر آتا ہے۔ مگر دنیا کی رنگینیوں یا اپنی حرص اور طمع میں آ کر سب کچھ بھول جاتا ہے۔

جب کہ فطری طور پر قابلیت اور مشاہدۂ حق و جمال رکھتا ہے مگر عقل کلی کو ہی

Marfat.com

اپنی میراث جان کر تحصیل کمالات کی منزل سے بھٹک جاتا ہے جب کہ صاحب عقل ہونا ضروری ہے لیکن جو کوئی فطری قابلیت میں کھو جاتا ہے وہ اسی سبب سے گمراہی میں بھی چلا جاتا ہے اور حقیقی عشق سے کوسوں دور ہو جاتا ہے۔ حقیقی معنوں میں عشق حقیقی وہ ہے جو عقل کا فطری حسن ہے۔ یعنی وہ جمال جس سے آنکھیں ہی خیرہ نہیں بلکہ دل بھی خیرہ ہو جاتے ہیں اور واصفین کی صف میں کھڑا ہو جاتا ہے۔

دراصل عشق اپنی ہستی کو مٹانے کا نام ہے جو اس طرح وجود میں آتا ہے کہ جس طرح لوہے اور پتھر کے ٹکرانے سے آپس میں آتش پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح عشق کی آگ یکجائی میں زیادہ پائی جاتی ہے جب کہ دوئی میں آکر مٹ جاتی ہے اس کو وصل کہتے ہیں۔ وصل میں اور عشق میں یہ ہی فرق ہے۔ یعنی اصل فنا فی اللہ ہی اصل عشق ہے جو دو طرح سے ہے ایک ذات موجود کے لئے اور ایک ذات غیب کے لئے جو موجود کے لئے ہے۔ وہاں سنگ و آہن کو مثل دیا جا سکتا ہے۔ جہاں غیب ہے وہاں فناء اور بقا کو مثل دیا جا سکتا ہے۔ عشق میں صداقت پیدا کرنے سے ہی منزل اور آسان اور قریب تر ہوتی ہے۔

لہٰذا نور کی ایک چنگاری ہے جو اپنے وصل کو دیکھنے سے بھڑک اٹھتی ہے جس میں لطافت بہت ہے۔ غرض کہ عشق اک ذوق ہے۔ محبت بے تابی اور فضائل کا مشیر ہے۔ قیام محبوب ہے اور دیدار وصل ہے۔ یعنی کل الکل ہے۔

انسان کے لئے اپنے حسن تک کو پہنچنا بھی ایک بڑی بات ہے جبکہ اسی حسن کو حدی بھی کہتے ہیں اور شیر الحق بھی کہتے ہیں۔

حکمت الٰہی ہے کہ سنگ و آہن کو آپس میں ٹکرانے سے آتش کا وجود پیدا ہوتا ہے اب آگے سے آپ سارا جہاں روشن اور منور کر لیں یا سارا جہاں جلا دیں۔ یہ تو آپ کے فعل سے وجود میں آئے گا۔ یہ ہی غور طلب بات ہے چونکہ سنا ہے کہ ہر انسان اپنے حصے کی آگ خود اپنے ساتھ یہیں سے لے کر جائے گا۔ جس سے دوزخ دہک جائے گا بات کسی حد تک بالکل درست ہے۔ چونکہ انسان اگر درست سمت پر نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ غلط راہ جو ہے وہ دوزخ کی راہ ہے اور وہ شخص اپنے آپ ہی

Marfat.com

اپنے حصے کی آگ اکٹھی کر کے لے جا رہا ہے جہاں پر پہلے ہی بہت سی آگ موجود ہے جسے دوزخ کہتے ہیں۔

پھر رب تعالیٰ کے فیصلے کی بات تو بعد کی بات ہے۔ جو کرنا ہے وہ بھرنا تو ہے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ انسان گندم کا بیج ڈالے اور طلب چاول کرلے یہ کیونکر ممکن ہے۔

اسی لئے انسان کو بار بار تاکید کی جاتی ہے کہ سنبھل کر چل جب کہ انسان کو دو طریق عنایت ہوئے ہیں جو اور کسی مخلوق کو میسر نہیں۔ یعنی عبادت اور سلوک ہے جس کی وجہ تمام وجوہات کی بنیاد ہے۔

عشق کی بنیاد یوں بھی تصور کرلیں کہ جب اصل سے اصل آپس میں مل جاتے ہیں تو یکجا ہو جاتے ہیں۔ یعنی جب دوئی ختم ہو گئی تو دونوں ایک ہو جاتے ہیں۔ یا اپنے اصل کو پہچان جاتے ہیں۔ یہ ہی اصل بنیاد ہے۔ یعنی عشق بنیاد ہے اور محبت رب تعالیٰ کا پیغام انعام و اکرام ہے جو تصور حدود سے باہر ہے۔

لہٰذا انبیاء اولیا اللہ اسی طریق پر تھے۔ جو طریق عشق کہلاتا ہے اور اسی طریقہ میں عشق حکمت الٰہی کے کئی ایک راز پوشیدہ ہیں جس میں اپنے اندر کے عشق کو وجود حاصل ہے وہ ہی ہے جو آگ بھڑکاتا ہے اور سکون دیتا ہے۔

لہٰذا عرض خدمت ہے کہ تن اور جان آپس میں برہم ہوں گے تو آتش عشق وجود میں آئے گی۔ اس کو بھڑکانے میں کسی مرشد حق کا بہت زیادہ دخل ہے۔ پیر حق کا بہت زیادہ دخل ہے۔ مثال کے طور پر جو اسرار غیبیہ اور ظاہریہ ہیں۔ وہ کیوں کر روشن ہیں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہی ہے کہ ان کے اپنے اندر اک آتش عشق ہے۔ جس کی روشنی ان کو منور رکھتی ہے اب اکیلی جان کیا کرے اگر تن میں ہی وہ حرارت پیدا نہ ہو تو لہٰذا مرشد حق کا کام یہی ہے کہ وہ ان کو آپس میں ملا دیتا ہے جب کہ اس مرشد حق کو معلوم ہوتا ہے کہ نور اور خاک میں نہیں بنتی مگر جب آپس میں برہمی پیدا ہو گی۔ تو ہی عشق حق کا آلاؤ روشن ہو گا۔ اس ساری تشریح میں ذکر نفی کو بہت دخل ہے اور اس کا پرہیز ریا کاری سے بچاؤ کرنا عادات میں اخلاص اور خلوص پیدا کرنا نفس کشی میں ہمہ تن مشغول رہنا کیونکہ ان ہی باتوں سے عشق کو مجموعیت کا مقام حاصل ہوتا

Marfat.com

ہے ذکر حق سے پیدا ہونے والی ہر بات سلوک کو حد محبت تک لے جاتی ہے جس سے ذکر کی قلبی حالت وجود میں آتی ہے اور مشغولیت کو قبولیت کا دوام حاصل ہوتا ہے یعنی دل کی لوح سے نقوش اغیار مٹ جاتے ہیں اور پھر دولت عظمیٰ کی وہ منزل سامنے آ جاتی ہے اب اس میں دو کیفیتیں پائی جاتی ہیں۔ بحالت بے خودی میں سالک مستی حق میں مشغول ہوتا ہے اور مخموری میں جذب کی کیفیت کو زیادہ پاتا ہے۔

لہٰذا سرور ذات اقدسؐ کو قریب سے دیکھتا ہے۔ اسی لئے اس صاحب الولا کو صاحب کمال بھی کہتے ہیں۔ اب ایک اور بات سامنے آتی ہے کہ قوت حق جو ہے اس کو برداشت کرنا ہر دل اور جان کا کام نہیں ہے۔

لہٰذا جب کائنات کے تمام راز جو عالم سے پوشیدہ ہیں۔ وہ ظاہر ہوتے ہیں تو ان کو تن اور جان میں سمونا سب سے زیادہ قوت کی بات ہے۔ لہٰذا اس قوت میں حواس زیادہ تیز ہوتے ہیں اور بے خودی میں حواس کم تیز ہوتے ہیں۔ لہٰذا حق کو دوام دینے کی خاطر صاحب قوت ہونا ضروری ہو گیا۔ اچھی قوت سے مراد وہ طاقت نہیں جو جسمانی ہے۔ بلکہ وہ طاقت ہے جسے قوت برداشت کہتے ہیں۔ یعنی صبر کی قوت چونکہ قوت حق سے ہی قائم بچ رہا جا سکتا ہے اور تو کوئی طریقہ نہیں ہے کامیابی پائے گا۔ ہاں ایک راستہ ہے جب روشنی سامنے آجائے تو فرق تلاش کرنے میں بہت آسانی ہوتی ہے اس نور کی روشنی سے کائنات کے ذرات روشن اور منور ہیں لہٰذا انسان کی منزل اس لئے اور آسان ہے کہ حق تعالیٰ کی تمام صفات کے ساتھ حق تعالیٰ کی حمد و ثناء اور کوئی مخلوق اتنی نہیں کرتی اسی لئے اس کو افضلیت ملی۔ یعنی جن مصائب سے گزر کر انسان عبادت کرتا ہے۔ اس طرح کوئی اور مخلوق عبادت ریاضت نہیں کرتی۔

لہٰذا سالک ہمیشہ اسی ٹوہ میں رہتا ہے۔ کہ اس کے اندر جو انسان یا حیوان ہے اس کی اصل حالت کیا ہے۔

پھر جب اس کو پالیتا ہے تو پھر ہی اپنے وجود کی نفی کرتا ہے اور انا الحق کی مانند ہو جاتا ہے لہٰذا ہر صدا اس کو نفی کی طرف ہی لے کر جائے گی۔ لہٰذا تصفیہ تو یہاں پر ہی ہو گیا۔ قیامت تک انتظار بھی ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ انی انا اللہ کہلائے

Marfat.com

گا۔ اور اپنی ذات کی نفی کر دے گا۔ اسی طرح اس کا باطن ہی رہ جائے گا۔ ظاہر صرف تن باطن جان ہے۔ لہٰذا نفی کا حاصل تجلی الٰہی کا وہ ظہور جو اس کے وجود میں تھا مگر وہ پا نہیں رہا تھا۔ جب اس نے پا لیا۔ تو اپنی نفی میں سے اپنی ذات کو ختم کر دیا اور ہو گیا۔ فنا فی اللہ یعنی عین الحق کی طرح دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو گیا۔ لہٰذا وہ سالک حق الیقین ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اسی طرح وہ اپنے مظہر کا تمام ظہور کر لیتا ہے اسی سے وہ ان کے نور سے فیض کی اک نئی منزل دیکھتا ہے۔ لہٰذا پھر اس کی ذات نفسی کی یگانگی کا تقاضا مطلق کرتی ہے۔ لہٰذا یہ جنونیت انانیت الحق میں بدل جاتی ہے اور صرف اور صرف امر کا ہی وجودی تقاضا رہ جاتا ہے۔ اس وقت اپنی لیاقت ختم ہوجاتی ہے۔ چونکہ اس میں غیرت نہیں رہتی۔ یعنی جان اور تن میں فرق ختم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا غیریت کی دوئی نہ ہونے سے شان حق کے لفظی معنی آشنائی میں بدل جاتے ہیں لہٰذا خلا کی طرح خالی ہو جائے گا۔ اسی صورت میں اس کی ہر صدا صدائے حق کہلائے گی۔ اور ہر صورت سے آشنائی کا ظہور ہو گا۔ کیونکہ تن کی نفی جان کی وفا نفی ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس اسیر السلوک کو سوئے سلوک یعنی صاحب عشق کہتے ہیں۔ اس کی صدا میں انا الحق کفر نہیں ہے۔

یعنی تم اپنے آپ کی نفی کر کے وہ نور خاص حاصل کر سکتے ہو جسے معرفت اور عشق اور محبت کہتے ہیں۔ تو اس وقت ہر چیز اپنے اصل سے دیکھ رہا ہوتا ہے تو پھر انا الحق کا کلمہ کفر نہیں رہتا۔ یعنی اصل کی روح جب وصل کی طرف بڑھتی ہے تو بڑی تیزی سے بڑھتی ہے۔ دیکھنا نہ دیکھنا اس میں شامل نہیں۔ اس لئے واضح ہوتا ہے کہ عشق غیب بھی ہے اور ظاہر بھی۔

جس کے حسن سے ذریعہ بنتا ہے۔ اور پھر معلومات کو ترتیب دے کر اسرار باطنی کو معلوم کیا جاتا ہے۔ اس وسیلہ سے غرض ہے جو یعنی کل انبیاء علیہ السلام اور اولیاء نے کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ یہی وہ طریق ہے یعنی پتھر اور لوہے کو آپس ٹکرانے سے آتش پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح خلق اور نور کو آپس میں ملانے سے آتش عشق کا وجود پیدا ہوتا ہے۔ چونکہ رب تعالیٰ نے کوئی چیز فضول پیدا نہیں کی اور پھر پتھر کو بھی جان

Marfat.com

اور تن دیا ہے۔ لہٰذا جب سنگ و آہن کو ٹکرانے سے آتش پیدا ہوتی ہے تو نور اور خلق یعنی تخلیق سے آتش عشق کی روشنی پیدا ہوتی ہے۔ دونوں کو یک جا کرنے کے بعد آگ کا اپنا ایک جسم اور جان ہوتا ہے۔ آپ ذرا غور کریں کہ آگ پر کتنا حسن ہوتا ہے۔ اور انگارہ سب سے زیادہ حسین چیز ہے۔ اسی طرح انسان ہے انسان میں حسن عقل ہے۔ کوئلے کے اوپر کی راکھ اس کا بھی نفس ہے اور انسان کا بھی نفس ہے۔

لہٰذا فطرت اور رحمت کا ملاپ آتش عشق کا وجود پیدا کرتا ہے۔ اور عاشق اگر بے خود ہے تو بھی اور نہ بے خود ہے۔ تو بھی دونوں عالموں میں نور وحدت کو روشن اور منور دیکھتا ہے۔ لہٰذا اس کے لئے دونوں طریق میں کچھ فرق نہیں رہتا ہے۔ یعنی پھر منصور ہو یا شبلی ان دونوں کا نقطہ وحدت ایک ہی ہے یعنی دونوں مظہر الحق کو انا الحق دیکھتے ہیں۔

چونکہ ان کی نگاہ میں ہر ذرہ تسبیح کر رہا ہے۔ وہ فطری ہے یا جزوی ظاہر یا باطن بہرحال کر رہا ہوتا ہے لہٰذا ہر وجود اپنی نفسی سے ہی کمال الحق کی عشق منزل کو پاتا ہے۔ ان سب کا جوہر کمال وحدت میں ہے لا الہ الا اللہ میں ٹھہرایا جاتا ہے مگر انسان اپنی عقلی اور فطری شعور کی وجہ سے کہیں آگے نکل جاتا ہے۔ لہٰذا الحق کو انا الحق تک دیکھ سکتا ہے۔ اور قائمی اور دائمی حیثیت کو روبرو دیکھ کر تمام مظہورات کو موجودات اور مضبوط اور موجود پاتا ہے۔ اسی طرح سے منصور بن حلاج نے اپنی سکت کو نور وحدت میں محو پا کر بے اختیاری میں عشق کی وہ صدا بلند کر دی جو نہیں کرنی چاہئے کیونکہ پردہ تو ہر حال میں پردہ ہی ہوتا ہے۔ پردے کو چاک کرنے والا تو نہیں جانتا مگر دیکھنے والا تو یہ ہی کہے گا یہ پردہ چاک کر رہا ہے۔ جب کہ حق اور باطل کی یا عرش کی یا رحمٰن کی بات تو وہ رحمٰن ہی جان رہا ہوتا ہے۔ بہرحال اپنے خیالی وجود کی نفی، نفی بھی ہے عشق بھی ہے۔ بلکہ یہی حقیقت ہے۔

لہٰذا عرض ہے کہ اگر ایک قطرہ بارش سے کئی اشیاء کا وجود ہو سکتا ہے تو پھر یہ کیونکر نہیں ہو سکتا اسی طرح تمام عالم زندگی پاتے رہتے ہیں۔ اور فی الحقیقت ایک قطرہ نور وحدت سے ساری کائنات کا وجود پیدا ہوا ہے چونکہ تمام تجلیاں ایک ہی تجلی کی

Marfat.com

شہادت دیتی ہیں اس لئے ہی تو موجودات کا ہر قطرہ جزوی توحید الحق کی گواہی دیتا ہے چونکہ حق تعالیٰ نے تمام صورات کو موجودات کی مرتبت کے حساب سے العین ظاہر کرنا تھا۔ سو کر دیا اب عشق کی سوجھ بوجھ تو بندہ خاکی کے اپنے اندر کی آواز ہے۔ اسی طرح زمانے گزرتے ہیں اور انجام پاتے ہیں۔ چونکہ نیستی ہستی میں بدل دیتی ہے۔ اور اس طرح بھی نظام اپنے اپنے مرکز کو چلاتا رہتا ہے۔ مگر انسان کی خو مرکز کو نہیں چھوڑتی وہ اس لئے کہ مرکز اور مبداء سب ایک ہی محل کی طرف وصل کرتا ہے اور یہ ہی اس کا اصل بھی ہے لہٰذا ہر قسم کا عالم اپنی جزئیات میں کیسا ہی کیوں نہ ہو وہ کتنی ہی مدت ظہور میں رہے۔ مگر اپنے اصل مبدا کو چلا جاتا ہے چونکہ ہر تعینات کا مرکز اصل وہ ہی عدم ہے۔ جو عشق کی ابتداء ہے لہٰذا اصل بات جاننے کی یہ ہے کہ حق تعالیٰ انسان کے نفس یعنی جان میں ظہور رکھتا ہے کہ نہیں تو جواب ہے کہ رکھتا ہے۔ وہ اتنا قریب ترین رکھتا ہے۔ جیسے حبل الورید کی طرف اشارہ بھی ہے اور حقیقی حق بھی ہے۔

یہ مقام کسر نفسی کہلاتا ہے۔

اسی لئے تو عاشق الحق کو اپنی کسر نفسی کا حکم دیتا ہے۔ چونکہ تیری ہستی ہونے پر خالی الوجود رہو گے تو پھر تم پر نور کا قطرہ تمہاری ابتداء کرے گا۔ اور خالی مکان بھر جائے گا یہ ہی نور انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام کو عطاء ہوتا ہے اور نور کی تابانی کا ایک معیار ہے جو موجب الفناء بظاہر وجود ہوتا ہے اور فطری مجاز ہستی میں بدل جائے گا اور پھر معرفت کی حقیقی کشفی کیفیت کو اصل عشق کا رنگ چڑھا جائے گا یعنی راہ حق میں کوئی قربانی رائیگاں نہیں جائے گی لہٰذا نور الٰہی کا فیضان آپ کو آپ کی خودی سے نجات دلا دے گا۔ اور راہ نجات کا وہ سکھ نصیب ہو جائے گا۔ جس کا ہر دل تمنائی ہوتا ہے۔ اور فطری مجاز ہستی میں بدل جائے گا۔

اسی جگہ پر انا اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون کا مقام ہے لہٰذا ہر خوف سے مبرا ہو جاتا ہے وہ اسی لئے کہ نفس ایک سایہ ہے اور جیسے بچہ اپنے سایہ سے ڈرتا ہے لہٰذا نفی کر کے اپنے سایہ سے نڈر ہو گیا ہے۔ لہٰذا جو عاشق الحق ہوتا ہے اس کو کوئی فکر یا خوف لاحق نہیں ہوتی۔ چونکہ اس کے پاس ایک قوی

Marfat.com

ہتھیار موجود ہوتا ہے۔ وہ ہے نور الحق اس کو فنا فی اللہ کہتے ہیں۔ اب جس کی ہستی نہیں ہے یعنی پاس ہی کچھ نہیں رکھتا تو اس کو کیا خوف ہو گا۔ اس کا بنک بہت قوی ہے جب چاہتا ہے اسے مل جاتا ہے۔ اس بنک میں اس کی تمام صورتیں محفوظ ہیں۔ لہٰذا عاشق الحق کو اپنی نفی میں ہی فائدہ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ بے عقلی کے زمرے میں سے نکل کر بلاغت میں آگیا ہے۔ یعنی حق ایک بڑی قوت ہے۔ لہٰذا اس کی وجہ اور بھی ہے کہ عاشق الحق اپنے سے طلب کے طمع کو دور کر چکا ہوتا ہے۔ چونکہ طلب میں خوشامد ہے لہٰذا جب دل میں طمع یا حرص نہ ہو گی تو دل صاف اور شفاف ہو گا ایک اور بات بھی ہے کہ عاشق الحق کو غضب الٰہی اور عذاب دوزخ سے تازیانہ نہیں پڑتا ہے وہ اس لئے کہ نفوس انسان کو جب طلب ہو گی وہ کھانے اور سونے پر خود غلبہ حاصل کر لے گا۔ تو تقصیر نہیں ہو گی عاشق صادق کی یہ ہی دلیل ہے کہ وہ بغیر کسی غرض کے عبادت حق میں مشغول رہتا ہے اور کامیابی کی منزل کو پالیتا ہے۔

لہٰذا عاشق صادق ہونا ہر خوف سے مبراء ہونا ہے۔ اس لحاظ سے دوستی پکی ہو جاتی ہے۔ اور جو یہ چاہتا ہے وہ بھی وہی کر دیتا ہے اور یہ اپنی کامیابی تصور کرتا ہے جو کہ حقیقی اور ابدی ہوتی ہے۔ جو کہ واقعی بڑی کامیابی ہے۔

اور وہ فراخی اس لئے دونوں کی بن جاتی ہے اور یک جان کہلاتی ہے اور مرتبہ کمال میں قدم رکھ لیتا ہے اور عشق کے صدق میں کامرانی پاتا ہے اس کی کئی ایک مثل ہیں کہ بندگان حق نے کبھی اپنی طلب اپنے رب سے بھی ظاہر نہیں کی یعنی کہ کیا اسے ہم بے خبر کہیں یہ کیسے ممکن ہے۔ ہستی کو مجاز کی ضرورت ہے اور طلب عشق میں یہ روا نہیں ہے۔ اس لئے پہلے حکم ہے کہ اپنی ہستی کو ختم کریں یعنی نفی کریں۔ اس کی ہستی کو تسلیم کریں پھر بندگی میں لذت آئے گی اور تو اپنے نفس کی اور اعمال کی اور اخلاق کی تمام قبیح سے تزکیہ پائے گا۔ چونکہ خواہشات نفسانی ہی عالم برزخ مثل میں ہے۔ جس میں آگ سانپ اور بچھو وغیرہ یک جا متحدہ رہتے ہیں۔ لہٰذا تو نفی سے اس حد کو عبور کر چونکہ دوزخ اوروں کے واسطے ہے جو غیر کو دخل میں رکھتے ہیں۔ بہشت کا عین ایک زر خالص کی طرح سے ہے۔ جس کا آگ بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ کیونکہ

Marfat.com

جب میل ہی نہ ہو گا۔ تو جلے گا کیا لہٰذا نفی سے عشق کی اصل منزل حاصل ہوتی ہے اور اندر کی میل کچیل دور ہوتی ہے۔ لہٰذا خالص اور صافی الوزن ہو جا عشق کی راہ کو راہ وفا بنا دے میری دعا ہے کہ ہر ایک دل کو اس کے دل کی صداقت معلوم ہو جائے اور وہ اپنے دل کی صدا کو سن کر حق العین الحق ہو جائے۔ (آمین)

آخری بات

دریا سے اٹھنے والا پہلا بخار جو ہوا کی صورت میں ہوتا ہے جب طبقہ زمہریر میں پہنچ کر مجتمع ہوتا ہے اور پھر ابر بنتا ہے۔ اور پھر منقاطر ہواؤں کو اپنے اندر جمع کر لیتا ہے اور بارش کی صورت میں اپنے کو نازل کرتا ہے جس سے ہر جی ہر چیز ہر شے ہر ذرہ مستفید ہوتا ہے۔ اس طرح دریا وحدت میں حقیقی اسم قاہر سے عشق کی تجلّی کا ظہور ہوتا ہے اور پھر جب کہ رب تعالیٰ مخلوق کو ظلمت سے پیدا کر کے اپنے نور سے چھڑکاؤ کرتا ہے تو اس نور کو بارش الحق کہتے ہیں۔ تو ہی پھر ہر چیز اپنا وجود پاتی ہے اور اسی علم کو عشق الحق کہتے ہیں۔

تمام زندگیاں یہاں سے وجود میں آتی ہے اور تمام مخلوقاتیں وجود پاتی ہیں یہ سب اس کی تجلی نور کا فیض ہے جو اپنے اقدس سے مقدس کرتا ہے تو گویا کہ ثابت ہو گیا کہ ہر ذرہ اسی نور وحدت کے آفتاب سے روشن اور منور ہوتا ہے اور ظاہر الوجود بھی پاتا ہے اور باطن حق بھی اب عرض ہے کہ نور تجلی خارج میں بھی ظاہر ہی رہتی ہے چونکہ خورشید نور سے باطن کی چمک بھی پیدا ہوتی ہے۔

لہٰذا جو اقوال فطرت عشق کے حال کو پالتے ہیں۔ وہ اصل فکر عشق کی منزل پر ہوتے ہیں لہٰذا انہی کے لئے رحمت کے سب دروازے کھلے ہوتے ہیں جو اس عمل پر مستفید رہے گا وہ اصل نظام میں وجود کی حرکت کو دیکھ سکتا ہے۔ اور پھر ہی تصدیق الحق میں دیکھ سکتا ہے اور پا سکتا ہے۔ یہ ہی علم جبروت کی پہلی کڑی ہے عالم لاہُوت سے ملا دیتی ہے۔ اور پھر اسی سے معرفت کا عرفان مکمل ان خطوط پر نکھرتا ہے چونکہ

Marfat.com

یہ ہی مقام نور تجلی الحق ہے جس کو نور عشق بھی کہتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ اسی خمیر نے جلال حق کے تمام عالم کو زندگیاں بخشی ہیں یا پیدائش دی ہیں۔

اور پھر واضح لفظوں میں فرمایا کہ ہے کوئی ان نعمتوں کو دیکھنے والا ہے۔ جو سفید دن کی طرح ہے یہ تجلی جو نور عشق سے معین ہے۔ ایک بات اور ہے کہ تمام رعنائیاں اور حسن کی زیبائیاں سب عالم دنیائیں ہیں۔ جب اندھیرا ہوتا ہے تو سب ختم ہو جاتی ہیں جب کہ عشق کی رعنائیاں شروع ہی اندھیروں سے ہوتی ہیں۔

اس کو بھی اسماء تجلی بھی کہتے ہیں۔ اس کا معنی اور مرتبہ کا مقام علم الاسماء جو عیاں اور واضح ہے جس کو رات بھی کہتے ہیں۔

یہ رعنائیاں جب اندھیرا ہوتا ہے ختم ہو جاتی ہیں۔ جب کہ عشق کی رعنائیاں شروع ہی اندھیرے سے ہوتی ہیں اور نور العشق کی تابندگی پاتی ہیں جو وصل تک چلی جاتی ہیں، یعنی منزل تک۔

ایک مثل ہے کہ قبر میں اندھیرا ہو گا مگر اہل حق کے لئے وہ جنت کی کیاری ہو گی اور نور کی روشنی سے نور ہی نور ہو گا۔ اور روشنی ہی روشنی ہو گی تو ثابت یہ ہوا کہ اندھیرے میں روشنی اپنے اندر کے نور سے ہو گی تو کیوں نہ اندر کے نور کو تابندگی دی جائے اور رجوع کا منبع پا لیا جائے۔ لہٰذا ان سب کا اصل ہے تفکر حق کرنا جو انسان کو کامل کرنے میں ہر طرح سے موجود ہے مگر ہے کوئی جیسے سورۃ الرحمٰن میں ہے کہ میری کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے یہ ہی اصل بات ہے اس کی کون کون سی نعمتیں ہم فراموش کر سکتے ہیں۔

اسی غور و فکر کا کرنا تفکر ہے جو عین راہ وفاء ہے۔ یہی وہ آتش عشق ہے جو لگائے نہ لگے بجھائے نہ بجھے۔ یعنی میں تیرا تو میرا یا وہ میرا میں اس کا دونوں ٹھیک ہیں۔ سب توفیق اللہ ہی کو ہے جو وہ چاہے کر سکتا ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نفس انسانی

نفس ہی ہے جو تم کو شرارت اور کفر اور نافرمانی پر آمادہ کرنا چاہتا ہے یعنی حق تو ہے کہ باطن میں تم کو کافر اور ظاہر میں اسلام پر راضی رکھنا چاہتا ہے جس سے اس کے ہر مقصد کی تکمیل ہوتی ہے۔ اور تو اپنی جگہ سے ہٹ جاتا ہے۔

لیکن راہ وفا کی راہ میں حائل سب سے بڑی رکاوٹ تیری ہستی کا پنڈارہ ہے جو خودی کی صورت میں کبر اور کفر پر آمادہ ہوتا ہے مگر ظاہر میں دکھلاوہ کی ریت پر قائم رہتا ہے تاکہ تو کسی طرف سے بھی اس کے ہاتھ سے نکل نہ سکے۔

لہٰذا یہ حجاب ہی اصل ہلاکت کا باعث ہے چونکہ یہ باطنی کافر ہر وقت تمہارے ساتھ رہتا ہے اور تیرے خون کے ساتھ ساتھ گردش کرتا رہتا ہے یعنی جہاں موقع ملتا ہے ڈبو دیتا ہے۔

لہٰذا ہر ساعت اپنے ایمان کو تازہ کرتے رہنا ہی اصل سعادت مندی ہے اور کامیابی کی دلیل ہے چونکہ سالک کی کامیابی ہی تو شیطان کی غرقابی ہے جو ہر حال میں ذکر حق ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ قلب کے چلتے رہنے سے راہ کھلتے ہیں۔ گردش ذکر سے اسے کسی جگہ سے اندر داخل ہونے کا مواقع فراہم نہیں ہوتا اس لئے وہ گمراہ نہیں کر پاتا۔ یعنی اپنا کام نہیں کرپاتا۔ لہٰذا سالک کی کامیابی یقینی ہو جاتی ہے۔

کردار

دکھلاوے کا کردار رب حق بھی دنیا میں پیش کرے گا۔ جس کا نام خرد جال ہے۔

Marfat.com

یہ ایک آنکھ سے عاری ہو گا۔ لیکن لوگوں کو اچھی طرح اپنی طرف مائل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو گا۔ اس کی ہر بات میں فریب اور نمود ہو گا ایک بڑا درویش لگے گا۔ لیکن لوگوں کو اچھی طرح مائل کرے گا۔ حتیٰ کہ یہ تصور کر لیں گے کہ یہ ہی ہمارا خدا ہے۔ مگر جو اہل دانش یا اہل اللہ و رسول کے پیروکار ہوں گے۔ کبھی بھی اس شیطان ظاہر کی طرف مائل نہ ہوں گے۔

وہ اپنی جنت اور دوزخ بھی بنائے گا۔ مگر فلاح پانے والے اس کی باتوں میں نہ آئیں گے اور نہ کبھی بھٹکیں گے انشاء اللہ لیکن بہتوں کو بہت بھٹکا لے گا اور پھر اپنی راہ پر لگا کر ان کو بھی غرق کروا دے گا۔

لہٰذا نفس انسانی کا تقاضا ان عناصر پر بھی منحصر ہے جن سے انسان کی تخلیق ہوئی ہے ان اجزاء کے تغیر میں بھی خواہشات کا ذخیرہ ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کے ابلیس کھا لینے کا سلسلہ بھی اس کی ایک کڑی ہے۔

لہٰذا عرض ہے کہ سید المرسلین جناب حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سینہ جو چاک کیا گیا اور دھو کر کوئی چیز بھی رکھی گئی وہ دل ہی تھا اور وہ کیا تھا ایک تو لحم ابلیس کا اثر ایک ان تمام اجزاء کا اثر یا ان دونوں کا جسم جو دل کے قریب ہوتا ہے وہ نکال لیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سینہ اقدس کو پاک اور شفاف کر دیا گیا۔ اس وجہ سے آپ کے نفس اقدس میں خواہشات کی آلودگی موجود نہ تھی اور نہ سایہ تھا۔ چونکہ نفس کی وجہ سے سایہ بھی پیدا ہوتا ہے اور اسی وجہ سے خواہشات کی آلودگی کو نکال دیا گیا اور پاک محمدؐ کو پاکیزہ کر دیا گیا۔ لہٰذا امت کو نفس کی تابعداری سے بچانے کا ظاہر اور باطن دیکھنا بھی مقصود تھا لہٰذا نبی پاکؐ نے ہر امتی کو حکم کیا کہ اپنے نفس کو قابو میں رکھ لو تو کامیابیاں تمہاری غلام ہیں۔

نفس کو سرکش کتا بھی کہا گیا ہے۔ جو مالک کے حکم کے بغیر بھی کاٹنے کو دوڑتا ہے اس کی سرکشی دراصل اس ابلیس کی پیروی ہے جس کا یہ بچہ تھا اور اس کو تقویت ان اجزاء سے اس لئے ملتی ہے کہ ان اجزاء میں غیریت ہے یعنی دوئی ہے اس لئے دونوں باتیں مل کر ایک بڑا شیر بننے کے خواب دیکھنے لگتا ہے اور جو ان کے جال میں آ

Marfat.com

جاتا ہے ان کو بھی ڈبو دیتا ہے جب کہ خود تو ڈوبا ہوا ہی ہے۔

لہٰذا اس سے بچنے کا ایک بہتر طریقہ یہ ہے کہ ذکر حق جاری رکھا جائے تاکہ یہ کسی سمت بھی خون میں اور دل میں نہ سما سکے۔

سوال - نفس انسانی کا وجود کہاں سے آیا اور نفس کا مواد کیا ہے اور کیوں ہے؟

جواب - پہلے ایک حکایت عرض گوش ہے کہ جناب سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع پیدائش ہی سے کوتاہی سرزد ہوئی مگر عورت بھی آپ کے بدن کا ایک حصہ تھی اور اس کو مرد کا نائب بنا کر بھیجا یعنی پیدا کیا تھا۔ لہٰذا مرد عورت کے جھانسے میں اکثر آ جاتا ہے۔ یا عورت مرد کی باتوں میں آ جاتی ہے۔ یہ ابدی بات ہے اس کو تسلیم کریں چونکہ حقیقت یہ ہی ہے کہ مرد عورت کے جھانسے میں آ جاتا ہے اور عورت مرد کے جال میں اکثر پھنس جاتی ہیں۔ یعنی دونوں ایک دوسرے میں جکڑے جاتے ہیں۔

اب جواب حاضر ہے۔

جواب - نفس سے ہوشیار رہنا چاہئے چونکہ یہ انسان کے دل کے قریب خیمہ زن ہے جو کسی وقت بھی آپ کو ڈبو سکتا ہے۔ ایک واقعہ ہے۔

حکایت

کہ جناب سیدنا آدم علیہ السلام اور سیدہ اماں حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب قبولیت توبہ کے بعد اکٹھے رہنے لگے تو ایک دن ابلیس آیا اور سیدہ حوا کو اکیلے دیکھ کر اپنے ایک بیٹے کو ساتھ لے کر حاضر خدمت ہوا۔ بچہ بہت چھوٹا تھا۔ سیدہ حوا سے کہنے لگا یا سیدہ میں بے شک خطا کار ہوں اور آپ کا مجرم بھی ہوں۔ چونکہ آپ میری بات مان کر کس قدر پریشانی کاٹ چکی ہیں جس کے لئے میں نہایت ہی شرمندہ ہوں اور اپنے کئے پر سخت نادم ہوں اور اگر میں اس کی تلافی بھی کرنا چاہوں تو نہیں کر سکتا لہٰذا میں اپنے کئے پر بہت شرمسار ہوں۔ بہرحال اس وقت آپ کے پاس حاضر ہونے کا مدعا یہ ہے کہ میں کسی خاص کام سے تھوڑی دور جا رہا ہوں اور یہ میرا بچہ کچھ زیادہ ہی چھوٹا

Marfat.com

ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس چھوڑ جاؤں۔ چونکہ آپ بہت رحم دل ہیں لہٰذا یہ بچہ میں آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ شام تک آکر میں اس کو واپس لے جاؤں گا۔ آپ رکھ لیں۔

سیدہ نے فرمایا کہ تو اتنی بات کیوں کرتا ہے ٹھیک ہے میں تمہارا بچہ رکھ لیتی ہوں۔ سو ابلیس اپنا بچہ سیدہ کے پاس چھور کر رفو چکر ہو گیا۔ شام کو جب آدم علیہ السلام تشریف لائے تو دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو سیدہ نے عرض کی کہ یہ بچہ ابلیس کا ہے۔ وہ کچھ دیر کے لئے میرے پاس چھوڑ گیا ہے۔ سیدنا آدمؑ کو بہت غصہ آیا اور فرمایا کہ تو پھر غلطی کروانا چاہتی ہے۔ لہٰذا بچے کو قتل کر کے باہر پھینک دیا۔

بالآخر صبح ہوئی تو آدم علیہ السلام پھر کہیں چلے گئے۔ تو ابلیس پھر حاضر ہوا۔ عرض کی کہ میرا بچہ دے دیں۔ آپ نے بھی اسے ڈانٹا اور کہا کہ جا چلا جا یہاں سے مگر پھر ابلیس نے ماں کا دل جیت لیا اور عرض کی کہ چلو اس کی قسمت میں قتل ہونا لکھا تھا۔ آپ مجھے معاف کر دیں اور یہ بچہ پھر آپ کے پاس چھوڑے جا رہا ہوں۔ اس دفعہ آپ تھوڑا خیال کیجئے لہٰذا پھر وہاں سے چلا گیا۔

شام کو جب حضرت آدم علیہ السلام تشریف لائے تو پھر بچہ دیکھا۔ آپ کو غصہ آیا اور قتل کر کے باہر پھینک دیا۔

پھر صبح کو اپنے معمولات پر روانہ ہو گئے جب شام کو لوٹے تو آپ کے پاس ایک بچہ اور پایا۔ اس سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں کہ ایک ماں کا پیار اور دوسری عورت کے نرم دل ہونے کی دلیل۔ لیکن ساتھ ساتھ بار بار منع کرنے پر بھی سمجھ نہ آتی پھر بھی رحم آ جاتا۔ (ایک نافرمانی بھی ہے)

علیٰ ہذا القیاس اگلی صبح پھر سیدنا آدم علیہ السلام پھر اپنے معمولات پر روانہ ہو گئے۔ جب شام کو واپس آئے تو پھر سیدہ کے پاس ایک بچہ پایا۔ اس وقت بچے کی خواہش بھی تھی اور اپنی تنہائی کی خاطرہ وہ بچہ رکھتی تھیں۔

بہرحال سیدنا آدم علیہ السلام نے اس دفعہ بچے کو ذبح کر کے پکا کر کھا لیا اور سیدہ حوا کو بھی کھلا دیا۔ جس پر ابلیس نے بہت خوشی اور مسرت کا اظہار کیا اور کہا کہ یا

Marfat.com

حضرت یہ ہی میرا مدعا تھا۔

دل کے میل سے پہلے ہی پریشانی تھی اوپر سے یہ ہو گیا اس کی عید ہو گئی۔

لہٰذا قصہ یہ ہے کہ نفس انسانی کی ایک وجہ یہ بھی ہے اور شیطان اپنے مقصد مں کامیاب ہو گیا۔ اور انسان کے اندر اس کے ذرات خون میں گردش کرنے لگے۔

لہٰذا حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سینہ چاک کرنا اور دل کو دھو کر پھر واپس رکھنا بھی اس بات کی کڑی ہے یعنی آپ کے سینہ مبارک سے وہ ذرات نکال کر دھو دیئے گئے اور صاف شفاف کر دیا گیا۔ بلکہ نور بھر دیا گیا۔ اس کی ایک اور وجہ بھی تھی کہ آپ پہلے نور تو تھے مگر جب آپ کا سینہ چاک کرنے کے بعد جو نور آپ کے سینے میں بھرا گیا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نور" من نور کا لقب یہاں سے ملا ہے۔

اور یہ ٹھیک بھی ہے۔ چونکہ سینے میں نورالہدیٰ تو موجود تھا مگر جب ہر آلودگی سے پاکیزہ کر دیا گیا تو کیا بن گیا۔ نور" من نور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صدہا کروڑ بار درود و سلام اس نور من نور پر اس سے ایک بات اور بھی سامنے آتی ہے کہ جب آپ اپنے نفس کو قابو میں رکھیں گے تو پھر پہلے نور سے اچھی طرح مستفید ہو سکیں گے۔

بالکل ہو سکیں گے۔ انشاء اللہ آپ کی مدد اور نگہبانی کرنے والا وہ خود ہے جو سب کا رب ہے۔ (آمین)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خودی

خودی میں نمود اور نمائش ہے جو ہر صاحب ہوش کو درپیش ہے کئی ایک لوگوں نے اس پر بہت کچھ فرمایا ہے حضورؐ اقدس نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ تجھ کو صرف اور صرف تیری خودی درپیش ہے۔ جس میں نمود اور نمائش ہے اور یہ ہی سارے فساد کا منبع ہے۔

چونکہ اپنے وجود اور ہستی پر غور کرنے میں جب کوئی حجاب نہیں ہے تو حق اور ناحق تو واضح ہونا چاہیے

جب حجاب توڑ کر اپنی نمود کرتا ہے تو اک راز کو فاش کرنے کا مجرم ہو جاتا ہے اور یہ ہی شیطان اور تمہارے نفس کا مدعا ہے لہٰذا جب کسی بھی شے کا تشخص مجروح ہو گا۔ تو آپکا ضمیر صافی نہیں ہو گا۔ چونکہ تمام عالم حجاب میں ہے۔ مگر جو کچھ عیاں ہے وہ لائق غورو فکر ہے۔ لہٰذا جیسا ہے ویسا کیونکر ظاہر نہیں کرتا ہے تاکہ کچھ وسائل پیدا ہوں مسئلوں میں انسان کے غرقابی کے چانس زیادہ ہوتے ہیں۔ اور وسائل میں تم جیسا ہر کوئی جانتا ہے۔ کہ تمام عوامل حقیقت میں عیاں ہیں۔ اور عالم عوالم کا کل تو (انسان) ہی ہے اور انانیت جمع کی بھی جمع اور منفی بھی اور اختیار کا کل تم میں نہیں ہے ہاں ایک بات ضرور ہے کہ انسان میں کچھ صفات الٰہی منعکس ضرور ہیں۔ جس وجہ سے اپنی نوعیت میں یہ بھی واحد الصفات ہے اور اسی نقطہ سے وحدت کے قرب کی تمام تعینات سے افضل ہے اور آفاق قدرت کے کئی ایک شہ پارے حاصل کر چکا ہے۔ اور کرتا رہے گا۔ چونکہ رحمت نور سے بہت سے جہاں روشن ہیں مگر خودی میں اختیار اور راز کا تعلق ہے۔ اس لئے تن اور مرکب اختیار ہو ہی نہیں سکتی لیکن جان جسے روح یا ذات

Marfat.com

حق کا نور کہتے ہیں۔ یہ باہم مقدم بنتا ہے لہٰذا نفس کی تحریک ہر عضو اچھی طرح جانتا ہے اس لئے ہر حصول کے لئے تدبیر کرواتا ہے مگر حرکت اور قوت فعل سے سرزد ہوتا ہے۔

لہٰذا حواس نے بھی ایک اپنی تحریک چلادی۔ جس میں قوت باعث فاعلہ موجود ہے اور اپنے اختیاری فعل کو بے اختیاری کر دیتا ہے۔ اور قوت باطل کو ناکام کر دیتا ہے مگر وہ جاہلیت میں الجھا کر اختیاری اور بے اختیاری کو ایک ہی شکل میں ابھارنے لگا بلکہ اس کی عقل پر دلالت کروانے لگا۔ جس سے کئی ایک وجود نابود ہو گئے اور اختیار کی حالت میں ڈوب گئے کیونکہ کمال میں ہیشگی نہ اختیاری ہے نہ مختاری اور کوئی اگر اختیاری بنتا ہے تو وہ اپنا کمال زوال میں پاتا ہے اور مٹ جاتا ہے۔

لہٰذا اپنے نفس کی نمود میں خودی سے بچنے والا ہی اصل میں اختیاری ہے اور اصل مقصود کا وارث بھی۔

چونکہ امر عظیم پر پہرہ برگزیدہ ہے۔ چونکہ وہ صفات اور اسماء کا اصل آئینہ ہے۔ جس کی چمک کبھی ماند نہیں ہوتی یعنی مجمع کمالات شہود و غیبی اور ظاہری اپنے مشاہدے کے ساتھ ہے۔ لہٰذا جان اور تن پہلے سے مقدور ہو چکنے کی وجہ سے مقرر ہیں۔ اور احکام علمی کے مطابق ہر حال میں چل رہے ہیں اور چلتے رہیں گے۔

اسی وجہ سے پرکھ پیدا کی گئی ہے کہ مصفاء اور گندگی کا فرق سامنے آئے جیسے کٹھالی میں سونا اور کھوٹ دونوں ہوتے ہیں۔ مگر آگ کا نور دونوں کو الگ الگ کر دیتا ہے۔ اور پہچان آسان ہو جاتی ہے اور ایک بات کہ تمام تعینات عالم صورت انسانی میں جمع ہیں اسی سبب سے اس میں آثار قدرت نمایاں ہیں لہٰذا مجاز کے غور و فکر سے اپنے ہر اندیشہ کو دور کرلیتا ہے۔ جس کو پہچان کہتے ہیں۔

لہٰذا اگر ابلیس نہ پیدا کیا جاتا اور آدمؑ کو نہ بہکاتا ہوتا تو نہ شجر ممنوعہ کے قریب جاتے اور نہ رحمت جامع اعلیٰ کو پہنچتی اور نہ بہشت سے تمام ارواح عالم کو دنیا کی طرف نزول کرنا پڑتا اور نہ یہ راز قیامت تک ظاہر ہوتا۔ اور اگر ہوتا تو بھی نہ جانے تابعداری میں کتنا حسین اور باکمال ہوتا یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم غلطی کر چکے ہیں اور کر دیتے

Marfat.com

ہیں۔ بلکہ اس پر اتراتے ہیں۔

لہٰذا خودی نفس کی دوسری قسم کا نام ہے جو زیادہ الجھاؤ پیدا کرتی ہے جب کہ انسان جانتا ہے وہ کون سا اختیار رکھتا ہے جو ذات حق سے پوشیدہ نہیں ہے۔

اسی لئے انبیاء' اولیاء اور سلاطین حکماء سب اس کے قدرتی اختیار کو بخوبی جانتے ہیں اور پھر کسی بھی مٹی ہوئی شے کو اختیار کی طرف منسوب کرنا سب سے بڑی جہالت ہے اس لئے ابلیس کو ملعون قرار دیا گیا ہے کہ نفس کے اختیار سے ناواقف تھا اگر وہ دانش سے کام لیتا تو اپنے فعل سے طوق لعنت کو نہ پہنچتا جب کہ آدم اپنی دانش اور اس کی رحمت سے عمر طبعی قلیل ہونے کے باوجود بھی اس کی جامعہ اعلمتہ الرحمتہ کو پالیتا ہے۔ اور اصل گوہر مقصود بھی حاصل کر لیتا ہے۔ چونکہ کائنات کا کل مجموعہ ظہور انسانی کے گرد ہی گھومتا ہے۔ لہٰذا فائدہ بھی سب سے زیادہ اسی کو لینا چاہئے اور ہونا چاہئے چونکہ اس کے مقابل کوئی اور نقطہ ہے بھی نہیں ہے اس لئے یہ اپنی خصوصیت کی وجہ سے خودی کے چکر میں آ جاتا ہے اور حقیقت حجاب سے نابلد رہ جاتا ہے اور اپنی راہ کھوٹی کر لیتا ہے اور خسارہ پاتا ہے لہٰذا اپنی ہستی کو جزوی جان کر حجاب عالم کا نظارہ کرے تو کوئی بھی ہرگز ہرگز پوشیدہ نہ رہے گا۔ مگر کامیابی دینا پھر بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ مگر جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اس کی محنت کبھی ضائع نہیں کرتا یہی عدل تو ہر حال میں فائدہ دے جاتا ہے مگر ہے کوئی جو فائدہ لے۔ لہٰذا جب عادل سے عدل لینے کا سلیقہ آ جائے تو پھر اور کیا چاہئے یعنی اس طریق کو اپنا کر اپنی منزل آسان کرنی چاہئے اور راہ نجات یا راہ کی منزل پکڑنی چاہئے۔ جسے راہ وفا کہتے ہیں۔ مثقال ذرۃ خیرا" یرا یعنی کسی کا ذرہ بھی ضائع نہ ہو گا۔

خودی کی دو راہیں ایک نفس رحمانی کو نکلتی ہے دوسری نفس شیطانی کو نکلتی ہے لہٰذا انسان کے اپنے بس میں ہے کہ اپنی خودی میں وسوسہ شیطانی سے بچنے کا سلیقہ بچا رکھے تو پھر ہی علامہ اقبال والی بات کو پہنچے گا یعنی خودی کو کر بلند اتنا کہ خدا بندے سے پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے؟ یعنی جب نفس رحمانی کی طرف راغب ہوں گے تو یہ ہو سکتا ہے ورنہ کبر اور تکبر میں کھو جائے گا اور غرق ہو جائے گا لہٰذا انسان کے ہر قدم پر یہ نفس

Marfat.com

شیطانی کا کارندہ پیش پیش ہی ملتا ہے اس لئے انسان کو بھی تو اپنے قدم پھونک پھونک کر ہی رکھنے ہوں گے۔ چونکہ کامیابیاں یونہی سر راہ تو نہیں پڑی ہوتیں ان کے لئے کوشش کرنا ضروری امر ہے پھر تم کو بھی امر کریں گی۔ جو کہ ایک بڑی بات ہے۔

تکبر اور غرور

(ریا یہ شیطانی ہتھیار ہیں)

ابلیس کی اصل تصویر ریا کاری میں مکاری اور کبر میں چھپی ہوئی ہے۔

ایک مرد کامل کا تصور کچھ پرکھنے اور دیکھنے کے لئے صرف عقل اور احساس کی ضرورت ہوتی ہے۔ چونکہ عقل سے پہچان کی جاتی ہے اور احساس سے اس کی شبیہ جس سے فرق واضح ہوتا ہے۔ لہٰذا احساس کی شبیہ جو معقولات کی حقیقت ہے یعنی تصورات پر کسی کی حکمرانی نہیں ہے اگرچہ اچھائی یا برائی کا تصور جدا جدا ہے۔ اچھائی میں نور کی کرنیں پھوٹتی ہیں اور برائی میں غرور اور تکبر اور ریاء

تمام عالم کے احوال برعکس ہیں۔ ظاہر ہے یعنی آپس میں خلق و محبت ہے۔

جواب بے تکی جب کہ جاہل سے شرم کرنے کا مقصد ہی نہیں مگر اپنی حیاء کی خاطر ضروری ہے۔ لہٰذا پہلے ان اندھے اور بھولے (لوگوں سے) یعنی چرواہوں سے اپنی بکریاں تو لے لیں ورنہ ظاہر ہے یہ اندھے اور بھولے چرواہے بے چاری بکریوں کو کسی کنویں میں دھکیل دیں گے۔ اور سب کیا دھرا رہ جائے گا۔ لہٰذا عقل سے احساس عمل شروع کریں جو تیری آن بنے اور پہچان بنے اور تیری شان بنے۔ تیری پہچان ہی سے احساس کے دروازے کھلیں گے اور جو علم خضر کی آستینوں میں چھپا ہے تجھے ملے گا۔ تب ہی تو ہر ظلم کے لئے موسیٰ علیہ السلام بن جائے گا۔

لہٰذا اے فرزند صالح تیرا باپ بھی صالح تھا اور جد بھی لہٰذا تو تعلیم نو کی وہ لے کو نہ بھول جو تیری وراثت ہے۔ (خواجہ معین الدینؒ)

پس چراغ دل کو روشن کر اور اس روشنی کو کوہ دمن تک لے جا ورنہ کسی چراغ

Marfat.com

نے خود جلنے کی کوشش نہیں کی۔ (یہ سب جانتے ہیں)

نور سے نور پھیلتا ہے اور علم سے علم اور سے اور بھی مگر جس مرد سے حیاء گئی اس کی بندگی گئی حتیٰ کہ اس کی زندگی گئی۔ سنا ہے محبت کسی سے ڈرتی نہیں تو پھرنا اہل ہی محبت سے بھاگتے ہیں۔ سچی محبت اور لگن ہی اصل رضائے الٰہی ہے اور محبت رسول اللہ ہی عشق اور سب کچھ ہے۔

محبت اور عبادت ہی اصل رضا ہے۔ لیکن عادت دکانداری ہے۔ جس سے بچنا بہت ضروری ہے۔ چونکہ رسم میں سب بھسم ہو جاتا ہے۔

عبادت یہ بھی نہیں کہ تم دکانداری لگا کر بیٹھ جاؤ اور عبادت یہ بھی نہیں کہ مارکیٹ والوں کو پتہ ہو کہ فلاں دکاندار بڑی لمبی لمبی نماز پڑھتا ہے لیکن اندر اس کے کتنا کبر اور غرور چھپا ہوا ہے۔ لوگوں کو حقارت سے دیکھتا ہے۔ فقیر کو دھتکارتا ہے۔ اور نمائش کی مسجدیں اور مدرسے بنواتا ہے یہ سب سے زیادہ کھویا ہوا ہے جو عبادت اور عادت میں فرق محسوس نہیں کرتا۔ اس عادت میں رشک حق کہاں سے آئے گا اور اعزاز کہاں سے پائے گا۔ اور مرد حق کیسے کہلائے گا کیا نہیں جانتا مگر لگا ہے اپنی خو میں اور لٹنے پر تلا ہوا ہے۔

عبادت و خلق مرد کو کسی کروٹ چین نہیں لینے دے گا۔ اس احساس خلق میں پتھر پانی کی طرح ہوتا ہے تیری محبت اور تیرا خلق جب تک آزاد ہو کر روح اللہ کی طرف چوتھے فلک پر نہ پہنچ جائیں تو کچھ حاصل نہیں ہے۔

خلق اور عبادت عادتی ہیں اور عادتی آزاد نہیں ہوتا لہٰذا عادت عبادت کو یکجا کرنا بڑی کوتاہی ہے۔ تو سوچنا ہو گا کہ آج کمال کی کس کو ضرورت نہیں۔ آپ کو یا مجھے؟

چونکہ جدید ٹیکنالوجی نے سارے مسئلے حل کر دیئے ہوئے ہیں۔ مگر قرآن کی تھیوری تک ابھی کوئی نہیں پہنچا۔ اس کی ٹیکنالوجی کیسے پا لے گا کوئی اور پھر اس کے کمال سے کروڑوں علم پیدا ہوئے ہیں اور ہوں گے۔ ایک بات پابندگی اور عادت میں بھی فرق ہے۔ ذرا غور کریں چونکہ پابندی تابعداری ہے عادت ظاہری ہے۔ تو دونوں میں نمایاں فرق ہے۔ اس لئے ظاہر سے بھی بچنا ہی چاہیے۔ جو نمود کبر پیدا کرتی ہے۔

Marfat.com

یعنی ظاہریت کبر ہے کسی بھی بڑے تجربے کا کمال چاہئے تو حدود سے دور ہو جانا پڑتا ہے۔ اور عادات سے خلاصی پا لینی پڑتی ہے۔ نفس کی تقلیدی غلامی چھوڑ دینی پڑتی ہے۔ اور پھر خلوص کے حصول کے لئے متوجہ ہونا لازمی جز ہے اور پھر بھی کامیابی خداوند تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ (آمین)

جب تک تیرے ہاتھ میں آزادی کا پروانہ نہ ہو گا تو شخص ہی رہے گا۔ شخصیت نہیں بنے گا۔ اور نہ تیرے پر کھلیں گے۔ اور نہ تو پرواز کر سکے گا۔ اور نہ آگے جہاں پا سکے گا۔ نہ ہی کوئی اور جہاں بنا سکے گا۔

غرض کہ ناسوتی ایک ٹکے میں بکتی ہے جیسے سوت کی قیمت سے یوسف علیہ السلام بکے غور طلب بات ہے۔

لا یموت میں جب خلق محبت آتی ہے تو موت کو ختم کر دیتی ہے اور لاہُوت خالصتاً" سامنے ہوتی ہے۔ جس میں جان مال زر' غم خوشی سب کے سب اپنے اپنے کونے میں دبکے ہوئے بیٹھے ہوتے ہیں۔

لیکن وہاں کے مسیحا اپنے مریضوں کو پہچان لیتے ہیں۔ حکم سے حکیم کی قدم بوسی کو لے جاتے ہیں۔ وحدت کا ایک کنارہ لاہوت ہے۔ دوسرا لایموت ہے یہاں مذہب کی کوئی قید نہیں مگر وحدت کی موجودگی کا احساس ضروری ہے جو کہ برحق ہے۔

نوٹ۔ (۱) ریاکاری سے بچنا۔ (۲) عبادت مخلص ہو کر کرنا یعنی رجوع رہنا۔

لہٰذا صداقت خلق محبت کا اخلاص ہے۔ غیر حق سے مبرا ہونا دلیل ہے۔ اور طہیرہ کی ریا سے پاکیزگی پانا دل سے زبان کی صداقت بتانا اور زبان سے راست اخلاص کا دیا جلانا اور انا اور ریاء میں اپنی سالم ہستی جلا کر راکھ بنانا اور خودی کا حجاب ختم کرنا اور آزاد ہو جانا کہ جیسا تو آیا تھا ویسا ہو جانا یعنی صاف اور شفاف ہو جانا یہ بات تیری میری سمجھ میں آتی ہے کہ کم از کم ایسا تو ہو جا جیسا تو آیا ہے۔ آ اب تو بھی ایک کونے میں لاہوت کے سوچ بچار کر کیا پایا' کیا کھویا ہے؟

اور پھر سمت کی نو تازہ کر شاید سلوک کی دو ساعتیں عنایت ہو جائیں اور تیرے درد کا مداوا ہو جائے۔ یاد رکھ تیرے اندر عدل کی اک عدالت قائم ہے جس کا تو بانی

Marfat.com

ہے۔ ذرا سنبھل کر چل۔

شاید سلوک کی دو ساعتیں عنایت ہو جائیں جو تیری نجات کا باعث ہوں۔ سالک کی تازہ نوی صحوا" تجھے تیری منزل تک لے جائے گی۔

ناموس نمود کا شباب چھڑوا کر زنار بندھوا دے گی۔

فکر خدا تعالیٰ کا راز ہے۔ جس کی کنجی اہل اللہ کے لئے حیاء ہے' حیاء ہے' حیاء ہے۔ اور باقی سب عالم کے لئے خوف۔ حتیٰ کہ تمام علوم خوف پر ہی محیط ہیں جو بغیر خوف کے ملے اس میں لذت کی چاشنی کم ہوتی ہے۔ غافل نہ ہونا خوف کی نشانی ہے۔ جو کامیابی کی دلیل کو روشن کئے ہوئے ہے۔

ندی نالے خوف کے مارے شور مچاتے ہیں۔ مگر سمندر میں ان کا شور کون سنتا ہے۔ اور کہاں چلا جاتا ہے۔ ذرا غور کریں۔ ان کی ہستی مٹ جاتی ہے۔ مگر وہ بھی دریا یا سمندر ہی بن جاتے ہیں کیا یہ کامیابی بڑی نہیں ہے۔ خداوند تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔ رشد کی چنگاری معمولی ہوتی ہے مگر کام بڑا کرتی ہے۔ جس سے دل کے تمام چراغ جل جاتے ہیں۔ اور اجالا ہی اجالا ہو جاتا ہے۔

لہٰذا تو وہ جوہر پیدا کر جو تجھ سے ہو اور کسی کی محتاجی سے بچ جائے گا۔ آمین۔ بارگاہ کا ایک سپاہی بن جائے گا۔

سمندر میں چلا جانا ہی سمندر کے لئے اور ندی نالوں اور دریاؤں کے لئے بہتر ہے کیونکہ یہ اگر ایسا نہ کریں تو سمندر کو سمندر کون کہے گا؟ بلکہ سمندر کی ہستی کا راج ہی ختم ہو جائے گا۔

یعنی جیسے کسی صحرا میں بھٹکا ہوا کوئی مسافر اپنی منزل کی تلاش میں سرگرداں ہوتا ہے یعنی راہ سے بھٹکا ہوا ہے لہٰذا ابھی سے ہی سنبھل جا تو بہتری پائے گا اور سکون قلب بھی اور تسکین روح بھی میسر آئے گا بلکہ تمنا بھر پائے گا۔ (آمین)

Marfat.com

استقلال و ضد

جو شخص بھی غیر حق کو ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے یا اپنی عقل سے قائل یا مائل یا اس کا تعلق دلیل سے نہیں واجب الوجود کے تسلسل کو اور اس کی معرفت کو حقیقی عادلانہ نگاہوں سے نہیں دیکھتا وہ ہر حقیقت میں بڑا جاہل ہے۔ اس کے برعکس جو اشیاء کو معرفت حق کا وسیلہ بناتا ہے وہ ہی عارف حقیقی ہو جاتا ہے۔ دراصل کائنات کی تمام اشیاء کا ظہور ایک جذبہ پر ہے جسے اچھے لفظوں میں استقلال کہتے ہیں اور برے لفظوں میں ضد۔

اور پھر حق تعالیٰ کی مثال الوحدانیت میں نہیں بلکہ الوجود میں بھی نہیں جب کہ (شریک) میں تضاد ہوتا ہے۔ جس سے ظہور حق کا تسلسل بگڑ سکتا ہے۔ مگر ایسا ہوا ہے ہی نہیں تو پھر اس کا واحد ہونا خود اپنی مثال آپ ہے۔ لہٰذا معرفت کی ذات اور صفات کسی شریک کی محتاج نہیں رہتی' کامل حق جو کلیتہ الحق ہو جاتی ہے اور جب کہ غیر حق کا وجود ہی نہیں ہے بلکہ قاعدہ مسلمہ یہ ہے کہ تمام اشیاء کا ظہور اضداد سے ہوتا ہے اور پھر ہستی کے لئے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے اور ضرورت دلیل کے واسطے ہستی کی ضرورت جب تک کسی شے کی ضد سامنے نہ آئے وہ شے اپنے معنی سے مخفی رہتی ہے اسی لئے ہمارا عجز اور انکسار اور اختصار اس کی قدرت کا آئینہ بن جاتا ہے اور اک ہستی کو واضح کرتا ہے۔ دوسری دلیل کو ختم کر دیتا ہے اور جو پھر کچھ بھی کائنات میں موجود ہے وہ تمام فلسفیوں کا فلسفہ اک ہستی پر دلیل کرتا ہے جو تو طلب کرتا ہے۔ جیسے مچھلی پانی میں وہ پانی ہی طلب کرے گی چونکہ وہ ہی اس کی معرفت کا وسیلہ ہے۔ چونکہ ذات مطلق الوجود حق ہے اور ذات ممکن عدم ہے جب تک جاننے والے کے لئے کوئی نمونہ سامنے نہ ہو تو وہ کس طرح جانے کہ یہ کیا ہے اور پھر ممکن کی ہستی صرف ایک اضافی امر پر دلیل کرتی ہے جب کہ تمام اشیاء ذات اور صفات اور افعال احوال سب حق کے عکوس ہیں۔ جو تعینات میں جلوہ نما ہیں۔ اور یہ سب ہی غور طلب دلیلیں ہیں جو ظاہر باطن اور منفی اور روشن ہیں۔ کیونکہ ذات حق کو کسی سے مشابہت اور مماثلت

Marfat.com

نہیں ہے۔ لہٰذا دلیل کا حق فلسفے کی حد تک رہ گیا ہے۔ لہٰذا تمام اشیاء کا نور اس کے حسن و جمال سے روشن ہے۔ چونکہ انوار الٰہی کی تجلی ہمیشہ ہمیشہ ہو گئی۔ مگر شرف کمال کسی ظہور سے پوشیدہ نہ رہا۔ لہٰذا اگر خورشید اگر ایک ہی حال پر ہوتا تو عالم تاب کو حرکت نہ ہوتی تو مغز اور پوست میں کوئی فرق نہ رہتا اور ہر شخص ہی یہ گمان کرتا کہ عالم اپنے نور سے روشن ہے اور تمثیل بن جاتا اور حق تعالیٰ کو ایک چشم کی مانند ماننے لگ جاتے مگر عارف وہ ہے جو تزہیہ اور تشبیہہ دونوں کا قائل ہو۔ وہ ہی بینا ہے یعنی ہر دو آنکھ سے دیکھتا ہے۔ کل یوم ھو شان یعنی ہر لحظہ ایک نیا ظہور اور ایک نئی تجلی کا تکرار سامنے رکھتا ہے۔ یعنی کہ استقلال کی ضد نے تسلسل کو وجود دیا اور وجود نے اشیاء کو ظہور دیا۔ اور پھر جا کر کمال فن کا نمود ہوا۔

پھر جستجو کے قرینے بنے اور محبت کے سلیقے بنے۔ پھر چشموں میں نم آیا' پھر ہواؤں میں خوشبو بادلوں میں جھنکار اور موسموں میں نکھار پھر چراغ کو روشنی اور روشنی کو نور اور نور کو تجلی حق کا مشاہدہ ملا اور علم کا وجود پیدا ہوا۔ اور پھر تفکر کی راہ نکلی اور ذوق کو بصیرت نے عام کر دیا گویا کہ اپنا کام تمام کر دیا۔ یعنی دیدہ بصیرت سے غیریت کو ختم کر دے گا یا دور کر دے گا۔ تو نور الٰہی کو انسانی نیت کی حد تک لے جائے گا۔ لہٰذا متکلم جو ذوق توحید نہیں رکھتا وہ بسبب ابر تقلید اندھیرے میں رہتا ہے اور معرفت کے کمال میں غیریت سے غرق ہو جاتا ہے۔

چونکہ جو علم منسوب ہے وہ علم کلام ہے اور جس میں عقائد اور دلائل عقلیہ کے مطابق بیان کئے جاتے ہیں۔ یعنی پھر جو ذوق توحید سے حقیقت عیاں ہے تو ہی دیدہ مکاشفہ سے نور وحدت کو دیکھتے ہیں۔ دلائل عقلیہ سے تقلید نہیں لیتے چونکہ وہ اس کی حقیقت سے باخبر ہوتے ہیں لہٰذا ان کو تاریکی کسی شبہات میں نہیں ڈال سکتی۔ چونکہ آنکھ ظاہر میں مرض بھی ہے یعنی ظاہر میں مظاہر کے سوا کچھ نہیں دیکھ پاتی اور اسی سبب سے انسان بغیر اشیا کے بصیرت کو ٹھیک طور پر نہیں دیکھ سکتے اور پھر اسرار غیبی سے صحیح طور پر ادراک حاصل نہیں کر پاتا اور پھر ظاہر ہے ہر طائفہ کی معرفت بقدر قابلیت رہ جاتی ہے اور پھر مختلف عقائد کے گروہ معرفت حق سے کم و بیش بیان کر دیتے

Marfat.com

ہیں۔ یعنی ہر ایک دیدہ نگاہ نے اپنی دید کے مطابق وہ نشان بتا دیا ہے چونکہ انہوں نے دیکھا ہی نہیں وہ ہوتا کیا ہے۔ چونکہ حق تعالیٰ کی تجلی بندے پر اس کی استعداد کے مطابق ہوتی ہے اور استعداد ہر ایک کی مختلف ہوتی ہے۔ جب کہ حق تعالیٰ کا ظہور تمام مظاہرین پر یکساں ہوتا ہے۔ مگر مشاہدہ کے اختلاف سے ہر ایک دوسرے کے اعتقاد علی اللہ سے انکار کرتا ہے۔ حالانکہ تمام الہ اللہ فی الحقیقت ایک ہی اللہ ہے۔ یعنی الھکم الہ واحد لہٰذا کامل عارف وہ ہی ہے جو حق تعالیٰ کی صورتوں میں مشاہدہ کرے یعنی اس کو تعین خاص میں مقید نہ کرے۔ چونکہ ہر ایک کی نظر مراتب ظہور سے کسی مرتبہ پر پڑتی ہے۔ اور وہ اس سے باخبر ہوتا ہے مگر حقیقت حال سے بے خبر ہے۔ چونکہ ذات اس کی کم و کیف سے منزہ یعنی جو کچھ کہتے ہیں شان اس کی بلند تر ہے۔ یعنی حق تعالیٰ شانہ' عما یقولون ذات حق تعالیٰ کم اور کیفیت سے منزہ اور بری ہے نہ اس سے کسی کو نسبت ہے نہ اس کو کسی سے نسبت مگر مراتب ظہور حق سے دیکھیں تو ضرور جان لیں گے کہ فی الحقیقت کیا ہے؟

نفس انسانی کی بساط ایک نظریہ پر ہوتی ہے جس کی بناء پر نظر بساط سے ہی مقام کو دیکھتا ہے اور اسی طرح پر حق تعالیٰ کو مرتبیت دیتا ہے اور اسی لئے دوسرے مرتبے سے انکار بھی کر سکتا ہے۔ جو اس کے لئے کافی نقصان وہ ثابت ہوتا ہے۔

مگر حقیقت کا تعلق تصور سے بھی کہیں زیادہ ہے۔ اور ہاں عقائد کی ضد پر اڑنے والے بہت دور رہ جاتے ہیں۔ چونکہ بات مقید ہو جاتی ہے جس سے حاصل مقید بھی ہو گا۔ لہٰذا عقائد کے نقائص اور فوائد دونوں یکساں ہیں۔ (برے لفظوں سے یعنی ضد سے) اور اچھے لفظوں سے استقلال سے اعتدال سے جو کہیں سے ملے لے لے۔ تو پھر فوائد ہی فوائد ہیں۔ یہ رب کی پہچان کا ذریعہ بھی ہے اور وحدت کی دلیل بھی یعنی واحد ہونے کی دلیل ہی بڑی غور طلب ہے۔ کوتاہی کے میل کو توبہ کے نور سے برگزیدہ کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بوجہ پیدائش ابلیس

ابلیس کی پیدائش کا مقصد صرف اور صرف حق اور باطل کا فرق معلوم کرنے کے لئے ہوا ہے جس سے حق اور غیر حق میں فرق واضح ہو جاتا ہے۔ اور پرکھ لیا جاتا ہے اور اصل صورت سامنے آ جاتی ہے۔ یعنی نکھار دینے کا ایک ذریعہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اس کی وضاحت کو آگے بیان کرتے ہیں ابلیس میں جو قوت ہے وہ ہے قوت واہمہ وہ قوت کس طرح بنی چونکہ رحمت سے ہزار ہا کرنیں پھوٹتی ہیں۔ اور ہزاروں نور سامنے آتے ہیں لہٰذا غضب سے اتنا ہی قہر سامنے آتا ہے اور ہزاروں صدیوں تک آتا رہتا ہے۔ اور پھر جب دھتکار دیا گیا تو اس نے اسی فن میں کمال حاصل کرنے کی ٹھی کی اور عروج تک چلا گیا۔ ادھر پھول اور کانٹے میں تمیز پیدا ہو گئی اچھائی برائی کے دو پہلو سامنے آ گئے یہ ہوا کیسے صرف ایک سجدہ نافرمانی نے اس کو حکمت الٰہی سے خارج کر دیا۔ لیکن ایک طرح سے رب کا یہ بھی شکر کرنا چاہئے کہ شیطان کو بنا کر ہم پر یہ احسان فرمایا ہے وہ اس لئے کہ دو راستے بن گئے اچھائی برائی کی تمیز بن گئی ورنہ نہ جاننے سے ہم غلط ہوتے یا صحیح لیکن اس نے واضح فرما دیا کہ تم واضح دیکھ سکو میرے خیال میں یہ بھی ایک بہت بڑی شفقت ہے اس کی کہ ہمیں ہر طرح کا راہ کا پتہ دے دیا اور باقی ہمارے ہاتھ میں رکھ دیا۔

بیدکل الخیر یعنی خیر اور شر کو خود دیکھ اور کر سکیں۔

پرکھن کو پرکھن کیا پرکھن مول نہ جا
خودی سے خودی کی ثناء خودی نہ خود بچا

لہٰذا باوجود صدیوں عبادت کے شیطان کو مردود قرار دیا گیا۔ جب کہ غلطی آدمؑ

Marfat.com

کی بھی تھی لیکن پھر بھی وہ برگزیدہ اور مقبول ہوئے لیکن یہ عجب بات نہیں چونکہ وہ ترک تعلق کا اظہاری ہے۔ جب کہ وہ اپنی غلطی پر نادم ہے فرق واضح ہے اب اگر حضرت آدم علیہ السلام اس شجر ممنوعہ کے قریب نہ جاتے تو پھر یہ گناہ ان سے سرزد نہ ہوتا۔ لہٰذا یہ سب شیطان کے سبب سے ہوا۔ اس لئے وسوسہ میں نہ پڑتے اور نہ یہ غلطی سرزد ہوتی اب خلاصہ یہ ہے کہ ابلیس ہوا۔ خود اپنے اوپر برائی مسلط کرنے والا مگر ارتکاب کروایا۔ اس نے آدم علیہ السلام کو اور نہ شجر مانع کے نزدیک جاتے تو آدم علیہ السلام رحمت جامع اعلیٰ پر فائز ہوتے اور نہ کسی کوتاہی کو پہنچتے اور نہ دنیا کی طرف بہشت سے روانہ کئے جاتے لیکن پھر یہ ذریات جو واہمہ کے ہیں۔ وہ تو قیامت تک ظاہر نہ ہونے پاتے اور نہ ابلیس اتنے کمال تک جاتا اور نہ ہی رب تعالیٰ کے اسماء جلالیہ مخفی ہوتے اور عظمت الٰہی کی اصل سے ہر راہ' راہ وفاء تک آسانیاں ہی آسانیاں رہتی۔ مگر رب قدوس نے اپنی خدائی کی خاطر حضور محمدؐ پاک کو پیدا فرمایا۔

لیکن اس پوری تحقیق میں عقل اور عمل کو بالکل دخل نہیں مگر کشف سے ثابت ہوتا ہے کہ دیکھنے والی اشیاء ہی اسم الٰہیہ کی صورتیں ہیں چونکہ ہر عین سے علم کا تعلق اس کی استعداد کے مطابق ہے۔ اور پھر تقاضا تابع علم ہے اور حق تعالیٰ کا مرتبہ عین صورت چاہنے والوں پر ہے اور چاہنے والے کی استعداد اس کے اپنے اوپر ہے۔ لیکن وہ کون ہے جو رب تعالیٰ کے سامنے چون چرا کرے۔ بغیر مشرک کے رب تعالیٰ کی جناب میں سزاوار ہے اور کینہ پرور بھی وہی ہے۔ چونکہ ذات کمال الٰہی عقل و دانش کے احاطہ سے باہر ہے لیکن افعال الٰہی جو تدریجاً" علم عین میں آتا ہے وہ انسان کی اوقات ہے اور جو اس پر اعتراض کرے وہ عین مشرک ہے۔ چونکہ جو احوال اور ایجاد میں ہے۔ بہت کم ہے اور اشتراک العلم کے باعث ہے اس لئے تو کہتا ہے کہ یہ نام اس طرح کیوں ہے؟ اس طرح ہو جانا چاہئے تھا۔ ہو جاتا تھا یہ دلیل ہے یا بہانہ نا اعتباری جو نقصان کا باعث ہے۔

لیکن کیا اس کو لائق ہے کہ بندے سے پوچھے کہ یہ کیا بندے کو میرے فعل پر اعتراض ہے نہیں چونکہ وہ ذات کبریا تعالیٰ ہی سب کچھ ہے اسی کو لائق ہے کہ جو کچھ

Marfat.com

بھی اپنے طور پر بندے کو کرے' چوں چرا کی کوئی گنجائش نہیں ہے چونکہ بندوں کی استعداد میں قصور واقعتہ" موجود ہے اور وہ ہو جاتا ہے لہٰذا چوں چرا کرنا عین کفر ہے۔ چونکہ علامت فعل لائق خداوند نہیں ہے۔ چونکہ جو کچھ ذات حق سے ہوتا ہے۔ عین کمال ہوتا ہے چونکہ فعل میں غرض و غایت ہوتی ہے۔ تو ثابت یہ ہوتا ہے کہ ذات حق تعالیٰ عین فعال ہے مگر تمام افعال سے کمال کے طالب وابستہ رہتے ہیں۔ یعنی کہ رب تعالیٰ عن ذالک علو کبیرہ ہے۔

پھر خدائی تو لطف القہر ہے۔ جب کہ بندگی جبر اور قہر میں ہے۔ اور پھر انسان کی کوئی چیز اپنی نہیں نہ وجود نہ خلقت نہ فعل جو ہر کچھ تو ممکن حق ذات ہے۔ بلکہ انسان بے چارہ تو مجبور ہے وہ بھی بے مختاری مجبور جناب امام جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ انسان نہ تو بالکل مجبور ہے اور نہ بالکل محتاج و بلکہ جبر اور اختیار کے درمیان ہے۔ یعنی کچھ نہیں ہے اور سب کچھ ہے یعنی لا الہ کا وجودی مظہر ہے۔

ابلیس کا قوت واہمہ ہونا اور ملعون حق ہونا اور اس کے شہود معانی کلیتہ" معقول ہیں۔ باوجود اس کے کہ اس سے ہزار ہا خوارق عادت کرامات ظاہر ہوتی ہیں۔ بلکہ کرامات لگتی ہیں جب کہ ہوتی نہیں ہیں۔

جب کہ حقیقت میں ابلیس لعین ہے۔ بے سعادت مگر پھر بھی کبھی دیوار سے کبھی بام سے تیرے قریب آتا ہے۔ بلکہ کبھی تیرے دل میں کبھی تیرے بدن اور کبھی تیرے خون میں گردش کرنے لگ جاتا ہے کیونکہ ابلیس کو در و دیوار کا حجاب نہیں ہے وہ اوپر سے آکر دل میں وسوسہ پیدا کر دیتا ہے اور کبھی بدن میں بیٹھ کر اعمال فاسقہ کی ترغیب دیتا ہے یہ تمام خوارق عادت ہیں جو کہ صرف اور صرف وسوسہ ڈالنے کے لئے ہوتی ہے یعنی دوسرے لفظوں میں یہ اس کے ہتھیار ہیں۔ پھانسنے کے لئے جب کہ تیرا پوشیدہ احوال جانتا ہے اور تجھ میں کفر اور فسق وغیرہ کا عصیان لاتا ہے۔ گویا کہ شیطان تیرے پیچھے کا امام ہے اسی سبب سے انسان جلدی حق کو نہیں پہنچتا کیونکہ رب تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تیرا کھلا دشمن ہے اور پھر جب خود ہی شیطان کو امام بنالیں گے تو پھر کیا بنے گا۔

Marfat.com

بے شک ابلیس کو انسان کے ہر اعضاء میں پورا تصرف ہے۔ مگر تیرا ثابت قدم رہنا بھی تو اس لئے ایک چیلنج ہے۔ اس لئے حکم ہے کہ خودنمائی سے پرہیز کریں چونکہ خودنمائی میں غرور ہے اور غرور سالک کو روا نہیں اور کرامات میں خودنمائی ہے جب خودنمائی کرتا ہے توگویا کہ فرعونیت کی تسکین کرتا ہے اور وہ اس دیوانگی میں جو بھی تصور کر لے پھر آپ اپنے آپ کو بزرگ تصور کروائیں گے اور تمہارے لوگ معتقد ہو جائیں گے لہٰذا یہ ہی ابلیس کا مدعا ہے کہ تم کو اپنی اصل راہ سے ہٹا دے تمہاری خودنمائی سے وہ اپنی آشنائی بڑھاتا ہے۔ اور تجھ کو بیگانگی کی طرف دھکیل دیتا ہے۔ لہٰذا انسان ایک علت میں گرفتار ہو کر رہ جاتا ہے اور اپنے اصل سے ہٹ جاتا ہے چونکہ کرامات میں تمہاری توجہ مخلوق کی طرف ہو گی خالق سے ہٹ جائے گی۔ لہٰذا یہ تکبر اور ریا ہے جو سراسر فریب ہے اور یہ بدترین مرض ہے کیا آپ جانتے ہیں قبول خلق سالک کے لئے زہر قاتل سے بڑھ کر ہے۔

لہٰذا اگر تم عام کے پاس بیٹھو گے تو عام ہی ہو جاؤ گے اور اگر خاص کے پاس بیٹھو گے تو خاص کی لاگ لپٹ بھی تجھے خاص ہی کر دے گی۔

بہت سارے لوگ تصور کرتے ہیں کہ سرداری ہاتھ لگ گئی مگر وہ اسی سبب سے غرق ہو جاتے ہیں اور ہمیشہ بدحال رہتے ہیں۔ سالک کو فریب سے ڈرنا چاہئے کیونکہ یہ بہت پشیمانیاں پیدا کرتی ہیں۔ (یعنی پریشانیاں)

جب کہ رب تعالیٰ نے ہر قسم کو نمونہ بنا کر بتایا ہے مگر ہے کوئی سمجھنے والا۔ اپنی اپنی راہ سیدھی کرنے والا جو ہے وہ بھی گر توجہ سے کام نہ کرے تو وہ بھی کھو جائے گا اور کھو جانا گویا مرجانا یعنی ختم ہو جانا یا نیست و نابود ہو جانا ہے۔

نوٹ۔ اسی جگہ کے لیے علامہ صاحب نے فرمایا ہے ۔ خودی میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی۔ چونکہ یہ ہی باعث حیات ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ کامل

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ وہ سات گندگی سے پاک ہوتا ہے اور پھر محبت الٰہی کا داعی ہوتا ہے۔ حسد، بخل، غصہ، کینہ، ظلم، تکبر خودی سات گندگیاں ہیں۔ اس پر ۷۰ صدقے آتے ہیں۔ لہٰذا ہر صدقہ اپنی بلا کو خود دور کرتا ہے۔ عارف کامل (میں درج کر دیا ہے) اور ان صدقوں کی حقیقت حال سے ادا نہیں ہوتی بلکہ روح کی پاکیزگی سے ہوتی ہے۔

شیخ کامل کی سپرد میں ہے وہ اپنی زیب اور زینت کرے تاکہ اس کی تابعداری سے تم میں وہ نکھار پیدا ہو سکے جس کی تجھے تلاش ہے۔

چونکہ مرید بسبب محبت کامل شیخ اس کا ہر حکم بجا لاتا ہے۔ اور نافرمانی سے بچتا رہتا ہے۔ لہٰذا یہ ہی طریق اس کو فائدہ دیتا ہے۔ اور شیخ کامل ان کو اپنی تلقین سے توحید حق اور معرفت سے راہ وفاء تک لے جاتا ہے۔ چونکہ شیخ کامل ہر مرید کو اس کے احوال کے مطابق ہی تلقین کرتا ہے کسی کو سرود سناتا ہے اور کسی کو عشق اور معرفت کی بات بتا کر اس میں وہ شمع روشن کرتا ہے جس سے جوش پیدا ہوتا ہے اسی لئے وہ کبھی ساقی بن کر شراب عشق پلاتا ہے اور کبھی کسی کو عشق اور معرفت بے خودی کی ترغیب دے کر اور بہتر خدمت گاری کی طرف لے جاتا ہے اور دلوں کو کمال حقیقت تک پہنچا دیتا ہے۔

زہے نصیب وہ شیخ کامل جو خوش بختی سے نغمہ عشق اور معرفت سنا کر زاہد اور مغرور میں آگ لگا دیتا ہے اور دو سو ستر برس کے بوڑھے کو بے خود اور بلا یعقل بنا دیتا ہے۔ جب کہ اتنا بوڑھا آدمی اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکتا۔ مگر اس پیالہ سے دو

Marfat.com

بوند پینے سے وہ ایسا بے خود ہے کہ وہ مست الست ہو کر تیز گام بن جاتا ہے اور کسی منزل پر دو ساعت تک نہیں رکتا دو سو برس تیرا عدم ہے اور ستر تیری عمر طبعی) کا تقاضا تصور ہوتا ہے۔

لہٰذا میری دانش کے مطابق علم معرفت کسی کتاب یا دلائل سے حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی اوراق پلٹنے سے ملتا ہے۔ یہ ملتا ہے تو رب قدوس کی نوازش سے ملتا ہے کیونکہ جسے وہ چاہے اپنے علم سے نواز دے۔ یہ میرے رب ذوالجلال کی دین ہے۔ جس نے ہم سب کو سمجھ عطا کی اس کا کروڑوں بار شکر ادا کرنا بھی کم ہے یہ سب اسی کا کرم ہے اسی کی عنایت ہے۔ بصدقہ مکرم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل ہے سب کچھ۔

لہٰذا شیخ کامل کا ملنا ہی خوش بختی کی دلیل ہے۔ اور پھر ہی تمام مقصود دلی پائے جاتے ہیں۔ یعنی مرشد کامل کی ہدایت سے طریق معرفت حق ملتی ہے۔ اور محبوب کی حقیقی محبت اور شفقت ملتی ہے اور مرشد کی ہی طفیل طیب نفوس تک رسائی ہوتی ہے اور کفر سے اخلاص پاتا ہے نفس اور تکبر سے اور حیلہ بہانہ سے بھی واقفیت ہوتی ہے اور قید نفس سے بالکل آزاد ہوا جا سکتا ہے اور پھر ہی اندر کے آفتاب یا چراغ سے ہر ذرہ روشن اور منور ہو سکتا ہے۔ اور خلوت جان روشن ہوتی ہے وہ کون ہے وہ کون ہے؟ وہ کون ہے؟ وہ پھر ہی اپنے آپ کو پہچانتا ہے میں کون ہوں جب کہ مکر کے عاشق کی ساری عمر ننگ ناموس میں ہی گزر جاتی ہے۔

لہٰذا جب شیخ کامل مل جاتا ہے تو وہ دیکھتا ہی رہ جاتا ہے اور وہ یہ ہی طمع ہے۔ جب ایک نیم ساعت دیکھتا ہے تو ہزار سال کے اوپر چلا جاتا ہے۔ چونکہ کایا پلٹ گئی یہ کایا پلٹی کتابوں سے نہیں ہو سکتی ہے۔ یہ صرف مرشد کامل سے حاصل ہوتی ہے اس طرح سے پھر فرمایا جاتا ہے۔ مرشد کامل کو دیکھ کر ہزار سال کی عبادت حاصل کر چکا۔ یعنی کہ مجھ کو ہی میرے سے اپنا آپ دکھا دیا۔ اور جملہ اسرار کا مجموعہ پیش کر دیا اپنی شناخت ہی فی الحقیقت شناخت حق ہے جو تجھے ایک نگاہ سے حاصل ہو سکتی ہے۔ عاجز کی اپنی بات عرض ہے تجزا" شدہ یا تجربہ شدہ کہہ سکتے ہیں۔

Marfat.com

پھر جب میں نے مرشد ماہ رخ کو شب ظلمات میں دیکھا اور میرا تن من از خود منور مشاہدہ حق میں آگیا۔ اور اس چہرہ خورشید نے میرے دل پر امر جان کر پر تو انور کا جال بُن دیا اور جس میں وہ مجھے دکھائی دیا۔ اور میں نے اپنے نفس پر مطلع ہو کر دل کو جان سے جدا کر دیا اور اپنے عجز اور نادانی کا اقرار کر کے قابلیت کا وہ نور ولایت بر حق پا لیا۔ گویا کہ میں مرشد حق سے ہو گیا کہ راہ وفا میں گھر بنا لیا۔ مرشد حق کو دیکھنا عین عبادت ہے یعنی وہ میخانہ شراب تجلی معرفت مجھے پر کر کے اوصاف کثرت میں بے خود سوز و گداز سے بھر گیا۔ اور پھر میں نے بے ساختہ اس شراب بے رنگ و بو اسے اپنے نقوش تختہ ہستی کو خوب دھویا ہے۔ جب سے وہ پیمانہ پاک نوش کیا ہے۔ مستی سے میرا سر خاک میں گر گیا ہے۔ جس کامل کے ارشاد سے میں نے پیالہ شراب نوش کیا۔ وہ وحدت ذات پاک ہی تو تھا۔ مجھے اس کی مستی نے بے خودی میں محو حیرت کر دیا ہے کہ میں ہوں کہ نہیں ہوں۔ مخمور ہوں' مدہوش ہوں' باہوش ہوں' یہ منزل کامل ہے۔ اور یہ ہی وسیلہ حق ہے۔ کامیابی رب کے پاس ہے۔ جو میرے حسن کو کمال دے گئی اور میرے وجود کو جواب راہ وفاء دے گئی جس سے میرا دل پھول سے شگفتہ ہوا اور اسرار معانی سے کچھ آگاہ ہوا۔ اس مقام محمود کا نام پیر صاحب آف دیول شریف اور روحانی تعلق سلسلہ روحانی الشیخ صدر الدین محمود تستری رحمتہ اللہ علیہ (ایران) جو باطنی روشنی کے مینار ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی زندگی کو مقدس اور روشن فرمائے صدر الدین محمود تستری رحمتہ اللہ علیہ (ایران) ہیں۔

نوٹ۔ آپ کا پورا اسم گرامی الشیخ صدر الدین محمود تستری رحمتہ اللہ علیہ ہے تستر ایران کا ایک چھوٹا سا شہر ہے۔

اور مجھے ان کے قدموں میں جگہ عطا فرمائے۔ (آمین)

ظاہری راہ و روشنی کا منبع جناب سیدنا عبدالمجید صاحب پیر آف دیول شریف یہی پیر دیول شریف ہیں جو زاہد کے زہد میں اور متکبر کے غرور میں آگ لگا دیتے ہیں۔

Marfat.com

نوٹ۔ لہٰذا میری نظر میں سالک دو طرح کے ہوتے ہیں ایک ظاہرہ سوال گزار اور ایک رات کو کسی پچھلے حصے میں مخلص رجوع کرنے والا جبکہ دونوں ہی کامیاب ترین ہیں مگر دوسری قسم والا زیادہ کامیاب و کامران ہوتا ہے میری یہ دعا ہے کہ ایسے ہر سالک کو رب تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہر شر سے محفوظ فرمائے اور سالک کو قدم قدم پر نئی روشنیاں مقدور فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصوف

تصوف کو بڑے لوگوں نے تحریر کیا ہے۔ جس کا اصل ہے تعریف سے بچنا۔ صفاء باطن کے حوالے کو قائم رکھنا اپنے مرکز اصل کی درستگی کو قائم تجّی دیکھنا ہمارے خیال میں بہت سی صفات کو جمع کرنے سے تصوف بنتا ہے۔

یعنی صبر و رضا ۔ اخلاق و ایثار ۔ غرور و تکبر۔ بغض و حسد ۔ کینہ و شرک کا شائبہ تک نہ ہو۔ یعنی مشتبہ نہ ہو۔ تو یہ منزل آسان ترین ہے اور اسی کا نام تصوف ہے۔ اور اپنی عبودیت کو اپنے عہد میں مشغول حق رکھے۔ دولت تونگری ۔سے بے نیاز ہو کر خالصا" حقائق الحق کا متمنی ہو۔ زر متاع کے طمع سے دور ہو اور اس کا شکر مشتبہ نہ ہو اور رشد کی طلب کا خواہاں ہو۔ زہد کے جہد سے آشنا ہو یعنی دل سے خاشع اور متواضع ہو اور اپنے نقیص کا خود نقیب ہو۔ اگر ایسا ہو تو بڑا ہی بانصیب ہو یعنی ہر کامیابی اس کے قدم چومے گی۔ انشاء اللہ

یعنی اہل صفہ کی طرح صاف و شفاف ہو انہی کی طرح خاشع اور متواضع ہو گویا کہ ایک مثال ہو لاکھوں مثالوں کی۔ لہٰذا تواضع تصوف کی پہلی سیڑھی ہے۔ جس میں اخلاق کی برگزیدگی ہوتی ہے کیونکہ شستہ طبیعت ہر نقیص سے آشنا ہو جاتی ہے۔

آفت کی کثافت اور کدورت سے بے نیاز ہوتی ہے اور انکساری کے مفہوم کو اخلاقی اقداروں سے قائم رکھتی ہے۔ اور اس کی طلب یعنی اس کے معاوضوں کی جمع خالی ہوتی ہے۔ اور صلے کی فضیلت کا دل پر کوئی بوجھ نہیں ہوتا۔ یعنی غرور نہیں ہوتا اور اپنے قول و فعل کے انتشار سے پوری طرح آگاہ ہو جاتا ہے اور خواستگاری کا ظہور اور صفات روحانی کا جامع علوم ہوتا ہے اور اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی

Marfat.com

حقیقی معنوں میں لگاؤ رکھتا ہے۔ بارش کی طرح پاکیزہ اور زمین کی طرح نرم ہوتا ہے۔ یعنی یہ ہی طریق تھا اہل صفہ کا۔

گویا کہ قلب سلیم کے بصیر ہونے کا عارف ہو جاتا ہے اور ہر اضطراب کو پر سکون پروان چڑھاتا ہے اور اسم تصوف کی حجابی پردہ داری کو مشاہدات کی باطنی روشنی سے منور رکھتا ہے۔ اور حق کو حق اور باطل کو باطل دیکھتا ہے۔ گویا ہر فرق واضح رکھتا ہے۔

یعنی کہ ہر طرح سے محو ہو کر صالحین اور صحابہ اکرامؓ رضوان اللہ کا مسلک اپنا لیتا ہے۔ اور پھر لاریب باطن کی وہ صفائی سے صفات اور حقیقت کی آنکھ کھلی رکھ کر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں خزانوں کو بڑی حفاظت سے سنبھال کر رکھنا پڑتا ہے جو رکھ لیتا ہے۔

یعنی صوفی الحق ہو جاتا ہے۔ جس کو سو فیصد صافی کہتے ہیں۔ وہ اپنی ذات سے فانی ہو کر ذات حق کے ساتھ باقی ہو جاتا ہے۔ یعنی طبعی تقاضوں سے پوری طرح آزاد ہو جاتا ہے۔ یعنی حقیقت سے زبردست پیوستہ ہوتا ہے۔

ریاضت و مجاہدہ اس کا مقام ہے۔ جستجو و جہد اس کی راہ ہے۔ اور عزم و استقلال اس کا قیام ہے اور تصوف ان سب کا نام ہے۔ **(تصوف)**

رموز کی لطافت کا خاص نگہبان ہونا بھی ضروری ہے۔ چونکہ اکثر لطافت میں ہی الجھ کر اپنا مقصد حیات گم کر لیتے ہیں اور غافل ہو جاتے ہیں۔ تب جا کر اہل تصوف کہلاتے ہیں جس کی تعریف نبی پاکؐ نے خود فرمائی ہے۔ یعنی اہل تصوف کی آواز نہ سننے والا غافل ہوتا ہے۔

اور یہ سب بھی کسی مثل کے بغیر ہو تو کمال کی حدود میں داخل ہو کر تصوف کی اصل راہ وفاء کا مستحق قرار پاتا ہے۔ جسے اہل تصوف کہتے ہیں۔ صوفی وہ صوفی ہوتا ہے جو الحق کہلاتا ہے۔ جس کا مفہوم عبادات میں واضح محسوس ہو سکتا ہے۔ یعنی اس کے معنی سورج سے بھی زیادہ روشن ہیں۔ یعنی لبیک کا شیدائی اہل صفہ کا محب' کدورت کے نقیص سے پاکیزہ اور اپنی صفت سے فانی اور رب حق کی صفت سے لافانی اور رب

Marfat.com

حق کی صفت سے باقی ہو یعنی سورج کی طرح روشن اور منور ہو۔

جس کا دل ایمان کے نور سے روشن اور منور ہو گیا۔ وہی ولی ہے اس کے آگے چاند سورج ستاروں کی روشنی کچھ نہیں۔ کیونکہ اس کے اندر توحید کی روشنی ہوتی ہے اور توحید کی روشنی ان سب پر چھا جاتی ہے۔ یعنی سب روشنیاں مل کر بھی توحید محبت کی روشنی کو نہیں پا سکتیں۔ یعنی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

چونکہ سورج چاند ستاروں کی روشنی میں آسمان زمین کو دیکھتے ہیں جب کہ توحید کے نور سے عاقبت کے امور سے مطلع ہوتے ہیں جو عقل و دانش سے مخفی ہوتے ہیں۔ اس لئے کہتے ہیں کہ سائل موصوف کو اپنی کسی صفت پر قید نہ ہونا چاہئے یہ بھی تصرف ہے۔ چونکہ تعریف کیا گیا حاضر بارگاہ الٰہی نہیں ہوتا۔ لہٰذا باطن کی صفائی بارگاہ ذوالجلال میں زبردست حاضری ہے جس کو زوال نہیں ہے۔ یہ ہی صفائی ولایت ہے اور دل کے ہاتھ میں کائنات جیسے پانی کا پیالہ ہو (یعنی پیالے میں پانی ہو) الغرض کہ صفاء کے معنی روشن اور واضح ہیں۔ اور تصوف اس کا مفہوم ہے اور حقیقت میں یہ رب تعالیٰ کی صفت ہے لہٰذا بہت سے نیک لوگوں نے اس کو مختلف طریقوں سے بیان کیا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ لفظوں میں بیان ہونے والی حقیقت نہیں ہے۔ کشف المحجوب میں اس کی بڑی وضاحت ہے۔ مگر پھر بھی بیان سے باہر ہے۔ خداوند ذوالجلال سب سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

نوٹ۔ صلہ نیکی کی بساط تجزیئے سے سامنے نہیں آتی یہ تو وہی جانتا ہے مگر ہماری بساط سے بہت زیادہ کافی بڑھ کر ہوتی ہے یعنی سامنے نظر نہیں آتی مگر اوقات سے بہت زیادہ ہوتا ہے جس کا شمار ممکن نہیں ہے۔

لہٰذا عرض ہے کہ چاہنے والے کی ہر طرح سے مدد کرتا ہے وہ رب کریم ہے۔

آپ کی میری سب کی رہنمائی کرتا ہے چونکہ وہ رحیم ہے۔ بشرطیکہ کوئی لینا چاہے تو؟ بات بنتی ہے ورنہ بنی ہوئی بات بھی بگڑ جاتی ہے۔ یعنی تصوف کو چھونا اتنا بھی آسان نہیں ہے کہ جتنا عام لوگوں نے تصور کر لیا ہے۔ بے شک بڑی جہد کی منزل ہے۔ مگر جسے وہ دے میری دعا ہے کہ ہر سالک کو اس سے نواز دے۔ ہماری یہ دعا ہے

Marfat.com

کہ ہر اس چاہنے والے کو اس کی دلی مراد ملے۔ (آمین)

اور کامیابیاں ان کے قدموں کی راہ سیدھا رکھیں۔ آمین۔ لہٰذا سب سے بڑی بات ہے اپنا قبلہ درست کرنا جو ہر کامیابی کی دلیل ہے۔ آگے دیکھیں گے تو آگے کی منزل قریب ہوتی جائے گی۔ انشاء اللہ۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قبلہ حق

قائم المستقیم ہے جو شمع الحق قرار پا چکا ہے۔ اسی طرح قائم ہے جس طرح بیت المعمور ہے۔ قبلہ جہت کے اعتبار سے وسطاً" اعتدال ہے جو ہر طرح سے درمیان ہے۔

چونکہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا قبلہ اسم ظاہر کے غلبہ سے مشابہہ ہے اور غلبہ کی جانب جھکا ہوا بھی تھا۔

اسی وجہ سے آپؑ مغرب کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ ہی وجہ ان کے انوار و افعال میں تھی وہ نہ جسمانی جہد کی دعوت دیتے تھے اور نہ ہی آپ نے ایسے فرمایا ہے۔ اور نہ خود کبھی متوجہ ہوئے۔ (جب کہ ہر طرح سے جسمانی محنت بھی بڑا رنگ لاتی ہے۔)

بعد جناب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام رضوان اللہ کی جہت غلبہ اسم باطنی سے منسوب تھی لہٰذا وہ مشرق کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ اپنی جہت کی وجہ سے امت کو تقدس اور تطہیر کی طرف دلی طور پر متوجہ فرماتے تھے اور سیر کمالات اور خلوت کو دعوت میں شامل رکھتے تھے۔ یعنی دل کی تطہیر کی طرف زیادہ توجہ فرماتے تھے۔

لہٰذا حضور مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبلہ جہت اور سمت کے لحاظ سے وسط الاعتدال (یعنی درمیان) پر ہے اور جامع نظہرۃ اللہ ہے (یعنی مرکز نگاہ ہے)

اس وجوہ کی بنا کا حق یہ ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقدس نے تمام روحانیات اور جسمیات کو اپنی دعوت حق میں شامل کر لیا۔ لہٰذا تمام انوار تجلیات اللہ ان میں شامل ہیں۔ وہ ذرات موجود ہیں جو جوہر موجودات میں اپنی مظہریت کے ساتھ مشاہدۃ الحق ہیں۔ انوار تجلیات سے جلالی و جمالی صفات سے متفرق ہیں۔ وہ

Marfat.com

سب عین الحق کے وجود میں پائے جاتے ہیں۔ یعنی ہر حقیقی جمالی و صفاتی پہلو یہاں سے ہی وجود میں آتا ہے۔

لہٰذا اگر شیطان کو راہ کی تلاش ہو جائے تو وہ بھی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں کی دھول کے بغیر کچھ حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ برحق کو کوئی غیر برق میں نہیں بدل سکتا البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ برق کو برحق میں بدلا جا سکتا ہے۔ جو اس خالق کائنات کی مرضی ہو جو چاہے سو کرے۔

یعنی حضور مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس بے نفس نفیس ہر افراط اور تفریط سے بالا تر اور مقدس ہے اور یہ ہی وجہ ہے کہ اعتدال حق پر ہے لہٰذا شیطان آپ کے ہاتھ پر مسلمان تو ہو سکتا ہے مگر وہ اپنے اندر کی میل کچیل کی وجہ سے کچھ حاصل نہیں کر سکتا۔ اور پھر تمام جہانوں اور کائنات کی تمام میل کچیل بھی تو شیطان کے سر پر ہے۔ اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاؤں اقدس شیطان کے سر پر ہے۔ ہر طرف سے اور ہر طرح سے۔

چونکہ آپ ذات مقدس کے مقام نور پر تو پر انوار تجلی میں فانی نورانی امر موجود ہیں۔ اس وجہ سے تمام اندھیرے اجالے آپ کے پاؤں کی دھول ہیں۔ جن میں شیطان یعنی تمام شیاطین ایک مخلوق کی صورت میں سامنے آتے رہتے ہیں۔ مگر بے کار ہیں۔

لہٰذا ثابت یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ تمام موجودات میں ارفع و اعلیٰ ہے۔ چونکہ آپ تجلی ذاتیات سے مخصوص ہیں۔ اور باقی تمام انبیاء علیہ السلام تجلی صفات سے منسوب ہیں۔ فرق واضح ہے۔

لہٰذا جو نور محبوب کبریا ہے۔ وہ مشارق اور مغارب تمام جانبوں میں یکساں ہے۔ اس نور سے ہی نبوت کا نور پیدا کیا گیا ہے۔ (یعنی آپؐ کے نور سے) جیسا کہ اولیاء اکرام کا ظہور ہونا تعینات پر ایک سایہ کا میسر ہونا قرار ہوتا ہے۔ یہ نقطہ ہی عروج میں وجود پاتا ہے تو روشنی کا ظہور ہوتا ہے۔ روشنی ہوتی ہے تو سائے کا وجود بنتا ہے۔ دوسری طرف آپؐ مقدس کی ذات اقدس ہر طرف یکساں حقیقت سے ہے۔

لہٰذا ہر جانب یکساں ہو گی تو سائے کا وجود نہیں بنتا اس لئے حضور اکرم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہیں تھا۔ چونکہ مغب نقطوں کی وضاحت کے بارے میں آگے بہت طویل تفصیل موجود ہے۔

(۱) اسم ظاہر سے مراد بغیر کسی وسیلہ سے ازخود ظاہر ہونا ہے۔

(۲) غلبہ یعنی جھکاؤ ہے جو کہ اس قوم کی طرف ہے جو رجوع رکھتی ہے۔

Marfat.com

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

عبادت

عبادت کے اصل معنی ۔ عبادت حواس خمسہ سے ملی ہوئی دلیل بھی ہے۔

(ع) عجز ہونا

(ب) بندہ حق بننا

(ا) اللہ کو واحد حق جاننا

(د) درست کرنا اپنی سمت کو

(ت) تقویٰ کی راہ اختیار کرنا

عبادت کے اصل معنی ہیں اپنے آپ کو اصل خالق کی تخلیق سمجھنا اور یہ بات تسلیم کرنا کہ وہ ہمارا خالق ہے اور میں اس کا عبد ہوں یعنی اس کا بندہ ہوں۔ اور اسی کا تابعدار ہوں۔ غلام ہونا، محکوم ہونا اس کے آگے عاجز ہونا اور تسلیم کرنا کہ میں نا طاقت ور ہوں، ناتواں ہوں، خادم ہوں اور اس کی مخلوق میں سے ہوں۔ قائم رہنا اور کھڑے ہونا، جھکنا اور سجدہ ریز ہونا یہ سب اس کی عظمت کو تسلیم کرنا ہے اور وہ حق ادا کرنا ہے جو اس کے تابع ہونے سے حاکم محکوم میں فرق ہوتا ہے لہٰذا عرض ہے کہ (ع) سے عجز (ب) سے بندہ اور الف سے اللہ ہے اور دال سے درست کرنا ہے اور ت سے تقویٰ ہے پھر عبادت کامل ہوتی ہے۔ یعنی عجز کو اختیار کرے بندہ اس کا تسلیم کرے اللہ کو واحد حق جانے درست رکھے اپنی سمت کو اور تقویٰ کو فراموش نہ کرے اور پھر عابد ہو جائے عبادت کا اصل ہے یہ ہی اور پھر منبع بھی یہ ہی ہے۔

Marfat.com

توحید کیا ہے؟

توحید ہمارے اور حق تعالیٰ کے درمیان ایک معاہدہ ہے۔ جسے اقرار نامہ بھی کہتے ہیں۔ یعنی توحید معاہدے کا مسودہ ہے لہٰذا' مبین انسان اور خالق ہے یعنی تخلیق اور تخلیق کار کے معاہدے کو شرح فرمایا جس کو اصول کہتے ہیں۔ یہ سب رب تعالیٰ نے انسان کے فائدے کو ترتیب دیئے چونکہ انسان جاہل تھا۔ جاہل ہے بات کی تہ کو پہنچانا اسی کی رضا سے ہے اور اسی کی مہربانی سے ہے۔

لہٰذا سب اصول مرتب کر کے جمع فرمائے تو نام سامنے آیا شریعت جس کو قانون بھی کہتے ہیں۔ یعنی شرع سے شریعت ہو گی۔ لہٰذا شریعت کا جو قانون بنا اس کی وضاحت پانچ نقاط پر رکھی گئی ان نقاط کا نام رکھا دین یعنی جو شرائط طے پائیں وہ دین ہے۔ لہٰذا دین کو میں نے اپنے لفظوں میں دین کہا ہے۔ یعنی (دین دار) اور (لین دار) دو حصے ہوئے ایک دین دار اور ایک لین دار۔ یہ ہمیشہ کا قصہ ہے کہ لین دار مالک ہوتا ہے اور دین دار محکوم یعنی دین دار پابند اور لین دار آزاد۔

لہٰذا دین جو ہے اس کو واپس کرنا ہے۔ جیسے کہ اصل ہر حالت میں اپنے اصل کی طرف لوٹتا ہے بہرحال یہ اس کی مہربانی یا نوازش ہے کہ وہ اقساط میں وصول کر رہا ہے۔ یا اس پر راضی ہے اور جو کوئی زیادتی کرتا ہے تو اس کو اس کا اور زیادہ صلہ عطا کرتا ہے۔ چونکہ اس کا وعدہ ہے کہ ایک کے بدلے دس ثواب یا صلہ عطا فرمائے گا۔

نوٹ۔ (مثقال ذرۃ) ایک حکایت پاک ہے سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے ہے کہ ایک دفعہ گھر پر ایک فقیر آ گیا آپؓ اندر آ گئیں دیکھا کہ کچھ ہے تو فقیر کو عنایت کر دیں سو ایک دانہ انگور کا ملا آپ نے وہ دانہ فقیر کو دے دیا تو فقیر نے آپ کی طرف دیکھا کہ یہ صرف ایک دانہ تو سیدہ عائشہؓ نے فرمایا کیا تم کو یاد نہیں ہے کہ رب ذوالجلال پاک فرماتا ہے کہ (مثقال ذرۃ) یعنی میں کسی کی ذرہ بھر نیکی کا بھی صلہ عنائت کرتا ہوں اور اس انگور کے کتنے ذرے ہوں گے سو فقیر کو کپکپی آ گئی اور یہ پکارتا ہوا چلا گیا بے شک بے شک وہ کسی کی ایک ذرہ نیکی بھی ضائع نہیں کرتا۔

اس دین کے صلے میں ایک خوبصورت زندگی عطا فرمائی ہے جب یادداشت یا

Marfat.com

شریعت کا اقرار نامہ تحریر کیا گیا تو پھر ہی آدم کو وجود میں لانے کی سعی کی گئی۔ چونکہ مخلوق میں سب سے پہلی اور آخری مخلوق صرف آدم علیہ السلام ہی ہے۔ اب خالق سے عہد شکنی کرنا اپنے لئے ہی بری ہے۔ چونکہ اس نے جو مقرر کر دیا ہے وہ اپنے وعدے سے نہیں پھرنے والا اسی وجہ سے عبادت کو وجود دیا گیا ہے اور اجتماعیت پر اس لئے زور فرمایا گیا ہے کہ دوسری مشرک قومیں تم سے خائف رہیں کہ ان کا اتفاق اچھا ہے ایک دوسرے کی خبر گیری کرتے رہو تاکہ تم اکٹھے رہو۔

تو یہ ہے بھی کہ اگر ایک جگہ میں ایک ہو اور دوسری جگہ میں سینکڑوں تو سینکڑوں کو اہمیت دی جائے گی نہ کہ ایک کو؟

چونکہ نہ ماننے والا تو منکر ہو چکا ہے اور وہ آپ کا کھلا دشمن ہے وہ تو اپنی طرف ضرور کھینچے گا اور جو اس طرف ہو جائے گا گویا کہ ڈوب جائے گا لہٰذا اب انسان کو چاہئے کہ اپنے وعدہ کا پاس کرے۔

لہٰذا عرض یہ ہے کہ وفاداری میں ہی فائدہ ہے منکر ہونے سے سراسر نقصان ہے۔ جو جانتے ہیں فائدہ اور نقصان ہے وہ منزل اور زیادہ آسان کر لیتے ہیں۔

بالآخر عرض ہے کہ توحید میں چار باتیں ضروری ہیں۔ ایک رجوع کرنا۔ دوم رجوع کو درست کرنے کی تحقیق کرنا۔ سوم اپنی اہمیت کو مدنظر تسلیم کرنا۔ چہارم کلام کی معرفت فہم میں رکھنا یا اس کی قدر و منزلت کو اچھی طرح سے جاننا کہ کیا کہا جا رہا ہے۔ یعنی بات کی گہرائی کو جاننا۔

یہ چار وصف پیدا کرنا خود بخود انسان کے اپنے بس میں ہے اور پھر تحقیق سے جب کوئی وجود ہو گا۔ اپنی حیثیت کو خود بخود جان لے گا اور کلام کی معرفت جاننا ہی سب سے بڑی بات ہے۔ یعنی تشخیص ہو جائے تو علاج آسان ہو سکتا ہے۔ اصل بات یہ ہی ہے۔

Marfat.com

انا اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون
جو خدا کے دوست ہو جاتے ہیں انہیں کوئی خوف و غم نہیں ہوتا۔

نور ولایت۔ لی مع اللہ

لی مع اللہ یہ وہ نور ہے جو ولایت کی حدود کا آخری مقام ہے۔ یہاں پر تمام انبیاء علیھم السلام اور اولیائے کرام باہم متحد ہیں۔ ان کا امتیاز ان کے سامنے رہتا ہے۔ اور ان کا ہر آخر اور آخرت بھی ہر وقت دکھائی دیتی ہے اور آفتاب ولایت کا نور نبیؐ سے حاصل کرتا ہے اور نبوت کا نور بھی حضور پاک سے ملتا ہے۔

لی مع اللہ۔ ساتھ ہے میرا اللہ

یہ وہ نور ہے جو ولایت کی آخری سیڑھی ہے۔ یا منزل تصور کی جاتی ہے۔ اس مقام مقدس پر تمام اولیا رحمتہ اللہ اور انبیاء رضوان اللہ ایک جگہ ہوتے ہیں۔ یعنی باہم متحد ہیں۔

یہاں کا معراج حضور پاک کی ذات اقدس ہیں چونکہ تمام انوار تجلیات کی آماجگاہ خط استواء سے ہے اور اس کی اور اصل حقیقت نبی مکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔

یعنی جس جگہ جیسی ضرورت ہے وہ امر کر دے گی۔ مخفی بھی اور ظاہر بھی چونکہ قادر کریم کے امر میں کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

ولی جب چاہتا ہے تعین تو نبوت کے وجود سے عروج کی ابتداء کرتا ہے اور وہ نبی کی تقلید ہی سے پا سکتا ہے بلکہ سب کچھ تابعداری کے سبب سے حاصل کر لیتا ہے۔

اصل بات جب ولی مقام ولایت پر فائز کیا جاتا ہے یا ہو جاتا ہے تو فنا فی اللہ کی منزل سے گزر کر تابعیت اور عبودیت اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے۔ تو جب تک اس کا مقصد حاصل ہوتا ہے اس وقت تک وہ صحیح معنوں میں عابد ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

یعنی لی مع اللہ اور توبہ النصوح کی اصل حقیقت کو بلکہ معراج کو پہنچ جاتا ہے۔
لیکن اس کا انجام بھی آغاز ہی ہوتا ہے چونکہ جتنا مشاہدہ ہو گا اتنا ہی ذکر و فکر اور اتنی ہی وضاحت ملتی جائے گی یعنی حجاب وحدت دور ہوتا جائے گا اور نور وحدت قریب ہوتا جائے گا اور انجام کی روشنی سامنے پائے گا اور کامیاب کہلائے گا۔

اس وقت سائل مناقبت اور عبودیت کو مرکزی رکھے اور اپنی رجوع کو درست رکھے یہیں سے میل کچیل دور ہوتے ہیں۔ یعنی دھلائی میں جو کسی بھی طرح کا نور مہتاب چاہئے تو ان ہی کی ذات اقدس سے پاتا ہے تمام آفتاب نور ولایت کے فطری حسن سے روشن ہیں۔

اور کوئی آفتاب ولایت نور نبوت کے علاوہ کسی سے کچھ حاصل نہیں کر سکتا یہ فطرت حسن کا قانون ہے یعنی ولایت کا نور نبوت کے نور سے مشابہہ ہے۔ چونکہ اسی سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ بلکہ نور ولایت اسی سے حاصل کرتا ہے۔

چونکہ ہر نبی پہلے ولی ہوتا ہے اس لئے نبی کی تابعداری میں جو فطری حسن چھپا ہے وہ اس کو حاصل ہوتا ہے اور ہر غیر کی محتاجی سے بچ جاتا ہے چونکہ ہر پانے والا کسی نہ کسی کی تابعداری کر کے کچھ نہ کچھ حاصل کر لیتا ہے۔ اور ہر ولی کسی نہ کسی کی پیروی تو ضرور کرتا ہے تو ہی پھر اس مقام کو نور لی مع اللہ کو پاتا ہے۔ چونکہ نور نبوت صافی فطرت حسن ہے لہٰذا ہر نور کو نور محمد عربی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہی وابستگی ہے اور اسی کو لی مع اللہ کہتے ہیں۔ یہ مقام خود ایک اعلیٰ ارفع مقام ہے یعنی چندے آفتاب اور مہتاب ہر طرف سے روشن اور واضح ہے۔

لیکن ولایت ولی میں پوشیدگی چاہتی ہے جب کہ نبوت میں ظاہریت ہے۔ لہٰذا رب تعالیٰ نے اسی وجہ سے اس مقام کو اپنے ہاتھ میں رکھا یعنی اپنے تصرف میں وقت کا تعین نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا خواجہ بن جانے کے باوجود بھی اپنی غلامی کو برقرار رکھے تابعداری میں مطابقت میں عبودیت میں اور مقام بقاء میں اللہ کو چھو لے یا پائے رکھے۔

یعنی صفات بشری میں اپنی بقاء کو فناء و دیگر اپنی اصل کو پالے آمین لہٰذا اس مسافت کو منزل کا تعین تصور کیا جاتا ہے اور تاج خلافت سر پر سجا دیا جاتا ہے یعنی کامل

Marfat.com

خواجہ یعنی مخدوم ہو جاتا ہے۔ اس منزل کی سب سے بڑی سیڑھی مقام سکر و صحو ہے لیکن اس کو ہر طرح کا اختیار ہوتا ہے کہ کسی ایک منزل کا تعین کر لے۔

مگر ہر حال میں شریعت لازم ہے طریقت چونکہ لباس ظاہر سے متلبس ہے اس وجہ سے بھی کہ کامل ہونے کی صورت میں صاحب ارشاد ہو جاتا ہے اسی مقام کو مقام حقیقت کہتے ہیں جو کہ ہر ایک کی منزل مقصود ہے۔ یعنی سکر میں رہے یا صحو میں دونوں کی ہستی ایک ہے کچھ ظاہر میں اور کچھ باطن میں۔

یہ منزل اخلاق حمیدہ اور علم و زہد تقویٰ سے مزین ہے یعنی ہر طرف روشنی نور کا سماں چھایا ہوتا ہے۔ ان سب منزلوں کا علوم ظاہری و باطنی عقلیات حکمیات تعینات اور دیگر حقائق سب کا اصل ایک ہی ہے اور ان سب کی وراثت حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہے۔

لہٰذا واضح ہو کہ بغیر شریعت کے طریقت واضح نہیں ہوتی چونکہ جب مٹی اور پانی مل کر ایک درخت کو پروان چڑھاتے ہیں تو ظاہر ہے اس کی شاخیں ساتویں آسمان تک ہوتی ہیں۔

لہٰذا شریعت اور طریقت مل کر ایک حبہ دانہ کو آب حقیقت سے جب پروان چڑھائیں گے تو ذرا غور کریں کیا رنگ ہو گا اور کیا پروان چڑھے گا اور کیسا ہو گا؟

یعنی ایک دانہ لاکھوں کو جنم دیتا ہے۔

لہٰذا حق تو یہ ہے کہ بات کا تعلق ہی بات کی اعجاز بتا دیتا ہے۔ گر کچھ پاس ہو تو ورنہ تو گوہر نایاب بھی بیکار چیز ہے۔

حکایت - مثل ہے رکھے پارس بیچے تیل دیکھ کرموں کا کھیل - یعنی ایک تیل کی ترازو میں پارس کا باٹ پڑا تھا۔ مگر وہ اس کی قدر نہیں جانتا تھا جب کہ پارس سونا کر دیتا ہے۔ ہر لوہے کو جو اس سے رگڑ کھاتا ہے۔ سو جناب حضرت معین الدین چشتی عربی کا وہاں سے گزر ہوا تو اس شخص نے اپنے فراخی رزق کی دعا کی درخواست کی۔ جب کہ اس کے پاس تیل کو تولنے والا باٹ پارس کا تھا۔ پارس رکھ کر بھی وہ اس کے فائدے سے نا آشنا تھا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایمان

ارشاد خداوندی ہے کہ یا ایھا الذین امنو باللہ و رسولہ۔ یعنی اے لوگو! ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولؐ پر۔

پھر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایمان مکمل کرنے کے لئے یہ اقرار ضروری ہے۔ جس کو زبان اور دل سے اقرار کرنا ضروری ہے۔

امنت باللہ و ملئکتہ و کتبہ و رسولہ بالیوم الاخر۔ میں ایمان لایا اللہ پر اور ملائکہ پر اور اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر اور یوم آخرت پر۔

پھر ارشاد حق ہے۔

امنت باللہ کما ھو باسمائہ وصفاتہ و قبلت جمع الا احکامہ اقرار باللسان و تصدیق بالقلب۔

یعنی میں ایمان لایا اللہ پر کہ جیسا کہ وہ اپنے ناموں سے اور صفات کے ساتھ ہے۔ اور میں نے اس کے سارے حکموں کو قبول کیا اور زبان سے اقرار کیا اور دل سے تصدیق کی یعنی تسلیم کیا۔ یعنی جو احکام شریعہ آئے ان پر اپنی تسلیم و رضا کا اظہار کرتا ہوں یا اقرار کرتا ہوں۔

لہٰذا اصل بات ہے کہ ایمان کے بارے میں بھی بہت سے لوگوں کے اقوال ہیں لیکن حقیقت سب کی ایک ہی ہے کہ ایمان کے اصل یعنی امنت باللہ کہ میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کی کتابوں پر اور ملائکہ پر اور آخرت کے دن پر یعنی یہ ثابت ہو گیا ہے کہ سب باتیں ایمان کی جزوی حقیقت ہیں لہٰذا ان پر ایمان لانا اور

Marfat.com

پھر زبان سے ان باتوں کا اقرار کرنا اور پھر دل سے ان باتوں کی تصدیق کرنا لہٰذا تصدیق کرنا بہت ضروری ہے اور ان سب باتوں پر ایمان لانا بھی بہت ضروری ہے۔

لہٰذا جس شخص نے یہ اقرار کر لیا کہ میں ایمان لایا اس کے سب حکموں پر اور زبان سے اقرار کیا اور دل سے تصدیق کرتا ہوں کہ وہی اہل ہیں ایمان کے اور ان کا ہی ایمان کامل ہوتا ہے۔

بہرحال تصدیق کرنا ہی سب کچھ ہے۔ لیکن یہ بات ہے بہت ضروری کہ تصدیق بالقلب سے ہی اقرار پکا یعنی پختہ ہوتا ہے۔ مگر اسکی ایک ترتیب بھی ضروری امر ہے وہ یہ کہ تصدیق کو مہر لگانے سے عمل کی طرف راغب ہونا بہت ضروری امر ہے۔

لہٰذا ہر اس اہل ایمان کا ایمان اسی وقت پکا اور پختہ ہوتا ہے جب کہ وہ اس عہد پر پوری طرح عمل پیرا بھی ہو چونکہ عمل سے معرفت میں جلال حق کا مشاہدہ ہو سکتا ہے۔

اور پھر ایک خاص غور طلب بات ہے کہ آذیت کا حساب محبت کے عمل کے بغیر کسی اور طرح سے نہیں کھل سکتا۔

اس عمل کی تین کیفیتیں ہیں۔

اول جو اس کے جمال سے عمل کا تعلق قائم رکھتی ہے دوم اس کی کاربندی وہ اقرار قائم رکھتی ہے سوم ہمیشہ جمال حق کے دیدار کی بے تابی رکھتی ہے لیکن یہ سب اصل عمل کو دل کی گہرائیوں سے اپنی روح میں سمانے سے ہی قائم اور برقرار رہ سکتی ہے۔ اور یہ ہی کامیابی کا راستہ ہے۔ جسے ہم نے راہ وفا کا نام دیا ہے۔

چونکہ محبت کا اصل عمل ہی کامیابی اور کامرانی کی راہ کھولتا ہے وہ یوں ہے کہ ایک جگہ نبی اقدس کریمؐ نے فرمایا کہ تم فقط اپنے عمل کی بدولت جنت میں نہیں چلے جاؤ گے تو اصحاب نے عرض کی وہ کس طرح حضورؐ تو آپ نے پھر ارشاد فرمایا کہ عبادت کی معرفت کا عمل بھی تو عمل ہی ہے۔ اس کے عمل کو مشعل راہ بنا لو یعنی دل سے اپنی عبادت کو معرفت کے عمل سے گزارو چونکہ یہ ہی عمل ہے جو تم کو اس رب حقیقی کی رحمت سے ڈھانپنے کی قوت رکھتا ہے۔ پھر ساری امت کے اتفاق سے بھی ایمان کی

Marfat.com

معرفت الٰہی حاصل ہو گی اور اقرار کا عمل بھی پورا ہو گا۔

لہٰذا عرض ہے کہ جب اقرار باللسان سے تصدیق بالقلب تک رسائی ہو جائے گی تو ہی اسماء کی کسی صفات کو اپنے لئے رہنما پاؤ گے۔ اور وہ اسی بنا پر صفت کی معرفت پاؤ گے اور رحمت امتنائی کے مستحق ہو جاؤ گے جو تمہاری راہ کو روشن کر دے گی اور محبت ہی محبت دکھائی دے گی۔ یعنی حق بات تو یہ ہے کہ ایمان کی معرفت انتہائے محبت ہے۔ کیونکہ جب دل محبت کے مشاہدے کی آنکھ سے دیدار عزت پائے گا تو پھر دل کے محل شوق کو کون ہے جو گرائے گا۔ چونکہ یہی تعظیم کی طاقت ہے جو ایمان کا کلیہ ہے اور رحمت حق حاصل کرنے کا ذریعہ بھی ہے اور کامیابی کی دلیل بھی ہے۔

چونکہ انسان ایمان کو اپنے رب کے بغیر کبھی نہیں پا سکتا لہٰذا قوت کی شرح بڑھے گی تو ہدایت کے لئے اس کا سینہ کھولا جائے گا تو معرفت کا ضیاع اس کا مقدر بن جائے گی۔ چونکہ جب انسان کے تمام اوصاف حق کی طلب میں گم ہو جائیں گے تو وہ انسان عمل کی کٹھالی سے گزر چکا ہوتا ہے۔ جو خود ایک چاند ہو گا اور معرفت کی حقیقت کا عارف اسی کا دل ہی مجموعہ ہو جائے گا یعنی جیسے کعبتہ اللہ ایک مقام ہے اسی طرح دل بھی ایک مقام ہو گا جس کو سلطان باہو کہتے ہیں اللہ میرا کعبہ ہُو۔

لہٰذا تیرے ایمان کی حقیقت تیرے توکل کی نگہداشت بن جائے گی اور یقین کی روشنی علم غیب سے منکشف کرنا شروع کر دے گی یا جائے گی۔ بندہ مومن و اصل بہ حق کی بصیرت کا منبع بن جائے گا یہ ہی (تصدیق بالقلب) لسان کے معنی ہیں زبان اور قلب دل کو کہتے ہیں۔

محبوب تو وہ ہے جو قریب ہے وہ ہی عامل ہے وہی پاکیزہ جو صادق ہے وہی عاشق ہے وہ ہی جو قوت برداشت رکھتا ہے۔ بلکہ اصل رجوع رکھتا ہے چونکہ رجوع ہی جستجو کو جنم دیتی ہے اور اصل راہ وفا تک با آسانی لے جاتی ہے۔

اگر ایسا ہے تو وہ واقعی جستجو ولی اللہ ہے یعنی خداوند کا ارشاد ہے اور ارشاد میں بہتری کی پوری پوری قوت موجود ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ ہر سالک کو امتحان سے بچائے۔ آمین آمین - یہ دعائے محبت ہے۔ جبکہ ہر ولی اسی سے معراج حاصل کرتا

Marfat.com

ہے۔ یعنی آفتاب ولایت کا نور بھی نور نبوت سے ہی چلتا ہے۔

تقویٰ قناعت

قناعت ایک قندیل ہے جس سے دل میں روشنی ہوتی ہے۔ اس سے طمع نہیں رہتی اور نہ وہ کسی قسم کے بغض اور کینہ میں مبتلا ہوتا ہے۔

یعنی قناعت کی روشنی ضمیر کو روشن کر دیتی ہے اسے کسی اور کی حاجت نہیں رہتی یعنی تدبیر کی حاجت ختم ہو جاتی ہے۔ اس میں دو پہلو ہیں۔

ایک یہ کہ اس کی وحدانیت پر پورا بھروسہ کرتا ہے کہ وہ جو دیتا ہے وہ عین ہماری ضرورت ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ جب آپ کوئی خوراک کھاتے ہیں تو جو کچھ بھی آپ کو میسر ہوتا ہے اس کی آپ کے جسم کو اشد ضرورت ہوتی ہے اور جو آپ طمع کر کے حاصل کرتے ہیں وہ زیادتی ہے۔ جیسا کہ زیادہ کھانا کھانے سے انسان بیمار ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ توکل بھی ضروری ہے کہ جو ملا ہے یہ عین میری ضرورت ہے۔ یہ فلسفہ ہی کافی ہے۔ توکل کے لئے قناعت جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہی اس کو میسر آتی ہے۔ یعنی اسی چیز کی اشتہا پیدا ہوتی ہے۔ جسے خواہش کہتے ہیں۔ اس سے شجاعت پیدا ہوتی ہے۔ یہ شجاعت ہی کئی مسائل کا حل بن جاتی ہے۔ اور یہ بات ایک حدیث میں ہے کہ جس چیز کی انسانی جسم کو ضرورت ہوتی ہے جیسے ضرورت ایجاد کی ماں ہے ویسے ہی قناعت توکل کی ماں ہے اور توکل ہر پرہیزگاری کی ماں ہے اور پرہیزگاری عین قرب الٰہی ہے۔ اس توکل سے غیر مذہب والوں نے بڑا کچھ حاصل کیا ہے تو پھر ہم کیوں نہیں حاصل کر سکتے۔

تقویٰ قناعت اور توکل

تقویٰ - یعنی اس کا ظاہر و باطن نور سے بھر جائے گا یعنی اندھیروں کے تمام داغ دھبے دور ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

قناعت ۔ یعنی شجاعت کی وہ قسم حاصل ہوتی ہے جس سے اغیار کا بدن جل جاتا ہے۔ لہٰذا جب دوئی نہ ہو گا، تو پھر سب کچھ اپنا ہی ہے۔

توکل ۔ یعنی وہ بھروسہ حاصل ہو گا جو ایک روزہ دار کو ہوتا ہے کہ سارا دن نہ کھانا نہ پینا یہ ترک کرنا ایک بڑے فائدے کا پیش خیمہ ہے اس سے بڑے بڑے غیر مذہبوں نے بھی فائدے حاصل کئے ہیں۔ یعنی گوتم بدھ' نانک وغیرہ اور کئی دیگر لوگ ہیں۔

توکل کی سب سے بڑی کڑی روزہ ہی ہے جو ظاہر میں بھی روشنی اور نور دیتا ہے اور باطن میں بھی۔

یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام۔ اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔

روزہ (الصوم)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیلؑ نے مجھے خبر دی کہ رب تعالیٰ نے فرمایا کہ الصوم لی انا اجزی۔ یعنی روزہ میرے لئے ہے میں ہی اس کا اجر دوں گا۔ روزہ اصل میں باطنی عبادت ہے جس کا تعلق قناعت اور توکل سے بہت ہی بنتا ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ روزہ آدھی طریقت ہے اور توحید کا سب سے زیادہ نور روزے میں موجود ہے۔

یعنی ہر بڑی عبادت روزے ہی سے پایہ تکمیل کو پہنچتی ہے۔

گویا روزہ باطن کی شمع ہے جو اس کو روشن کر لیتا ہے سب راستے دیکھ لیتا ہے۔

روزے کی کئی قسمیں ہیں جن میں تین بڑی اہم ہیں۔ ہم نے ان تینوں قسموں کو تین طریقوں سے منسوب کیا ہے۔ (یا فائدے)

Marfat.com

۱۔ پہلی قسم جس میں اخلاق صمدیت ہے یعنی اسی کی طرف منسوب ہے یعنی رب ذوالجلال نہ کچھ کھاتا اور نہ کچھ پیتا ہے۔ یعنی حقیقت اللہ کی طرف رجوع کرنا ہے۔ جس کا صلہ بھی اس نے خود دینے کا وعدہ فرمایا ہے کہ روزہ صرف اور صرف میرے لئے ہے اس کا اجر بھی میں ہی دوں گا۔ جب کہ ہر نیکی کا اجر بھی میں دیتا ہوں۔ مگر اس کو خصوصیت یوں حاصل ہوئی کہ یہ اخلاق صمدیت میں داخل ہونے کی مثبت دلیل ہے جو عمل کے ساتھ یعنی نفس کے بہتے دریائے شہوت کو صبر کے پیالے میں اخلاق صمدیت سے بند کر دیتا ہے گویا کہ آخرت کی عیش میں مخمور ہو کر من و عن ملکوت کے دروازے کو خود کھول لیتا ہے۔

۲۔ دوسری قسم رجوع کی فتح ہے جو اجزاء کو ضبط کی طرف لے جاتی ہے اور ہر اعضاء کو صالحین کی راہ پر گامزن کرتی ہے اور لطف کے زور سے یقین اور تقویٰ کو افضلیت تک لے جاتی ہے یعنی جو افضل ہونے کی افضلیت کو پروان چڑھاتی ہے۔ یعنی افضل مخلوق ہونے کا حق ثابت کرنے تک رہنمائی کرتی ہے۔

۳۔ تیسری قسم عبودیت کے عبد ہونے کے فرائض منصبی کو باخوبی ادائیگی کے فتح حاصل ہونا ہے یعنی بندہ اپنے مالک کے شکر کو ادا کرنے کا اقرار کرکے ساتھ اہل ثابت کرنے کی طرف راغب ہوتا ہے اپنے یعنی فتح عبودیت حاصل کرنے کو رجوع کرتا ہے وہی کامیاب ہے۔ یعنی یہ اس کی بنیاد ہی کامیابی ہے۔

تقویٰ

ظاہری طور پر اور باطنی طور پر باطن کو سنوارنے کا نام تقویٰ ہے۔ تقویٰ روحانی تربیت کو کہتے ہیں۔ جس سے پرہیزگاری کا وجود پیدا ہوتا ہے یعنی اچھی بری عادات و اچھی بری چیزوں کی شناخت ہوتی ہے بہرحال یہ ہدایت کی طرف پہلی رجوع ہے جس سے انسان میں شعور پیدا ہوتا ہے۔ اور قوت مدافعت پیدا ہوتی ہے جیسے روزے سے

Marfat.com

جس سے انسان ثابت قدم ہو جاتا ہے۔ یعنی دوسرے لفظوں میں تقویٰ ایک خصوصی قسم کی طاقت ہے جو عامل کو کامل اکمل کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے اور سمت کی درستگی ہو جاتی ہے۔ حقیقت میں درستگی ہی اصل منزل تک لے جاتی ہے۔ جس سے جسمانی تربیت بھی خود بخود ہو جاتی ہے۔ پاکیزگی جسمانی ہو یا روحانی پاکیزگی تو پاکیزگی ہی ہے۔ یعنی پختگی تصور کریں۔ تین بار ہر اعضاء کو دھونے سے بھی تین طہارت ہو جاتی ہے۔ پہلی بار صفائی کے لئے دوسری بار طاہر ہونے کے لئے تیسری بار تطہیر ہونے کے لئے۔ یعنی تیسری بار پاکیزگی ہو جاتی ہے صرف وضو کرنے سے بھی بہت مطہریت پیدا ہوتی ہے۔

بلکہ یہ رحمان کے قریب ہونے کی دلیل ہے اس کو تین طرح سے بیان کیا جاتا ہے۔ اول سمت درست کرنا دوم پاکیزگی اختیار کرنا سوم پختگی اور استقلال کو قائم رکھنا۔ ان تینوں باتوں کا خیال رکھنے والے کو متقی کہتے ہیں۔ جو حق کے ساتھ کامل اور پختہ ہو کر ایک طرف کا ہو جاتا ہے اور اپنی مراد کو پہنچ جاتا ہے۔ ایک جگہ اس کو خود کا احتساب بھی کہتے ہیں۔ جو حق کے ساتھ کامل اور پختہ ہو کر ایک طرف کا ہو جاتا ہے۔

تقویٰ دونوں قسم کا بہتر ہے۔ یعنی باطنی بھی اور جسمانی بھی اس کا لفظوں میں بیان مشکل ہے۔ مگر تھوڑا عرض ہے اس چیز کو اختیار کرنا جس سے پاکیزگی اور راہ کی درستگی ہو۔

نوٹ۔ اسی جگہ کے لئے ہے۔

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
یا سراسر سنگ ہو یا سراسر موم ہو جا

اول سمت کو درست کرنا ہے' نیت کرنا ہے کہ مجھے پاکیزگی حاصل ہو۔ دوم اس کو اختیار کرنا تاکہ درستگی قائم رہ سکے اور گندگی اور صفائی کا فرق قائم رکھنا۔ سوم پختگی کا تقاضا پورا کرنا گویا کہ ثابت قدم رہنا یا اس کی کوشش میں متلاشی رہنا اور

Marfat.com

اپنے استقلال کو قائم رکھنا تصورات سے نکل کر عمل کی راہ کو چلنا تکمیل کی راہ دیکھنا اچھے کا تجسّس کرنا اور برے سے پرہیز کرنا گویا کہ ہدایت کی طرف رجوع کرنا اور باطن کی قوت کو جمع کرنا اور صحیح سمت رکھنا ان باتوں سے باطن یعنی صاف شفاف ہو گا۔ اور منزل بھی آسان (جیسا کہ ارشاد ہے کہ صفائی نصف ایمان ہے)

لیکن تقویٰ سے یہ مراد بھی نہیں ہے کہ اپنے مقدور کو چھوڑ دینا جو مقدور میں ہیں یا اسے پانے کی جستجو میں رہنا بلکہ یوں ہے بلکہ یہ کہ حق کو حق سے دیکھنا اور کسی بھی صورت میں ڈنڈی نہ مارنا۔ یعنی عین صراط المستقیم پر قائم دائم رہنا یعنی کسی بھی طرح سے عدل کا دامن نہ چھوڑنا بے خوف و خطر اپنی راہ کو سیدھا رکھنا یہ پختگی ہی متقی ہونے کی دلیل ہے۔

ایک جگہ یوں عرض ہے کہ اول رجوع کرنا' دوم ثابت قدم رہنا سوم حق کو حق دیکھنا۔ اس آخری قسم کو ملکیت کہتے ہیں۔ یہ قسم ملائکہ سے ملتی ہے۔ اور یہ قسم ایک صفاتی ہے۔ اس میں آزمائشی پہلو بہت ہیں۔ جب کہ زندگی ایک اور بھی ہے جو موت کے بدل میں ہو گی اور وہی دائمی ہو گی۔ یہی آزمائشی پہلو سب سے بڑا ہے۔ لہٰذا اقرار آگاہی ہے۔ انکار تباہی ہے۔ اور علم سے عمل کو آگاہ رکھنا آگاہی ہے۔ باعمل رہنے سے علم کی آشنائی ہے۔ جو نجات کی بناء اور بقا ہے۔ یعنی تقویٰ کا تقاضا یہی ہے۔

لہٰذا تقویٰ صفات الٰہی ہے۔ جس سے انسان کی باطنی قوت کو تقویت ہی نہیں۔ بلکہ تصورات حقیقت میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ یا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ یعنی مرشد حق کی صفات پانا اور عارف بن جانا اور ہستی حق کا مشاہدہ کرنا اور اپنی ذات میں معین ہو جانا اور حکم کے امر کا مظہر کہلانا اور تمام کمالات کی کنجی بن جانا اور سیر حق کا کشفی سفر وحدت شروع کرنا اور فنا فی اللہ کی حکمت کو چھونا اور مراتب عالم میں اپنی صفات کو واضح اور عیاں دیکھنا یا مجموعی احدیت کا خلاصہ بن جانا۔

یعنی عالم میں علم کو حق تجلی قائم دائم رکھنا اور صفات الٰہیہ کا احاطہ کئے رہنا یا راز حق کی جان بن جانا۔ یا پھر اپنے تسلیم کو خود سے دیکھنا۔ یعنی جہانوں کا آغاز اور انجام دیکھ لینا یا وحدت کی کثرت کو پانا۔ یا عدم میں عالم رحمانی کا قرب رجوع حق سے پانا اور

Marfat.com

اس تجلی حق سے ایک ہو جانا۔

مثلاً" ہاتھ اور کان اور آنکھیں اس کی بن جانا گویا کہ فیض کے اصل انجام کو پہنچنا اور معاملے کی تہ کو پالینا اور مرد کامل کہلانا گویا کہ تقویٰ ہر طرح کا بہتر ہے چاہے جسمانی ہو یا باطنی دونوں پختگی کی دلیل ہیں جس سے ایمان مضبوط ہوتا ہے تو گویا ایمان اور یقین کو محکم کرنے کے لئے تقویٰ ہی بہتر ہتھیار ہے۔ قصہ مختصر کہ اسرار مخفی کا ابرار بن جانا۔ یہ سب اس کی بدولت ہے۔ پاکیزگی ہر قسم کی اختیار کرنا اور قناعت کی اصل بھی تقویٰ ہے۔ مقصود بھی تقویٰ بلکہ تقویٰ ہی اصل ہے عبودیت کی بھی جس سے منزل آسان ہوتی ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واقیموالصلوۃ

اور قائم کرو نماز

یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اس لفظ میں حکم ہے جس کی تاکید نبی پاکؐ کو فرمائی گئی اور اسی طرح پہلے نبیوں کو حکم کی آگاہی کرا دی گئی تھی یعنی ہر امت میں نماز ہے چاہے وہ کھڑا ہو کر پڑھے یا بیٹھ کر یا کسی اور طریق سے فرض ہی رہی ہے۔

یعنی اس کا اصل یوں ہے کہ جس طرح تم اپنی خوراک یا زندگی کا خیال کرتے ہو یا لونڈی اور غلام کا خیال کرتے ہیں۔ اسی طرح اس کا بھی خیال رکھو۔

لہٰذا عرض ہے کہ ظاہر میں نجاست اور غلاظت زیادہ ہے جب کہ باطن میں فساد زیادہ ہے لیکن جنگ کا مشاہدہ اور محاسبہ سب سے ضروری ہے جس کی وجہ سے کوئی نہ کوئی جہت مقرر کرنا ہو گی لہٰذا رب تعالیٰ نے اس وجہ کو دیکھ کر تمہارے لئے قبلہ مقرر فرمایا جس کا نام کعبتہ اللہ ہے۔

یعنی ظاہر کا قبلہ یہ ہوا اور باطن کا قبلہ عرش معلیٰ ہے جو کہ قرب الٰہی ہے جس کو بیت المعمور بھی کہتے ہیں۔ یا آپ کا دل کہتے ہیں یعنی اپنا دل تصور کر لیں۔

لہٰذا توجہ نماز خالصاً" باری تعالیٰ ہے اور نیت خالصاً" اس کا خلوص ہے جو حضوری کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے اور بندہ کامیابی حاصل کر لیتا ہے۔

نبی اکرمؐ اپنی نماز کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میری نماز دل میں جوش جیسے آگ کا شعلہ ہو لہٰذا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نماز یہ تھی کہ آپ کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے۔ اس طرح کئی اور لوگوں کی نماز اعلیٰ قسم کی مثالوں سے پر ہے۔

Marfat.com

نماز یعنی تمام تعلقات دنیاوی سے قطع تعلق ہونا اور دنیوی سے یک سو ہونا یعنی انتہائے ذوق کی تجلی کا طلب گار ہونا اپنی تواضع یعنی تابعداری کو مدنظر رکھتے ہوئے خاص رکوع و سجود و قیام کرنا اور معرفت و سرائیت اپنے نفس کا مجاہدہ کرنا اور غیب کے وسیلے کو حاضر پانا۔ یعنی دیدار کی رحمت سے اپنے سر کو زمین بوس کر لینا اور عالم ملکوت میں دل مشتاق کی معراج کو روح عشق کے محل الٰہی میں خاص پانا یہ ہے اصل نماز۔

یعنی روح نماز میں دل اور باطن رب تعالیٰ کے ساتھ راز و نیاز میں مشغول ہو اور تن تواضع میں ہو یعنی نفسانی مادہ جل جائے طبعی قوت برباد ہو جائے تو پھر ہی حق تعالیٰ کے معرفتی جلوے رونما ہوں گے۔ یعنی خود ہی خود اس کی ذات الٰہی کے مشاہدے نصیب ہو جائیں گے۔ آمین

بہرحال نماز کی اصل معراج کا پتہ چل جائے یا رب تعالیٰ دکھا دے تو اگر انسان کی زندگی ایک ہزار سال بھی ہو تب بھی وہ ساری زندگی نماز ہی میں گزار دے۔ لہٰذا گزارش ہے کہ تھوڑے لکھے کو معاذ اللہ تھوڑی چیز ہی تصور نہ کریں بلکہ اس کی تعریف ناممکن ہے مگر جو سمجھے اس کے لئے بہت ہے۔

طہارت

ایمان کے بعد جو اولین بات ہے وہ ہے طہارت یہ بھی فرض اولین میں شامل ہے۔ طہارت دو قسم کی ہوتی ہے یعنی جسم کی اور دل کی طہارت دل کی طہارت سے مراد باطنی طہارت ہے۔

اور وہ جو جسم کی ہے جس کے بغیر نماز و دیگر عبادات کی ادائیگی نہیں ہوتی یعنی جسم کو نجاست اور جنابت سے پاکیزہ کرنا یعنی شریعت کے مطابق کرنا یعنی منہ ہاتھ اور پاؤں دھونا اور سر کا مسح کرنا لیکن پانی نہ ملنے پر اور سخت بیماری کی صورت میں تیمم کرنا واضح ہے۔

دوم طہارت دلی ہے جس کے بغیر معرفت الٰہی ناممکن ہے یعنی اپنے مقصود تک

Marfat.com

رسائی بعید ہے جس کو باطنی طہارت کہتے ہیں۔

لہٰذا جس طرح ظاہری طہارت کے لئے پانی ضروری ہے اسی طرح دلی طہارت کو باطنی طہارت بھی کہتے ہیں۔ اس کے لئے توحید کے پانی کی ضرورت ہے۔ یعنی رب تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

ان اللہ یحب التوابین و یحب المطھرین۔ یعنی رب تعالیٰ توبہ کرنے اور پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ ایک جگہ حضور پاکؐ نے فرمایا ہے کہ طہارت کے ساتھ رہنے سے اس کے دو فرشتے بھی اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔

اور جو شخص باطن میں توحید پر قائم رہتا ہے خداوند تعالیٰ سے محبت کرنے لگ جاتا ہے توحید پر قائم رہنے کے لئے نفاق سے پاکیزگی کی دعائیں کرتے رہنا چاہئے یہ سب سے بڑا ہتھیار ہے۔

بہرحال ہر وہ راہ پاکیزہ ہوتی ہے جو توحید کی طرف لے جاتی ہے۔ اور وہ راہ سب سے بہتر خیال کی جاتی ہے۔ جس سے حق کی طرف رجوع ہو اور پاکیزگی کی طرف لے جاتی ہو۔

اور حقیقت یہ ہے کہ شریعت کے تمام ظاہر کام باطن سے پیوستہ ہیں اس لئے اسے شروع کریں اور باطن تک چلے جائیں تو کامیابی ہو گی یعنی منزل بمنزل المراد کو پہنچنا آسان ہے۔

اور جب انسان دل کی طہارت کا ارادہ کرتا ہے تو پھر دنیا کی خرابیوں کو غور و فکر سے سمجھنے کی کوشش کرتا ہے چونکہ جیسے ایمان بظاہر زبان اور دل کا اقرار کرنا اور تصدیق کرنا وابستہ ہے اسی طرح یہ وابستہ حق ہے۔

لہٰذا دنیا ایک بے وفا مقام ہے اور فنا کی حقیقت ہے اس لئے دل اس کی محبت سے خالی کرنا بہت ضروری ہے ورنہ طہارت باطن تک رسائی ممکن ہی نہیں ہو سکتی۔

لہٰذا ظاہرہ وضو سے بھی فرشتوں سے محبت ہوتی ہے تو باطن کے وضو سے رب تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے اور جب یہ ہو جائے تو پھر کیا چاہئے؟

Marfat.com

۱۔ ظاہری نجاست کو پاکیزگی دینا ہی طہارت نمبرا ہے۔ یعنی پیشاب براز اور خون پیپ وغیرہ۔

۲۔ یہ وہ ناپاکی ہے جس کے بعد انسان کو غسل کرنا بہت ضروری ہے۔

کہتے ہیں کہ کوشش اور جہد ضرور رنگ لاتا ہے۔ سو تین باتیں ہی پاکیزگی کی راہ کا تعین دیتی ہے یعنی وضو کی پہلی کلی صفائی کے لئے ہے دوسری طاہر ہونے کے لئے تیسری بار تطہیر ہونے کے لئے یعنی عین پاکیزگی کے لئے ہوتی ہے۔ یہ ہی باطن سنوارنے کا اصل ہے۔ اور اصل میں ہی وصل ہے جو عین راہ وفا ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واتوا الزکوٰۃ

یعنی دو زکوۃ

اس لفظ میں حکم واضح ہے یعنی حکم رب تعالیٰ ہے کہ جب تم شکر ادا کرو گے تو وہ تمہارے اپنے ہی فائدے میں ہے۔

یعنی ظاہری دنیا میں بھی اگر کوئی کسی کو تحفہ عنایت کرے تو اس پر واجب ہے کہ وہ تحفہ دینے والے کا شکریہ ادا کرے لہٰذا اصل لفظ زکوۃ اس وقت واضح ہوتا ہے جب تم پر نعمت پوری ہو جائے یعنی دوسرے لفظوں میں زکوۃ ادا کرنا بھی اس کا شکریہ ٹھہرتا ہے۔ لیکن نعمت پوری ہونے سے مراد یہ ہے کہ ایک حد مقرر کر دی گئی ہے۔ جہاں سے نعمت پوری ہونے کا وجود ملتا ہے۔ ایک اور بات ہے کہ وہ رب تعالیٰ اپنے خزانے سے تجھے نوازتا ہے اور پھر یہ حکم دیتا ہے کہ تھوڑا تم اپنے ہی بھائیوں میں تقسیم کرو یعنی زکوۃ ادا کرو لیکن میں تمہارے مال میں کمی نہیں آنے دوں اور نہ کسی طرح تمہارا مال ضائع ہونے دوں جب کہ اصل وارث تو وہ ہے مگر اس کی شفقت ملاحظہ ہو کہ وہ اپنے دیئے ہوئے مال کو تمہارا مال کہہ رہا ہے اور حفاظت اپنے ذمہ لے رہا ہے تو دیکھیں ذرا غور کریں زکوۃ جس پر واجب ہوتی ہے اس پر بھی کوئی بار نہیں ہے۔

ہمارے خیال میں تو صحت کی زکوۃ بنتی ہے کپڑے کی زکوۃ بنتی ہے۔ مال کی زکوۃ بنتی ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ یہ اپنے ہی فائدے کی بات ہے۔ جس چیز کی بھی ہو سکے زکوۃ دے دیا کریں تاکہ اس کی نعمت کا شکر ادا ہو سکے۔ اور پھر وہ نعمت آپ پر پوری طرح پوری کی جاتی رہے۔

Marfat.com

بلکہ دیکھیں کہ ایک بات بڑی غور طلب ہے۔ کہ اگر غور سے دیکھا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ رب تعالیٰ نے جو ہمیں زندگی عنایت فرمائی اور پھر دولت عنایت فرمائی' یہ سب اس رب تعالیٰ نے اپنی زکوۃ یعنی رب تعالیٰ کی زکوۃ سے ہم جی رہے ہیں۔ لیکن جب ہم دیتے ہیں جو جلی سڑی یا بری چیز ہو وہ زکوۃ میں دے دیتے ہیں۔ اور اچھی چیز اپنے لئے رکھ لیتے ہیں۔ جو کہ سب سے بڑی برائی ہے جو ہمیں بہت ہی نقصان دے گی آگے بھی اور یہاں بھی۔

زکوۃ کے علاوہ کسی کو اگر گندی چیز دے دیں تو کیا وہ قبول کر لے گا؟ بلکہ وہ آپ کے منہ پر مارے گا لیکن خیال کریں کہ وہ آپ سے کس قدر محبت کرتا ہے۔ سب دے کر بھی ملکیت آپ کی قرار دیتا ہے اور پھر اس کا اجر دینے کو تیار بیٹھا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ ہر ایک کو دیکھتے سنتے ہوئے بھی وقت مقررہ تک خاموش ہے۔

سخاوت

السخی قریب من الجنته و بعید من النار (فرمان رسول اللہ)

یعنی سخی قریب ہے جنت کے اور دور ہے آگ سے یعنی دوزخ سے۔ لیکن سخاوت میں اپنے بیگانے کا کوئی تعلق نہیں ہے جب کہ زکوۃ میں یہ تعلق موجود ہے لہٰذا ذرا پھر غور کریں کہ ہم رب تعالیٰ کے لئے کتنے اپنے ہیں جو ہمیں نواز رہا ہے۔ اور پھر وہ کتنا سخی ہے کہ ہر ایک اپنے بیگانے میں فرق نہیں رکھتا۔ سب کو دے رہا ہے۔ ذرا غور کریں۔

آخری بات یہ ہے کہ جب اس کا دیا ہوا ہے اگر اس میں سے کچھ دے دیں گے تو اپنے لئے اس کی فرمانبرداری کو مول لیں گے اور یہ حقیقت ہے کہ نافرمان کا دامن رحمتوں سے خالی ہوتا ہے اور فرمانبردار کا دامن رحمتوں کے خزانوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔

Marfat.com

قربانی - شہادت

قربانی کے دو پہلو ہیں' ایک کو شہادت کہتے ہیں۔ دوسرے حصے کو ایثار کہتے ہیں۔
اب شہادت کے تقریباً" تین پہلو ہیں۔

۱۔ ایک قوم ملت کے لئے اور حق کی خاطر لڑنا اور اس میں شہادت اختیار کرنا' اس پہلے حصے کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔

۲۔ دوسرا حصہ ہے حادثاتی موت جو اچانک کسی وجہ سے ہو جائے۔ جس میں ہر طرح کے حوادث شامل ہیں۔

۳۔ سب سے آخری درجہ جو ہے یعنی تیسرا درجہ وہ ہے بھوک سے مرنا یا کسی وبائی بیماری سے مرنا۔ یعنی طاعون وغیرہ یا پیٹ کے کسی گہرے مرض سے مرنا۔ قربانی کی اصل اسلام کا آخری رکن بھی ہے جو کہ سنت ابراہیمی سے منسلک ہے جو حج کے دنوں میں ادا کرنی پڑتی ہے۔ دیگر نفس کو مارنا عظیم جہاد ہے۔ یہ موضوع کافی لمبا ہے مگر ہم اختصار سے پیش کر رہے ہیں۔

ایک حساب سے صدقات و خیرات بھی قربانی کے زمرے میں آتے ہیں۔ لیکن چونکہ صدقات اور خیرات کو اپنا ایک مقام بھی حاصل ہے اس لئے یہ سب ایثار کے حصے میں شامل ہو جاتے ہیں اور ایثار وہ چیز ہے جس سے ہر ایک کے دل میں جگہ بنائی جا سکتی ہے یعنی محفل میں کسی کو جگہ دینا بھی ایثار ہے۔ کسی کے مشکل وقت میں کام آنا بھی ایثار ہی ہے۔ یعنی ایثار سے بڑی بڑی منازل منٹوں میں طے ہو جاتی ہیں۔

ایثار ہر حال میں ظاہر ہو جاتا ہے' اسی لئے کہتے ہیں کہ قربانی کبھی کسی کی بھی ضائع نہیں ہوتی۔ آخر ایک نہ ایک دن رنگ لاتی ہے۔ چاہے وہ کسی بھی طرح کی ہو۔ ایک روایت یاد آتی ہے۔

جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ کو خلیفہ مقرر کیا گیا تو آپ بازار میں تھے وہاں کسی شخص نے آپ کو یہ بات بتائی تو اپ نماز عصر کی خاطر مسجد میں جانے لگے تو آپ کے آگے مکے کا ایک یہودی تاجر چل رہا تھا تو آپ نے اپنے قدم مزید روک کر

Marfat.com

چلنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ آپ کی نماز جماعت سے قضاء ہو گئی تو جب آپ مسجد میں پہنچے تو لوگوں نے کہا کہ آج آپ خلیفہ مقرر ہو گئے ہیں اور آج ہی آپ کی نماز جماعت سے قضاء ہو گئی ہے۔

تو جناب سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس کی ایک خاص وجہ ہے جو بیان کر رہا ہوں چونکہ میں نے خبر بازار میں سنی تھی تو جب مسجد کی طرف آنے لگا تو میرے آگے مکے کا ایک بزرگ تاجر چل رہا تھا سو میں نے سوچا کہ اگر میں اس کے پاس سے جلدی سے گزر گیا تو یہ سوچے گا کہ دیکھو مسلمانوں کا خلیفہ مقرر ہونے پر کتنا مغرور ہو گیا ہے۔ لہٰذا میں یہ سوچ کر اس یہودی کے آگے نہ نکلا اور میری نماز قضاء ہو گئی لہٰذا میں نماز ادا کر لوں بعد میں باتیں کریں گے نماز کے بعد آپ نے فرمایا اگر میں ایسا نہ کرتا تو ہو سکتا ہے اس یہودی کے دل میں میرے لئے کیا وسوسے پیدا ہوتے سو میں نے تحمل سے کام لیا یہ ایک ایثار ہے اور جہاد اکبر کیا۔

لہٰذا جب دوسرے دن اس کی خبر گردش کرتی کرتی اس یہودی تک پہنچی تو وہ اس بات سے بہت متاثر ہوا اور کہنے لگا کون کہتا ہے کہ اسلام جھوٹا ہے جس مذہب میں اتنا احترام اور ایثار ہو وہ کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا وہ اسی وقت جا کر حضرت عثمان غنیؓ کے پاس حاضر ہوا اور مسلمان ہو گیا یہ ایثار کا اثر ہے۔ اس میں محبت بڑھتی ہے اور قربت حاصل ہوتی ہے اور یہ ہی سالک کا مدعا ہوتا ہے۔

میری یہ دعا ہے کہ رب تعالیٰ ہر سالک کو اس کی دلی تمناؤں سے مستفید فرمائے آمین۔ مزید اسی طرح یزید نے تصور کیا تھا کہ حضرت امام حسینؓ کو ختم کر دوں گا تو سب ختم ہو جائے گا مگر اس قربانی عظیم نے دین اسلام کے مرتبے کو چار چاند لگا دیئے یہ شہادت تا قیامت گواہی بن گئی اور باطلیت اور حق کی الگ الگ وضاحت ہو گئی شہادت یا گواہی کو مٹانا آسان بات نہیں جبکہ یہ کسی طور پر بھی نہیں مٹ سکتی چونکہ شہید کی خوراک نور ہے۔

Marfat.com

توبہ - توبہ النصوح

توبہ کے لفظی معنی ہیں رجوع کرنا۔ یعنی ندامت محسوس کرنا اور حق کی طرف رجوع کرنا۔ اپنی بخشش کی راہ نکالنا یہ بھی رجوع ہے۔

لہٰذا توبہ کا اصل حق تو یہ ہے کہ ہر مانع کے حصول کو چھوڑ کر اپنا منہ عقبیٰ کی طرف موڑ لینا۔ اور من و عن یعنی مکمل طرح سے اپنے رب حقیقی کی طرف متوجہ ہو جانا توبہ تو کئی بار استعمال ہوتی ہے جب کہ توبۃ النصوح زبردست رجوع ہے۔ جس کو پکی اور اصل توبہ کہتے ہیں توبہ کی دونوں قسمیں بہترین ہیں۔

لہٰذا توبہ کے اصل معنی صفاء ہونا بھی ہیں۔ یعنی صاف و شفاف اور پاکیزہ ہونا لہٰذا یہ ہی پاکیزگی برگزیدگی کی طرف لے جاتی ہے اور اولاد آدم کو کامل ترین شخصیتوں کی صفاء باطنی صفوں میں کھڑا کروا دیتی ہے۔ کیونکہ اولیاء اور صالحین نے اسی طرح اپنے افعال کو سنوار کر اپنی راہ کو سیدھا کیا اور کاملیت کی حدوں کے نگہبان بن گئے۔

جیسے سیدنا ادریس علیہ السلام آسمان کی بلندیوں پر چڑھتے چلے گئے لہٰذا متابعت انبیاؤں و اولیاؤں کے بغیر کچھ حاصل نہیں کر سکتے اسی لئے ہر بری بات اور بری صفات سے منہ موڑ کر اپنے اصل کی طرف رجوع کرنا ہی اصل توبہ ہے۔ یعنی اہل ثبات ہونا ہے۔ جس طرح حضرت سیدنا نوح علیہ السلام ہوئے اس منزل میں بسا اوقات، کمالات کے معنوں میں نا آشنا رکھا جاتا ہے لیکن جب بدی ترک ہو جائے تو پھر انسان خود بخود خلیل اللہ کی طرح متوکل ہو جاتا ہے۔ اس بات کو قدر جزوی سے یاد کرتے ہیں۔ یعنی سائل حب کو اپنی طرف نسبت کرتا ہے۔ قدر جزوی ایک مقام ہے۔

یعنی قدرت کل میں محو ہو کر فانی فی اللہ ہو جاتا ہے۔ یعنی صحو بھی ایک مقام ہے۔ اس مقام کو فنائی اشیاء بھی کہتے ہیں۔ اور کچھ لوگ جو اہل اسلوب ہیں اس مقام کو طمس بھی کہتے ہیں۔

اس میں سب سے بڑی بات ارادت اور اپنی ضیا سب کو اصل حق میں گم کرنا ہوتا ہے اس کو توبتہ النصوح بھی کہتے ہیں۔

Marfat.com

اس باب کو سیدنا موسیٰ کلیم اللہ نے رقم فرمایا ہے جس کی وجہ سے وہ باب اعظم کہلاتے ہیں۔ یعنی اس کی اصل یہ ہے کہ سائل اپنے علم سے خلاصی پا لیتا ہے اور پاکیزگی برگزیدگی میں بدل جاتی ہے اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرح اسم اعظم کا محقق ہو کر راضی برضا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا سالک مرتبہ کلی حق میں داخل ہو جاتا ہے اور مقام صحو کی اصل روح کو دیکھتا ہے یعنی کل اشیا کو ذات تجلی میں محو دیکھتا ہے۔

اس مقام پر حق ہو کر رفعتاً" ہر شے کو اس کے وجود حق سے دیکھتا ہے یہ ہی پیروی رسول اللہ کی حقیقت ہے جب اس میں سمویا جاتا ہے تو وہاں اس کی دید اور کھل جاتی ہے۔ یعنی ہر نبی کو اس مقام میں سمویا ہوا دیکھتا ہے یعنی ایک مصباح میں سب دانے جو کہ وہ ایک ہی ہیں۔

یعنی یہ وہی مقام ہے جس کو لی مع اللہ کہتے ہیں۔ اس مقام پر انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام سب متحد ہیں۔ یعنی ایک ہیں۔ لی مع اللہ کو حضرت علی ہجویریؒ نے اور حضرت سیدنا غوث پاکؒ نے سب سے بڑا مقام عبدیت قرار دیا ہے۔ عبدیت کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے کہ مقام اصل اور پکی توبہ یعنی توبتہ النصوح وہ ہے جو یکدم ترک کر دی جائے اور پھر اس لغزش میں کبھی مبتلا نہ ہُوا جائے یعنی کسی طرح بھی برائی کی طرف رجوع نہ ہو اس میں تین درجے ہیں۔

۱۔ یعنی جب انسان پر اپنے رب حقیقی کا ڈر غالب آ جائے اور وہ پشیمانی کی وجہ سے فکر میں مبتلا ہو جائے اور برے فعل سے باز آ جائے۔

۲۔ یعنی یہ کہ اس کو نعمت کی قدر محسوس ہو جائے۔ جو برے کاموں سے حاصل نہیں۔ یعنی نافرمانی پشیمانی غالب آتی ہے اور وہ اس سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔ قدر کا احساس پیدا ہو جائے گا۔

۳۔ یعنی سب سے بڑی بات کہ حشر میں سب کے سامنے رسوائی کا خوف اس پر غالب آ جاتا ہے۔ لہٰذا اس آداب کی جگہ بھی آداب ہی ہے اور پھر ادبیت مقام توبہ پر مقام خوف ہوتا ہے اسی وجہ سے مقام دوم میں اس کی جگہ بن جاتی ہے۔ جس کو مقام ثواب کہتے ہیں اور کچھ انابت کے لئے یہ جو انسان کی اصل کو رجوع دیتی ہے اور انسان ادبیت

Marfat.com

یعنی حکم الٰہی کی رعایت کا مستحق قرار دیا جاتا ہے۔
چونکہ توبہ عام بندوں کا مقام ہے اور کبیرہ گناہوں سے متعلق ہے لیکن انابت ولیوں اور مقربوں کا مقام ہے یعنی یا ایها الذین توبوالی الله توبته النصوح ہے۔
یعنی خداوند تعالٰی کی جانب سچی توبہ کرو اور فلاح کا حق پالو جب کہ یہ حق ہے انسان کا مگر خود ہی اگر برائی میں مبتلا ہو کر اپنا حصہ گنوا دیتا ہے تو یہ بڑی کوتاہی ہے۔ تو ثابت یہ ہوا کہ جو بغیر دیکھے رحم والے رب سے خوف کھا گیا وہی رجوع کا اصل حق پا گیا۔
اور اپنی منزل کو خود بخود چھوڑتا ہے کہ ایک چیز تمہاری وراثت ہے۔ مگر تم اس طرف سے منہ موڑ کر دو غلطیاں کر رہے ہو ایک برائی اور دوسری نافرمانی۔ ایک کی سزا ہی بہت کافی ہے پھر دو میں شامل ہوگئے تو کیا باقی بچے گا۔ اللہ سب پر رحم کرے آمین۔
بات کی اصل عرض ہے کہ جب پیغمبر اور اولیاء متحد ہوتے ہیں جہاں پر وہ مقام ہے لی مع اللہ پھر ہر ایک کا جو اصل ہے وہ ملا دیا جاتا ہے یعنی ان سب کا امتیاز ظاہر ہوتا ہے۔
اور یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ ہر ولی نبی سے یا پیغمبر سے کس طرح مستفید ہوتا ہے اور پھر معراج کی بقا اور بلندیوں سے روشنی حاصل کرنے کا طریق واضح ہو کر سامنے آتا ہے۔
یعنی مقام الفناء کا اصل نقطہ عروج یعنی آخر تک دیکھا جاتا ہے یہاں پر ملک و فقیر یکجا ہیں۔ یعنی شہنشاہ اور فقیر ایک ہیں۔
انسان کی ولایت تک بلندی بڑی مشکل مرحلہ ہے لیکن رجوع ہو کر کمالات نبی کے انوار ولایت سے حاصل کرتا ہے چونکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ پیغمبر پیدائشی ولی ہوتا ہے اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے ہر نبی ولی پہلے ہوتا ہے۔
اہل اللہ کی تعداد کے بارے میں لوگوں میں بہت ہی ذوق شوق پایا جاتا ہے جس کو جاننا بڑی سعادت تصور کیا جاتا ہے اور بالکل ہے بھی ایسا ہی لہٰذا اس ذوق شوق کو مد

Marfat.com

نظر رکھتے ہوئے ہم نے یہ قصد کیا کہ ان کی ایک جامع لسٹ ترتیب دی جائے سو میں نے یہ لسٹ بڑی جانفشانی سے اور محنت سے ترتیب دی ہے تا کہ لوگوں کا شوق بھی پورا ہو اور اس کو پڑھنے والے کا دل ذوق و شوق سے مالا مال ہو اور آپ پڑھیں یقیناً" آپ محظوظ ہوں گے۔ انشاء اللہ اور آپ دعا کریں کہ آئندہ بھی ہمیں کچھ عطا ہوتا رہے جو کہ آپ تک من و عن پہنچاتا رہوں اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر کرم سے فیض پاتا رہوں اور آپ تک پہنچاتا رہوں۔ میں نے یہ لسٹ بڑی کتب کے حوالے سے بنائی ہے اور کچھ محبوبؑ کبریا کا کرم بھی اس میں میرے ساتھ ہے۔

عارف باللہ و عمران اللہ کئی اور نام پاک ہیں ذاکرین' شاکرین' صابرین' عرفان اللہ

۱۔ پہلی منزل کا نام مبارک ہے اہل اللہ اہل ارشاد۔ رجل اللہ۔ جن کی تعداد ہے میں ۴۰۰۰۰ الصفاتی عمران اللہ ہوتے ہیں جن کو اپنے بارے میں کچھ خبر نہیں ہوتی۔یہ مقام آفاق میں حق الارشاد بن کر دنیا پر قائم رہتے ہیں یہ سب گردش زمانہ کے ساتھ ساتھ چلتے رہتے ہیں یعنی ان کا فون کبھی خراب نہیں ہوتا بلکہ ایک کی غیر حاضری بھی نہیں چلتی فوراً" دوسرے کو مقرر کر دیا جاتا ہے۔

۲۔دوسری منزل پر جن کو اہل حق کے پہرے دار اور عمران اللہ بھی کہتے ہیں یہ سب علم وہبی کے داعی ہوتے ہیں اور محبوب اللہ کے داعی ہوتے ہیں ان کی تعداد ۲۷۲ ہوتی ہے یہ ہر پہر میں ہر جگہ موجود پائے جا سکتے ہیں۔ ایک ہی وقت میں تین چار جگہوں پر بھی پائے جا سکتے ہیں بلکہ ۲۷ جگہوں پر بھی پائے جا سکتے ہیں۔

۳۔تیسری منزل ہے جن کو اوتار کہتے ہیں ہندوؤں نے بہت گڑ بڑ کر دی ان کو سمجھنے میں ان کی تعداد ۳۴۳ ہوتی ہے یہ چاروں برجوں کے پہرے دار کہلاتے ہیں۔

۴۔چوتھی منزل ہے جن کو خالصین و خاشعین۔ صالحین بھی کہتے ہیں ان کی تعداد ۶۷۳ ہوتی ہے جن میں کچھ سکر میں ہوتے ہیں اور کچھ صحو میں ہوتے ایک ہی مقام پر ہیں۔ دیگر

Marfat.com

کئی القابات سے پکارے جاتے ہیں۔
۵۔پانچویں منزل ہے جن کو اوتاد کہتے ہیں یہ مقام لایا ہوتا ہو کے نگران ہوتے ہیں ان کی تعداد ۲۴۳ ہوتی ہے جہاں سے فقری کی اصل روح نکلتی ہے ان کو لی ماء اللہ بھی کہتے ہیں شاہدان بھی۔
۶۔چھٹی منزل ہے ۔جن کو اخیار کہتے ہیں یہ بھی دو طرح کے ہوتے ہیں یعنی اہل سکر اور اہل صحو بھی ان کی تعداد ۳۱۳ ہوتی ہے ان میں سے کچھ کو اخیار اختیاری بھی کہتے ہیں۔
۷۔ساتویں منزل ہے جن کو ابدال کہتے ہیں یہ تعداد میں ۴۷ ہوتے ہیں ساری دنیا میں کچھ حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ بھی ہوتے ہیں کہیں کہیں یہ سات سات کے ٹولوں میں بھی جاتے ہیں یہ پرواز کرتے رہتے ہیں جن کو دیکھا بھی جا سکتا ہے یہ دنیا کے اطراف ۲۴ چکر لگاتے ہیں ہر روز ان کو فنا فی اللہ بھی کہتے ہیں۔ باقی باللہ بھی کہتے ہیں فان اللہ بھی عرفان اللہ بھی کہتے ہیں
۸۔آٹھویں منزل ہے جن کو مقرب الحق کہتے ہیں یہ اختیاری اور غیر اختیاری حیثیت میں مل جاتے ہیں یہ بھی ایک طرح کے ابدال ہی ہوتے ہیں مگر کام میں کچھ مختلف ہوتے ہیں تعداد ان کی ۴۰ ہوتی ہے۔
۹۔نویں منزل ہے جن کو ابرار کہتے ہیں جن کی تعداد ۲۲۷ ہوتی ہے جن میں سے ۲۲۴ ہر وقت ڈیوٹی پر رہتے ہیں اور تین ہر وقت حضوری میں رہتے ہیں عرفان بھی کہتے ہیں ان اللہ مااللہ بھی کہتے ہیں۔
۱۰۔دسویں منزل ہے جن کو غوث کہتے ہیں ان کی تعداد صرف ۳ ہوتی ہے جن میں ایک غوث الثقلین کہلاتا ہے جو کہ ہر وقت حاضر ہی رہتا ہے یہ جن و انس پر حاوی ہوتے ہیں۔ لیکن غوث الاعظمؒ کے مرتبے کے نہیں ہوتے ان کو قلندر بھی کہتے ہیں جبکہ اڑھائی قلندر ہو چکے ہیں بو علی قلندر شہباز قلندر' رابعہ بصری قلندر کا آدھا حصہ ہیں۔ جبکہ ایک قطب القلندر ہر دور میں رہتا ہے
۱۱۔گیارہویں منزل ہے جن کو نقیب اعلیٰ کہتے ہیں یہ بھی تعداد میں صرف دو ہوتے ہیں ہر پہر ہر جگہ موجود پائے جاتے ہیں یہ علم اللہ بھی کہلاتے ہیں الرجال اللہ الحق بھی

Marfat.com

کہلاتے ہیں۔
۱۲۔بارہویں منزل ہے جن کو رقیب اللہ الحق کہتے یعنی عین الحق بھی کہتے یعنی منصور بن حلاج کی منزل کے لوگ ہوتے ہیں لیکن ظاہر نہیں ہو سکتے نہ ہی کر سکتے ہیں تعداد صرف ایک ہوتی ہے۔ جبکہ ۴ ہوتے کل مگر اختلاف ہے اصل وہی ہے۔
۱۳۔تیرہویں منزل ہے جن کو قطب کہتے ہیں یہ تعداد میں تین ہوتے ہیں جو چاروں جہتوں کے نگران اولین کہلاتے ہیں اولیاء کرامین بھی کہتے ہیں ان کو۔
۱۴۔چودھویں منزل ہے جن کو قطب الاقطاب کہتے ہیں یہ رشد و ہدایت کا منبع بھی کہلاتے ہیں جب کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد ان کو مرتبہ ملتا ہے مگر ہمارے خیال میں حیات ہی ہوتے ہیں تو ملتا ہے جو کہ ہر مرتبے کی طرح مرنے کے بعد تک چلا جاتا ہے ان کی تعداد بھی ایک ہوتی ہے۔ یہ باقی باللہ کہلاتے ہیں۔
۱۵۔پندرہویں منزل ہے جن کو جناب حضرت غوث الاعظم کے سپرد کیا ہوا ہے جہاں سے تمام ولایتیں ملتی ہیں یہ سب کے نگران اعلیٰ بھی ہیں مقام اعلیٰ بھی کہلاتے ہیں۔
۱۶۔سولھویں منزل ہے جن کو امام کہتے ہیں ان کی تعداد ۴ ہے جو شریعت و طریقت کے منبع کہلاتے ہیں اور سلسلوں کے والی بھی کہلاتے ہیں اور ریاض بھی کہلاتے ہیں۔
۱۷۔سترھویں منزل ہے جن کو ۱۲ اماموں سے منسوب کیا گیا ہے یہ صرف جو ہو چکے وہی ہو سکتے ہیں ان کے مقام کوئی نہیں پا سکتا ان میں شہدائے کربلا بھی ہیں۔
۱۸۔اٹھارویں منزل ہے جن کو باب علم کہتے ہیں ابو تراب کہتے ہیں شیر خدا کہتے علی مرتضیٰ اور ان کے چار دوست جن میں نبی پاک بھی شامل ہیں چونکہ نبی کے ان کے سوا تین دوست تھے آپ کے سمیت چار دوست تھے ان کی تعداد ۴ ہے۔
۱۹۔ انیسویں منزل پر از خود جناب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختم مرتبت بنفس نفیس ہوتے ہیں جہاں سے سب فیصلے صادر ہوتے ہیں اور جن کے فیصلوں کو کوئی رد نہیں کر سکتا نہ ہی کوئی چیلنج کر سکتا ہے جہاں سے ہر ایک مراد ملتی ہے مذہبی غیر مذہبی ابھی تک کسی نے یہ سوال پیدا نہیں کیا کہ مراد نہیں ملی نہ ہی ایسا ہو سکتا ہے چونکہ رحمت للعالمین ہیں جو ابدی ہیں انتہائی ہیں کل تعداد یہ ہی ہے جو سامنے موجود

Marfat.com

ہے اللہ مجھے لکھنے کی توفیق دے۔ آپ کو پڑھنے کی توفیق دینے والا وہی ہے میں آپ کے لئے دعاگو ہوں آپ میرے لئے دعاگو رہیں تا قیامت رہے گا یہ دین سلامت انشاء اللہ تعالیٰ۔

قطب الابدال ۔ قطب الارشاد۔ قطب مسئر عین۔ غطب المدار۔ قطب العالم۔ قلب الاوتار۔ قطب القلندر۔ آخری قطب شاہ ہوتا ہے جب کہ یہ سب قطب الاقطاب ہی کہلاتے ہیں۔ ان کے مدارج میں زیادہ فرق نہیں ہوتا ہے۔
نوٹ۔ یہ تین منزلوں پر قبل الاقطاب کل ۱۳ ہوتے ہیں ان کے نام آگے دیکھ چکے ہیں۔

الحج ۔ کعبتہ اللہ ۔ زمین ۔ حجر اسود

رب ذوالجلال نے فرمایا
واللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ۔
یعنی رب تعالیٰ نے بندوں پر حج بیت اللہ فرض کر دیا ۔ مگر جو اس کی استطاعت تک پہنچ جائے۔
انا اولا ” بیت سبیلہ‘ سب سے پہلا گھر بیت اللہ ہی ہے۔
انا اولا بیت وضع بیتہ للناس۔ مبارک آیت تحریر کردی ہے۔ اس میں رب تعالیٰ نے استطاعت کی چھوٹ دی اور یہ بھی فرمایا کہ عقلی طور پر بھی ٹھیک ہو اور اسلام پر پوری طرح کاربند ہو تو ایک حج فرض فرمایا ہے لہٰذا عرض ہے۔

کعبتہ اللہ کا وہ گھر ہے جس کے عین اوپر بیت المعمور ہے جہاں ملائکہ حج کرتے ہیں اور طواف کرتے ہیں۔ اور کعبتہ اللہ کا اصل شہر مکہ مکرمہ ہے جس کو اُم القریٰ بھی کہتے ہیں اور یہ بھی واضح ہو کہ یہاں سے زمین کے بچھانے کی ابتدا ہوئی ہے۔

Marfat.com

ایک جگہ تحریر ہے کہ دنیا پر جہاں خشکی تھی وہ تھا بکہ یعنی مکہ کو بکہ بھی کہتے ہیں اور خشکی کی حیثیت صرف اور صرف ایک سانپ کی پھن جتنی تھی۔ جس کو رب تعالیٰ نے اپنے حکم سے پھیل جانے کا حکم دیا اور پھیلتی گئی۔ اس کا اندازہ آپ خود کر لیں اس کے پھیلاؤ کا لہٰذا سیدنا ابراہیمؑ کو حکم ہوا کہ اس جگہ کو بنائیں اور بنا دیا گیا جس کو رب تعالیٰ نے امن والا شہر فرمایا۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اس کی ویرانی سے بہت پریشان ہوئے کہ یہاں پر رہنے والے لوگ کہاں سے کھائیں گے نہ یہاں کھیتی باڑی ہوتی ہے نہ یہاں پانی ہے بہرحال رب تعالیٰ نے اپنے فضل سے نواز دیا اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ہم مالک ہیں سب کچھ کرنے پر قدرت رکھتے ہیں۔ آپ بے فکر ہو جائیں۔ لہٰذا دیکھیں نظام رب کا کہ لاکھوں کی تعداد میں انسان ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ اور ہر طرح کی اشیاء وہاں پر میسر ہیں۔ خاص کر پانی اور دیگر ضروری اشیاء اس قدر وافر مقدار میں ملتی ہیں۔ کہ عام شہروں میں بھی دستیاب نہیں ہوتیں۔ وہاں پر رب تعالیٰ کا گھر جو نور وحدت کا مرکز ہے اور رہے گا۔

نور وحدت کا مرکز ہونے کی واضح دلیل یہ ہے کہ وہاں کے پہاڑ اور پتھر سیاہ ہیں۔ یہ تو آپ جانتے ہیں کہ جہاں نور ہوتا ہے وہاں سیاہی ضرور ہوتی ہے کعبتہ اللہ کے ارد گرد پتھر پہاڑوں کی سیاہی کی ایک وجہ اور بھی وہ یہ کہ بار بار جبرائیل علیہ السلام کا وہاں آنا جانا اور نور کا جمع اور کم ہونا یعنی زیادہ اور کم ہونا بھی ہے۔ یعنی بہت زیادہ نور بھی سیاہی پیدا کرتا ہے۔ اور کم نور بھی دونوں صورتیں یکجا ہیں۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ انسان کے لئے کعبتہ اللہ کا ایک ایک پتھر یا ذرہ ذرہ سب جاسوس ہیں۔ بلکہ تمام شعائر اللہ جتنے بھی ہیں سب بڑے جاسوس ہیں۔

جیسے حجر اسود ہے یعنی ہر بوسہ دینے والے کا گواہ ہو گا لیکن بے شک عدل سے گواہی دیں گے۔

ایک جگہ تحریر ہے کہ حجر اسود ایک ملائیکہ ہے جس کو حکم تک پتھر بنا دیا گیا ہے اور سب کے حساب یاد رکھے گا اور ہر آنے والے کی گواہی دے گا۔ یا دنیا کی ایک جیتی

Marfat.com

جاگتی لوح ہے جس پر ہر ایک آنے والے کا نام درج ہے اور وقت مقررہ تک اپنے پاس موجود رکھے گا اور پھر سب کچھ بتا دے گا بلکہ یوں ہے کہ ایک لوح رب نے آسمان پر سجا لی ہے اور ایک لوح نبی پاک نے زمین پر سجا لی ہے جس کو (حجر اسود) کہتے ہیں۔ رب تعالیٰ نے اپنے محبوب کو لوح کا مالک رکھا۔

مکہ مکرمہ

مکہ مکرمہ کو آباد بھی سیدنا ابراہیمؑ کے بیٹے اور بیوی سیدہ ہاجرہ اور سیدنا اسماعیلؑ نے کیا۔ لیکن بے شک جب سیدنا ابراہیمؑ کو حکم ہوا کہ اپنے پیارے بیٹے اور بیوی کو مکہ میں چھوڑ دو لہٰذا آپ نے رب تعالیٰ کے ارشاد کی فرمانبرداری کر کے اپنے پیارے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو اور اپنی بیوی کو مکہ چھوڑ کر چلے گئے۔ بچہ چونکہ چھوٹا تھا اور یہ جگہ ویران تھی کہیں پانی بھی میسر نہ تھا تو جب بچے کو پیاس لگی تو آپ سیدہ ہاجرہ پانی کی تلاش میں صفاء مروہ کے پہاڑوں کے درمیان دوڑتی رہیں۔ مگر پانی میسر نہ آیا مگر جہاں پر بچہ پڑا تھا وہاں ان کی ایڑیوں کی رگڑ کی وجہ سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ آپ نے جب دیکھا کہ پانی نکل آیا ہے تو آپ اپنے بچے کے پاس آ گئیں۔ ادھر دوسری طرف سیدنا ابراہیمؑ جب کئی سالوں کے بعد مکہ تشریف لائے تو وہ جگہ آباد اور شاداب تھی اور وہاں سے گزرنے والے قافلے یہاں رک جانے لگے تھے۔ جس پانی کے چشمہ کے مالک اسماعیل علیہ السلام اور سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ جناب سیدنا ابراہیم علیہ السلام اس جگہ کو دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور اپنے رب کے حضور سر بسجود ہوئے تو رب تعالیٰ نے پھر اس جگہ کے بارے میں آپ کو خوشخبری دی اور فرمایا کہ اے ابراہیم ہمیں ہاجرہ کا تڑپنا اور پریشان ہونا اچھا نہ لگا اس لئے ہم نے اس کے تڑپنے اور محبت مادری کے سلسلہ میں آب جاری کر دیا۔ جسے ہاجرہ بار بار رکنے کو کہتی ہے۔ یعنی آب زم زم اور فرمایا کہ اس پانی کو تا قیامت جاری رکھیں گے لہٰذا ویرانے میں بہار آ گئی۔

Marfat.com

اور شعائر اللہ کے نام سے یاد کر دیا اور تا قیامت یہ سنت جاری کر دی جو آج آپ، میں اور سب ادا کرتے ہیں۔

پانی اس وقت کروڑوں ہا گیلن روزانہ استعمال ہوتا ہے مگر جاری اور ساری ہے اور جاری ساری رہے گا۔ چونکہ رب تعالیٰ کا فرمان ہے یہ وہی پانی ہے جس کو آب زم زم کہتے ہیں چونکہ پانی زیادہ تیزی سے نکلتا تھا تو سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا اس پانی کو روکنے کی کوشش کرتیں یعنی حد سے زیادہ چلنے کو روکنا آب زم زم ہے۔ یعنی ہر وقت چلتے رہنا یعنی چلتے رہنا کو روکنا ہی زم زم کہلاتا ہے۔

Marfat.com

تحریرے شوال مدینہ المنورہ ۱۹۹۲ء

میں نے حضور پاکؐ کے سرہانے مبارک کی طرف ایک چبوترہ بنا ہوا ہے جو حضور پاکؐ کے مزار اقدس کے سامنے جہاں پر حضرت بلالؓ نے اذان دی تھی اور اب بھی یہاں ہی اذان ہوتی ہے' وہاں پر بیٹھ کر یہ کتاب مکمل کی ہے جس کے لئے میں حضور پاک سے شرف خاص کا دعویٰ تو نہیں کرتا مگر ان کی نوازشوں کو فراموش نہیں کر سکتا۔ آپؐ نے مجھے یہ سعادت عطا فرمائی اور میں بیٹھ کر سکون سے اپنی اور اپنے دل کی بات آپ تک پہنچانے کی محبت سے مالا مال ہوا ہوں۔ یہ کرم ہے میرے آقا کا کہ کسی مشکل کے بغیر یہ کام انجام کو پہنچ گیا۔ مجھے تو امید نہ تھی چونکہ ہر چپے پر پہرہ ہے مگر میری طرف کسی نے آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ میں اس کے لئے حضور پاکؐ کا بہت ہی مشکور ہوں کہ مجھے انہوں نے ایک محراب کے سائے میں پناہ عطا فرمائی اور میری قلم کو وہ تقویت عطا فرمائی جس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا۔ آمین

آج جمعتہ المبارک ہے۔ ۲ بج کر ۴۰ منٹ ہو چکے ہیں۔ تاریخ ۱۰ اپریل ۱۹۹۲ء اور آج میرا جانے کا ارادہ ہے۔ میرا جی تو نہیں چاہتا مگر با امر مجبوری جانا ہی ہو گا۔ میں نے اس عرصہ میں جو کچھ لکھا اس کی تفصیل آگے عرض کروں گا۔

میں دعا گو ہوں کہ رب ذوالجلال بصدقہ رسول اللہ میری یہ حاضری قبول فرمائے اور جو کچھ میں نے پایا ہے آپ سب تک پہنچ جائے۔ آپ سب بھی دعا کریں کہ مجھے پھر آنے کی سعادت حاصل ہو اور میں آپ کو ایک کے بعد دوسری بات سنا سکوں (آمین) میرے ساتھ آپ بھی شریک ہیں اور خاص کر جو ساتھی میرے ساتھ آئے ہوئے ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کریں اور میں بھی دعا گو ہوں کہ ان کی ہر دلی مراد پوری ہو جو جائز ہے۔ آمین ۔ ربنا آمین والسلام

میرا یہ کتاب لکھنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ انسانوں کو بنیادی باتیں اور ایسے طریقے بتا دوں کہ ہر انسان یہ تصور کرے کہ میں یہ آسانی سے کر سکتا ہوں اور اس عمل کی طرف رجوع کرے جس سے اس کی اصل نجات ہے میں عاجز بندہ اس قابل

Marfat.com

نہیں کہ کسی کو اپنی بات پر قائل کر سکوں یا پھر اپنی بات کسی کے ذہن میں بٹھا سکوں۔ مگر یہ کوشش ضرور کی ہے جس میں شاید کافی ساری کوتاہیاں ہوں مگر میں نے اپنی کوتاہیوں کو مدنظر رکھ کر ہی یہ بات آپ تک پہنچانے کا عزم کیا ہے۔ امید ہے میری کوتاہیوں کو درگزر فرمائیں گے۔ اور اس کتاب سے استفادہ فرمائیں گے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج مورخہ ۲۱/۱۱/۱۹۹۵ کو خواب میں دیکھا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر کے دروازے پر دستک دینے ہی والے تھے کہ میں نے دروازہ کھولا تو آپؐ ختم المرتبت کو دیکھ کر سکتے میں آگیا سو آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط دست مبارک میں پکڑا ہوا ہے کہ مجھے عنایت فرمایا اور فرمانے لگے میں نے یہ خط خود تجھ کو اس لئے پہنچایا ہے تاکہ تمہارا دل اور زیادہ یقین پکڑ جائے جبکہ ہم کسی دوسری جگہ جا رہے تھے تو میں نے تمہیں یہ خط پہنچانے کا بھی طے کر لیا۔ (آپؐ براق پر سوار تھے)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے خانہ حقیر میں تشریف لائے میں اس کا کس طرح شکریہ ادا کروں سو میں نے آپ کے پاؤں مبارک کو بوسہ دیا سو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہے تمہاری کتاب کا اجازت نامہ جو کہ تم اس کتاب کو اپنی زندگی میں ضرور شائع کروا سکتے ہو یہ اجازت میں نے اپنے توسط سے رب ذوالجلال کرم سے لی ہے جبکہ یہ کتاب تمہاری زندگی میں شائع ہونے یا کرنے کی اجازت نہ تھی سو تم بہت خوش قسمت ہو تم کو مبارک ہو سو میں نے ایکدم پھر حضور پاک کے پاؤں کو بوسہ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ تمہارے اسی عشق نے ہمیں تمہارے گھر آنے پر آمادہ کروایا ہے لہٰذا اب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبداللہ الہاشمی ختم الرسل مہر حق کے پاسبان کی حیثیت سے اجازت خاص عطا کر رہا ہوں مہر پاسبان کی اجازت خاص سے تم محمد نثار احمد ابن نذیر احمد ابن اللہ دتہ کو اس کتاب کی اشاعت کی اجازت دیتا ہوں۔

سو میں نے آپؐ کی نعلین مبارک کو درست کیا اور آپ ایک دم غائب ہو گئے۔

آج مورخہ ۲۴ نومبر صبح تین بجے میں نماز تہجد کے لیے اٹھا تو آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ میری کیا کیفیت ہو گی لاکھوں کروڑوں درود و سلام ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر میرے ماں باپ میری آل اولاد آپ کے قدموں پر قربان۔

Marfat.com

پھر جب میں نے کتاب کو تحریر کر لیا تو آخری یعنی ایک سو چالیسویں استخارہ پاک میں دیکھا کہ میں نے ایک چھوٹا سا خوبصورت ایئرپورٹ بنا لیا ہے اور اپنے بہت سے رشتے دار جن میں میرے والدین بھی موجود ہیں اگرچہ ان کو انتقال کئے ہوئے کافی عرصہ گزر چکا ہے۔ وہ بھی اور میرے بیوی بچے اس ایئرپورٹ پر آگئے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ لوگ کس طرح آئے ہیں تو جواب میں میری والدہ محترمہ نے فرمایا کہ یہ وہ دنیا نہیں ہے یہاں سب مل کر رہتے ہیں۔

پھر میں نے ان سب کی امامت کرائی اور نماز کے بعد سب کی ٹکٹیں چیک کیں اور پورا قافلہ لے کر جہاز پر چلے گئے اس جہاز کے سامنے ایک بہترین راستہ ہے جس پر ایک سائن بورڈ لگا ہوا ہے اس پر تحریر ہے کہ یہ پرواز سدرۃ المنتہیٰ تک جا رہی ہے براستہ مدینہ المنورہ۔

پھر جب ہم جہاز میں داخل ہوتے ہیں تو سامنے والی کرسی پر پیر صاحب دیول شریف تشریف فرما ہیں اور فرما رہے ہیں کہ آپ نے بہت دیر کر دی ہے اور اٹھ کر میرے گلے میں گلاب کے پھولوں والے ہار ڈال دیئے اور بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے آج تمہاری وجہ سے یہ سفر نصیب ہو رہا ہے۔ تم بہت خوش قسمت ہو اور یہ راستہ ہمیشہ زندہ اور تابندہ رہے گا۔ ہماری دعا ہے انشاء اللہ

پھر میں نے جہاز میں دوسری طرف دیکھا داتا ہجویری سرکار تشریف فرما ہیں۔ آپ کے ساتھ بہت سارے لوگ ہیں۔ جن میں بابا لعل شاہ مری والے بھی شامل ہیں اور ایک طرف میرے استاد محترم ماسٹر یوسف صاحب ہیں۔ ان کے اگلی طرف میرے دوسرے استاد قرآن کا درس دینے والے پیر احمد حسن عرف سوہنے شاہ بھی ساتھ ان کے ۱۲ شہداء ہیں۔ جن میں امام علی الحق المعروف امام صاحب سیالکوٹ والے بھی ہیں۔ پیر مرادیہ صاحب قلعہ پر مزار ہے۔

اس جہاز میں' میرے والدین کے علاوہ میرے پیر و مرشد اور بہت سے لوگ ہیں۔ جن میں میراں حسین زنجانی قلندر صفدر" مالی۔ بڑے میاں" عبداللہ کشمیری' پیر کی خواجہ معین الدین چشتی' پیر مہر علی شاہ اور دیگر کئی ایک بزرگ ہستیوں کو دیکھا۔ شاہ شمس' پیر

Marfat.com

وارث شاہ' پیر دنبڑی شاہ' عبداللہ شاہ' پیر کھڑی شریف والے اور بہت سارے لوگ بیٹھے ہیں۔ جن سب کی ایک ہی بات ہوتی ہے۔ نثار احمد بہت دیر سے آئے ہو۔ بابا لعل شاہ مری والے فرماتے ہیں۔ چلو دیر سے آئے ہو مگر آئے تو سہی سب لوگ مل کر کہتے ہیں۔ آفرین آفرین۔ ماشاء اللہ' ماشاء اللہ۔

پھر فلائٹ ایک منٹ میں مدینہ پاک روضہ پاکؐ کے سامنے اتر جاتی ہے اور ہم پوری جمعیت کو ساتھ لے کر حضور پاکؐ کی بنائی ہوئی مسجد نبوی میں درود پاک پڑھتے ہوئے داخل ہوتے ہیں۔

جہاں پھر ہمیں غوث الاعظم سے پہلے ملاقات کرائی جاتی ہے اور پھر مزار اقدس سے پردہ ہٹنا شروع ہو جاتا ہے۔ سخت بے قراریاں ہوتی ہیں تو سامنے باب جبرائیل کھلتا ہے تو اندر خوشبوئیں بکھر جاتی ہیں۔

جناب محمد ﷺ بمعہ اپنے اصحاب پاک رضی اللہ عنہ اور پیچھے پیغمبران پاک کا ایک جم غفیر اندر داخل ہوتا ہے۔ حضور پاک پر ہر طرف سے درود پڑھنے کی آوازیں بڑے زور سے آ رہی ہیں۔ حتیٰ کہ مسجد نبوی کے باہر تک دنیا ہی دنیا ہوتی ہے۔ حضور پاکؐ اپنے روضے پاک میں ایک مسند نما کرسی پر تشریف فرماتے ہیں۔ اور پہلا حکم حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو پکارتے ہیں۔ جناب صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوتے ہیں تو پھر حکم ہوتا ہے کہ آج کے ہند و پاک کے قافلے کو سامنے لایا جائے۔ سو میرے مرشد مجھے لے کر اٹھتے ہیں۔ غوث الاعظم کی سربراہی میں حضور پاکؐ کے سامنے پیش کر دیا جاتا ہے۔ پھر حضور پاکؐ فرماتے ہیں کہ اے غوث جیلانی دیکھ تیرا بیٹا کہاں آگیا ہے اور اب اس کی آنکھوں کے آگے کبھی دھندلا پن نہ آئے گا۔ یہ ہمیشہ ہمیں اسی طرح دیکھ سکے گا اور پھر میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے فرزند صالح تو ابد سے ازل تک ہمارا مرید تھا' ہے اور رہے گا۔ تمہارے ساتھ آنے والی جمعیت کو میں نے اور میرے اصحابؓ اور میرے بزرگوں نے تجھے اپنی فرزندی میں لے لیا ہے۔ تجھے بہت مبارک ہو' مبارک ہو۔ ہر طرف سے مبارک ہو مبارک ہو کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔

مگر میری آنکھوں میں اشک جاری تھے۔ نبی پاک ﷺ نے قریب بلا کر میرے

Marfat.com

اشک اپنے رومال سے صاف فرمائے۔ میرے چہرے کو اپنے دونوں دست مبارک سے تھام کر پہلے پیشانی کو بوسہ فرمایا اور پھر اپنی گود پاک میں سر رکھ کر پیار سے فرمایا۔

اے نثار احمد اب کیوں رو رہا ہے تو تو اپنے آباؤ اجداد سے مل رہا ہے۔ اور حقیقی حقیقت سے لطف اندوز ہو رہا ہے تیرا وصل کامیاب ہوا ہے۔

پھر فرمایا عاشق ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ہم نے تمہارا عشق قبول کیا۔ آمین آمین کی صدائیں آنے لگیں اور حضور پاکؐ نے غوثؓ پاک کو فرمایا کہ یہ بچہ ہم تمہارے سپرد کر رہے ہیں اس کی دیکھ بھال کرنا۔ اور مجھے حکم ہوا کہ تم اذان پڑھو۔ لہٰذا میں نے اذان پڑھی اور صبح کی نماز حضور کی امامت میں اتنی جمعیت کے ساتھ ادا کی۔ نماز کے بعد حضور پاکؐ نے فرمایا اے نثار احمد تجھے اجازت ہے۔ اگر تو جانا چاہے۔ مگر ایسی محفل میں چھوڑ کر کہاں جانا چاہتا تھا۔ مگر حضور پاک نے فرمایا کہ ابھی تجھے بہت سے کام ہیں۔

میں نے عرض کی کہ میں دائمی طور پر آپؐ کی محفل میں رہنا چاہتا ہوں تو نبی پاکؐ نے فرمایا۔

کہ کیا اولاد دوسرے گھر بہتر رہتی ہے تو میں نے عرض کی کہ نہیں تو جواب فرمایا تم ہمارے ہو ہر طرح سے تو اچانک آنکھ کھلی تو دیکھتا ہوں صبح کے تین بج چکے ہیں۔ میں نے اٹھ کر نماز تہجد ادا کی اور یہ تحریر کیا پھر نماز فجر ادا کی۔

آج میں بہت مسرور ہوں میں اس کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔ آپؐ پر درود و سلام لاکھوں کروڑ ہا بار ہا آمین ثم آمین

صبح کے ۶ بج چکے ہیں۔ میں نے اسے بڑے اختصار کے ساتھ تحریر کیا ہے۔

ختم شد

والسلام

سو آج سے میرا پورا نام محمد نثار احمد ہے۔
شیخ محمد نثار احمد القادری سکھو چکوی لاہور

Marfat.com

پیر نثار احمد قادری

کی کتاب ... نام

صحیفۃ الولایت

بالاہتمام تحریر کر لی گئی ہے

[illegible]

۲۱/۸/۱۹۹۳

جناب پیر صاحب کی خاص عنایت سے اس کتاب کا نام صحیفۃ الولایت رکھا ۔ ویسے ہم نے اس کتاب کا نام راہ وفا یعنی عیون الوفا رکھا تھا ==

خادم پیر کامل مرشد حق

(نثار احمد قادری)

نثار احمد قادری

۲۴/۸/۹۳

۱۳ [illegible] پیدا ہے [illegible]

[illegible] ارشاد کشمیری [illegible] مقبول [illegible]

[illegible] فارسی [illegible] صورت میں لکھا [illegible]

[illegible] لوگوں کا نام دیا [illegible]

روزے کہ گفتہ ام من [illegible]

[illegible] ارشاد [illegible]

[illegible] کہ [illegible] لوگوں [illegible]

[illegible] والے لوگوں [illegible] ارشاد [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ارشاد [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] بیرسٹر [illegible] المثال [illegible] ۱۹۷۱ [illegible]

[illegible] دوا ہے اشرف علی کیے اور [illegible] مبارک [illegible]

[illegible] اور [illegible] ان کو [illegible]

عالم کا [illegible] اور [illegible] حدیث [illegible] اللہ کی [illegible]

[illegible] کی [illegible] درست [illegible] محمد [illegible] عالم [illegible]

[illegible] ان میں سے ایک [illegible] ۱۹۷۱ [illegible]

[illegible] میں یہ دو لوگ تھے جن کی [illegible] کی [illegible]

[illegible] اور [illegible] کی جگہ خالی ہو جائے گی ان [illegible]

[illegible] کر [illegible] وقت کا [illegible] منتخب کر لیا

چنانچہ ان کی [illegible] کی جگہ خالی ہو گئی [illegible]

[illegible] کر دیا گیا [illegible]

[illegible] جتنی زیادہ [illegible] کی جائے [illegible]

ایک دنیا [illegible] زیادہ فائدہ پہنچے گا چنانچہ [illegible] اور [illegible]

[illegible] دنیا [illegible] سے چھین لیا

[illegible] صاحب [illegible] کی [illegible]

[illegible] عقل و دل [illegible]

[illegible] حال [illegible]

[illegible] اور ان [illegible] لیا [illegible]

[illegible] اعلان کر دیا گیا

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com